

نیلے چاند کی موت

SHAHID STATIONERY
Bazar Wazirabad
Lahore, Pakistan

شہزاد



شہزاد

اک سنبھلی خیر بھکھا آہزاد اوبی نوی
سے بھرپور نادل

اس ماہ کے نادل

- ۱۹۔ غولی بعلی
- ۲۰۔ ایکلا جنیہ صدر
- ۲۱۔ نیلے چاند کی موت
- ۲۲۔ صدای کے فلم
- ۲۳۔ تبدل یاں

ایمڈے ماہ کے نادل

- ۲۴۔ تاریث کا راز
- ۲۵۔ پانچ آپنے
- ۲۶۔ اصل درندے

اشدید قلک پہنچی گیشنہ

۲۴۹۵

بازار وہاراں ۔ جنگ صدر



مُحَمَّدٌ فَارُوقٌ فَرَزَانَه
اور۔ رَأْنِكَلْرِ جَشِيد سِيرِيز

ناول نمبر ۳۶۵

نسلے چاند کی موت

اشتیاق احمد

اکٹھی ہوئی لاش

سر ابدال نان نے بُونسی آئینے میں اپنے چہرے کو دیکھا،
وہ زور سے اُچھے :

”بُیگم۔ یہ کیا شرارت ہے؟“ وہ چلتا ہے۔

”شرارت۔ کہاں ہے شرارت؟“ ان کی بُیگم نے باورچی خانے
سے جواب دیا۔ جب کہ وہ باہر برآمدے رہی تھے۔ اور کلکھی
کرنے کے لیے آئینے کے سامنے کھڑے تھے، کلکھا ان کے لئے
میں تھا اور کلکھے والا تھا اس تھا کا اٹھا کا اٹھا رہ گیا تھا، وہ اس
لائق کو پیچے گرانا بھک جھوول گئے تھے۔

”لو! اب میں یہ بتاؤں کہ شرارت کہاں ہے۔ بُیگم شرارت؟“
کیا کہا۔ بُیگم شرارت۔ بُیگم چلتا ہے۔

”نہیں! تم بُیگم شرارت کس طرح ہو سکتی ہو۔ میں تو یہ کر
رہا تھا کہ بُیگم۔ شرارت ہمارے کسی بچے کا نام نہیں ہے کہ میں
نہیں بتا دوں۔ شرارت کہاں ہے۔ ویسے تو میں اپنے

نادل پڑھنے سے پسلے یہ دیکھ لیں کہ:

- یہ وقت فناز کا تو نہیں
- اپ کو سکھل کا کھل کا م تو نہیں کرنا۔
- کل اپ کا کوئی نشت یا استھان تو نہیں۔
- اپ نے کمی کو رہ قت تو نہیں دے رکھا۔
- اپ کے ذمے غمزہ وارون لے کر کی کام آنہ نہیں لے جائے۔
- اگر اپ خدا تو نہیں ہے کام کا کھجھا بخجھا بخجھا
تو نادل اللہ کو جیسے کھدیجہ۔ پسلے فناز لبرہہ سب سے
کاموں صحت سے فادر طریقہ بروجھہ۔ پسلے فناز لبرہہ جیسے ملکریا!

اشیاقِ احمد

بھائی کے بارے میں بتا ہی نہیں سکتا کہ اس وقت

کہاں کہاں ہو گا۔

تو ہے آپ سے۔ آخر بات کیا ہوئی تو چنانی

بھائی آپ کو دیکھو۔ یہرے چھرے پر تے

بیالہر جم۔ کیا ہو گیا ہے، آپ کے چھرے پر

دیکھو تو سی: یہ کر کر وہ جلدی سے باہر نکلیں اور انہیں
پر نظر ڈال۔ دوسرا ہے، یہ لمحے وہ بھی زور سے اچھیں،
ارے! یہ بنا کیا ہے۔ چاند جیسا نشان۔ لیکن نہ

کا۔ ٹو نیلا چاند۔ یا نیلا نشان؟

تے۔ تو تم نے نہیں بنایا۔ انہوں نے بوکھلا کر کہ

میں اتنی اچھی آڑت نہیں ہوں:

اُسے ہاں! یاد آیا۔ ہمارے گھر میں، ہماری نا
ب سے اچھی آڑت ہے۔ میتھی ہما۔ ذرا ادھر تو آؤ
نے ہاں لگائی۔

جی ابو۔ کھر آؤ! ہمانے اپنے کمرے سے کوڑا

لیں یہیں آ جاؤ۔ جمال میں موجود ہوں۔ آپ
ہمانے کہا اور واپس مڑ گئی۔

جی اچھی آنی۔ لیجیے آگئی:
نیچی! یہ تم نے بنایا ہے؟ انہوں نے اپنے دل

پر بنتے نشان کی طرف اشارہ کی۔

ارے! یہ کیا ہے؟ اس نے جملہ ہو کر کہا۔

نیلا چاند بیگم نے جگا سامنے بنا یا۔

ن۔ نیلا چاند۔ لگ۔ کیا مطلب؟

اچھی نیلے چاند کا کوئی مطلب نہیں بتایا جا سکتا۔ بیگم
نے کہا۔

اس کا مطلب ہے۔ یہ چاند اس نے نہیں بنایا۔

ہمارے گھر میں تو کوئی بھی اتنا اچھا چاند نہیں بنایا۔

ہمانے پریشان ہو کر کہا۔

اوہ ہو! میں کہتی ہوں۔ دھوڑا لیے۔ معلوم ہو رہی جائے

گا، یہ کس کی شرارت ہے۔ آپ لیٹ ہو جائیں گے۔ جانے

نکل جائے گا آپ سا۔ اگر آپ نے ایک ایک کو بلکر پوچھا۔

یہ بات ذہن میں رکھیے کہ ہمارے پورے گیارہ بچے ہیں۔

ارے باب رے۔ یہ تو میں بھول ہی گی تا۔ اب تو

اس کو دھوڑا ہی مناسب رہے گا:

باکل طھیک اب تو۔ میں اچھی بھلی سکول کی تیاری کر رہی تھی:

ہمانے کہا اور واپس مڑ گئی۔

تو اب پھر جا کر اچھی بھلی تیاری کرو۔ کس نے کہا ہے۔

بُری بھلی تیاری کرنے کو۔ سر ابدال غان نے خوش ہو کر کہا۔

وہ نہلتو مزا جیدہ بیعت آدمی تھے۔ گھر میں ہر وقت
ہستا ہستا نگاہ رہتا تھا۔ اتنے انھیں ایک دوست کی شادی
میں دوسرا بھر جانا تھا۔ ان کی بیٹی بادبھی خانے کی
طرف مر گئیں۔ انھیں سب کے بیٹے ناشتا تیار کرنا تھا۔
جب کہ سب اپنے اپنے سکول اور کالج جانے کی تیاریوں میں
مصروف تھے۔ اپا لکھ ایک بار پھر سرا بطل دھاڑے:

"ارے! یہ کیا۔ جھنپت۔"

"اب کیا ہوا؟ بیگم نے جھٹا کر کہا۔"

"سب کو بلاؤ۔ میں کہتا ہوں۔ سب کو بلاؤ۔ انھوں
نے چلا کر کہا۔"

"یا اظر رحم۔ ہو کیا گی؟ بیگم ان کی طرف نہ رہیں۔"

"سنا نہیں۔ میں نے کیا کہا ہے۔ سب کو بلاؤ۔ انھوں
نے انھیں نکالیں۔"

"ارے۔ یہ کیا۔ بیگم بھی جونک اُٹھیں، پھر آواز لگائی:
بچوں۔ دعو کر ادھر آؤ۔ اپنے ابو کے پاس۔ تھارے ابو
اس وقت آئینے کے سامنے موجود ہیں!"

ذوڈتے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ چھے لڑکے اور
پانچ لاکیاں ان کے پاس جمع ہو گئے۔ ہمایاں میں سب سے
بچوں تھیں۔ وہ سب سے پہلے آئی تھی۔

"یہ۔ یہ کیا ابو۔ اپنے اسے دھویا نہیں۔"

"خوب رحلہ رکھو کر دھو چکا ہوں۔ یہ تو نہیں آتے رہا۔"

"یہاں مطلب ہے بیگم نے یہاں ہو کر کہا۔"

"میں تو اس کو مجھی طرح تحریج بھی چکا ہوں۔ توہ پریشان
ہو کر بولے۔"

"بیکار بات ہے۔ اسکے کہیں یہ کوئی بیماری تو نہیں ہے۔"

"اپ داکٹر کو فون کریں۔ بیگم نے مشورہ دیا۔"

"یکن میرا جہاز بھل جائے گا۔"

"میں ایر پورٹ فون کر کے آپ سماں لکھ کیفیں کر ا دتی
ہوں۔ بیگم بولیں۔"

"فون کے ذریعے لکھ کیفیں نہیں ہوتے۔ وہاں جانا
پڑتا ہے۔ اُدھر خواجہ عباس راجا ایر پورٹ پر میری جان
کو روئے گا۔"

"انھیں بھی میں فون کر دیتی ہوں۔ ان حالات میں آپ
کس طرح چاہکیں گے۔ اتنا بڑا تیلہ پاندھگال پرے کہو:
"اچھا۔ ہونی سی۔ فون کر دو۔ وہ تھکے تھکے سے گرسی
پڑیٹھ گئے۔"

ان کے بچے انکل پھیر کر اس چاند کو دیکھنے لگے۔

"یہ جلد پر ابھرا ہوا تو ہرگز نہیں ہے۔"

" اگر کاپ اس پر پڑی کردا کہ تر جا ہی سکتے ہیں ۔ ہم نے

مشدود دیا ۔

" یکن بھی ۔ یہ سکتا بڑا لگے گا ۔ اور پھر دعوت میں ہر کوئی پرچھے گا ۔ یہی ہوا خان صاحب ۔ کیا ہوا ابتدا صاحب ۔ میں کس کسی کی کی بتاؤں گا ۔ یہ ذاتِ تم بتا دو ۔ انھوں نے بھلائتے ہوئے انداز میں کہا ۔

آخر میں اکثر دلکش پہنچ گیا ۔ اس نے جرت زدہ انداز میں اس نشان کا جائزہ لیا اور پالپی منٹ بعد بولا :

" میں نے اپنی زندگی میں ایسا کوئی کیس نہیں دیکھا ۔ میں پسے ایک دوست کو فون کرتا ہوں ۔ ان کا تجربہ بھجتے ہوں زیادہ ہے ۔ یہ کر کر وہ فون کی طرف بڑھ گئے ۔

ادھر ان کی پریشانی اور بڑھ گئی ۔ دوسرا داکٹر بھی آگئی، ٹو داتھی کوئی بست تجربہ کار تھا ۔ آتے ہی اس نے نشان کو خود سے دیکھا ۔ پھر بولا :

" کیا آپ نے حال ہی میں افریقہ کے کسی جنگل کی سیر کی ہے ؟

" اوه ہاں ۔ کی توبہ ۔ تبت تو کیا ۔ ٹوہ ۔ مکلا کر رہ گئے ۔

" قب یہ نشان اس سیر کا نتیجہ ہے ۔ آپ کو کوئی کاشا

" نہیں چھا تھا ۔"

" کاشا ۔ نہیں تو ۔ دلکش تو مجھے کوئی کاشا نہیں پہچا ۔
البتہ ۔ اوہ بہوت وہ اچھا پڑتا ۔ ان کی آنکھیں حیرت اور خوف
کے اچھیں ۔

" جوڑ کیا ہے ڈاکٹرنے بے پیش ہو کر کہا ۔

" البتہ ۔ کل مجھے ایک لفڑی ملا تھا ۔ ڈاکٹر کے ذریعے ۔
اس پر صرف میرا پتا لکھا تھا ۔ لفڑی بھیجنے والے نے اپنا پتا
نہیں لکھا تھا ۔ آپ کو معلوم ہے ۔ اس لفڑی میں کیا تھا ؟
کیا تھا ۔ ڈاکٹر نے جیران ہو کر کہا ۔

" ایک لفڑی ۔ کسی درخت کا کامانہ ۔ بست ہی تو کیا ۔
میں نے اس کی نوک پر لامپ پھیل تو وہ تھوڑا سا پچھ
گی تھا ۔

" اور ۔ اور ۔ ڈاکٹر نے پریشان ہو کر کہا ۔

" کیا ہوا ڈاکٹر صاحب ۔ آپ بست پریشان ہو گئے ہیں ؟
سرابدال نے بھی پریشان ہو کر کہا ۔

" آپ کو نوراً افریقہ جانا ہو گا ۔ دلکش کے ایک ڈاکٹر کا
پتا میں لکھ کر دے رہا ہوں ۔ آپ ان کے پاس آج ہی
پہنچنے کی کوشش کریں ۔ اگر آج کوئی پرواز نہیں جا رہی تو
یہاں سے کسی بھی ملک پلے جائیں ، جہاں سے آپ کو افریقہ

کی پرواز مل سکے۔ ہوائی کپٹنیاں یہ معلومات آپ کو خود
دے دیں گی۔ لیکن حال ہے۔ سچ ہی آپ ان سے ملنے
گئے۔ آپ کے پاس۔ صرف پتوں میں گھنٹے ہیں۔ یہ ڈاکٹر
واک کو فون کر دیتا ہوں۔ وہ اپنے سینکڑ میں آپ کا
انتظار کریں گے۔ جلدی کریں؟

”یا اللہ رحم۔ میں یہ کوئی اس حد تک پریشان گئی بات نہ ہے؟“
”ہاں! اگر آپ پتوں میں گھنٹے کے اندر اندر اس ڈاکٹر
سے علاج نہ کروا سکے تو آپ کی زندگی کی کوئی ضمانت نہیں دی
ہے گے گی۔“

”میں ایسا وہ چلاتے۔ ان کا رنگ سفید پڑ گیا۔“

”وقت نہ فاتح کریں：“

”وہ سب اسی وقت ہوائی کپٹنی کے دفتر پہنچ گئے۔
ایک ذلت دار آدمی کو صورت حال بتانی گئی۔ اس نے خود
معلومات حاصل کرنے کے بعد اخیں ایک ٹکڑ کامٹ روایا۔
اور بتایا کہ وہاں بھی آپ کی بیٹھ محفوظ کرادی گئی ہے۔“

”چنانچہ وہ بڑے روز کے اختر ابدال کے ساتھ روانہ ہو
گئے۔ دوسرے ٹکڑ پہنچنے میں اخیں صرف پار گھنٹے گئے۔
وہاں جہاز تیار تھا اور ان کے انتظار میں جہاز کو بیٹھ کر دیا
گیا تھا۔ ایسا اس ذلتے دار آئیں کے ذریعے ہوا تھا۔ درہ

جہاز کس ساری بکل چیز تھا۔ جہاز کے نمائندوں کو بتا دیا گیا تھا
کہ ایک شخص کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ اس لیے سب
وئی کسی تقدیر انتظار کر لیں۔

آخر ہے اس جہاز پر سوار ہو چی۔ سب کی نظریں ان
کی طرف آٹھ گھنٹیں اور پھر واپس ڈاکٹر گئیں۔ مزید چار گھنٹے بعد
وہ اس ڈاکٹر کے سینکڑ میں موجود تھے۔ ڈاکٹر کو دو نشان دیکھ
کر کوئی چیز نہیں ہوئی تھی۔ اس نے صرف آتنا کہا تھا:
”یہاں تو ایسے سریش نام ہیں۔ وہ کافی سکی ڈاکٹر کو
چھوڑ ہی جاتے ہیں۔ اور ایسے لوگ خدا یہرے یا دُوسرے
ڈاکٹروں کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔“ کافی دو اصل بہت
زبردست ہے۔ کاشاچھنے کے دوسرا دن ٹکال پر ہے نیلا
چاند ابھرتا ہے۔ اندھاگر زہر کا توڑ آدمی کو دیا جائے تو
تیسرے دن آدمی مر جاتا ہے۔
اس کے بعد انہوں نے ایک انگلش شخص لکھا۔ اور
انھیں لٹ دیا۔

”چار گھنٹے بعد آپ کا یہ نشان ناٹب ہو جائے گا۔ اس
کے بعد آپ یہاں سے چلے جائیں گے۔ میرا ملازم چار گھنٹے
تک آپ کے ساتھ یہاں ٹھہرے گا۔“
”اور آپ کی نیس۔“

یہتے ہیں:

”یہاں بھی ایسے پہ شمار داکٹر ہیں، لیکن میں ایسا نہیں کرتا：“

”پھر تو آپ کے لام مریضوں کی قدریں لگی رہتی ہوں گی؟“
”ہاں یہ تو ہے۔ لیکن میں اپنے انتہات کے مطابق اسی مریضوں کو روکھتا ہوں۔ وقت ختم ہو جانے کے بعد نہیں دیکھتا۔
آپ کے لیے ضرور رکا ہوں آج؟“

”آپ کا احسان میں زندگی بھر یاد رکھوں گا؟“

”اس کی ضرورت نہیں۔ یہ میرا غرض تھا۔ وہ سکلتے۔“

”آپ ایک دو انگلش مجھے دے سکتے ہیں۔ ہمارے ملک میں پھر کوئی ایسا کیس ہو سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے، کل شرارتی سکتے ہیں۔“

”آدمی یہاں سے کچھ کانٹھے سا تھبے گیا ہو۔“

”ہاں ضرور۔ کیوں نہیں۔ لیکن یہ انگلش صرف نہیں مل سکتے ہیں۔ کہیا میں اور کہیں نہیں مل سکیں گے۔ یہ کہتے وقت وہ سکلتے۔“

”جی کیا مطلب؟“

”یہ انگلش میں نے خود بنائے ہیں۔“

”اوہ ہو اچھا۔“

”جی ہاں! تجربات کرنے پڑے ہیں مجھے۔ بہت

”ڈاکٹر سوری میرے دوست ہیں۔ یہ کیس اخنوں نے بھیجا ہے۔ لہذا میں یہیں نہیں لوں گا۔ یہوں بھی میں نے ایک لیکھ دی تو لکھایا ہے۔ اخنوں نے مسکرا کر کہا۔“

”پھر بھی ڈاکٹر صاحب۔ آپ نہیں ضرور لے لیں۔“

”اپھا تو پھر آپ صرف دو ڈالر مے دیں۔“
”جی کی فرمایا۔ صرف دو ڈالر۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟“

”ڈاکٹر صاحب۔ یہ تو اس انگلش کی قیمت ہو گی شاید۔“

”ہاں میں نے انگلش کی قیمت، ہی وصول کی ہے۔ میں

فیں نہیں یتھا۔“

”کیا صرف جہاںوں سے یا مقامی لوگوں سے بھی؟“

”میں مقامی لوگوں سے بھی کوئی فیں نہیں یتھا۔ مریض کو دیکھ کر فخر تجویز کرتا ہوں اور اس کے مطابق ادویات دے دیتا ہوں۔ ان ادویات کی قیمت لے یتھا ہوں۔“

”لیکن اس طرح آپ کو کی فائدہ ہوتا ہے؟“

”ادویات پر کپیاں جو کیمین دیتی ہیں۔ میرے لیے

اوہ کافی ہے۔ میں دولت نہیں سمجھتا۔ ایک دن مرننا پڑے

گا، پھر حباب کتاب دینا ہو گا۔“

”اوہ۔ ہمارے ملک میں تو ڈاکٹر صرف معافانہ کرنے

کے دو سور و پے لے لیتے ہیں۔ کچھ ڈاکٹر سور و پے بھی

مدت تک۔ تب کہیں چاکر۔ اس نہر کا توڑ دیافت کہنے
میں کامیاب ہو سکا۔

”آپ کا بہت بہت شکریہ۔ آپ مجھے ایک دونسیں،
پورے دس انگلش دے دیں۔“

دس انگلش ضریب کر دے اپنے دھن لوٹ آئے۔ گھر والوں
نے جوانیں باکل دست حالت میں دیکھا تو بہت خوش ہوئے،
لیکن پھر اچانک وہ سب غرمند ہو گئے۔ کیونکہ سراہمال
نے بات ہی ایسی کی تھی۔ انھوں نے دوسروں دن ناشتے
پر کہا:

”آخر وہ کون ہے۔ جو مجھے جان سے مار دیا پاہتا ہے؟
ادہ وہ دھک سے دہ گئے۔“

اک طرف تو ہم نے توجہ ہی نہیں دی تھی۔ یہیں ابدال بولیں۔
وہ کسی اور طرح بھی وار کر سکتا ہے۔ اختر ابدال نے کہا۔

اک وقت ہما کی نظر اخبار کی ایک خبر پڑی۔
”اف مالک۔ ابو ی خبر پڑی ہے۔ اس نے چین کر کہا۔“

سب بُری طرح گھبرا گئے، کیونکہ ہما کچھ ایسے ہی نون زدہ
انداز میں چلاتی تھی۔ اور پھر سب کے سب اس خبر کی طرف
موجہ ہو گئے۔ خبر یہ تھی:

”افریقہ کے مشہور د معرفت داکٹر کو قتل کر دیا گیا۔“

نایندہ خصیٰ: گذشت دلت تک کے معروف ترین داکٹر
ڈاکٹر دک کر کسی نے ان کی رہائش گاہ پر قتل کر دیا۔
وہ اپنے کمرے میں خان میں لت پت ٹھے۔ ان کا جنم
اکر کر بالکل سخت ہو رکھا تھا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ
دلت کے ابتدائی حصے میں یہ واردات کی گئی۔ موسم سرما
کی وجہ سے لاش بُری طرح اکٹھی ہوئی ملی۔

غائب ہیں

"یہ کیا بات ہوئی؟ سر ابدال نے کھوئے کھوئے لجھے میں کہا۔

"جو شخص آپ کو ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ اس نے ڈاکٹر واک کو قتل کر دیا، ایکوںد اس نے آپ کو الجلسن لگا کر اس کائنٹ کے زہر سے نجات حاصل کرنے میں مدد دی تھی۔ یہم ابدال بولیں۔"

"ہاں! لیکن وہ تمہیں چانتا۔ میں ڈاکٹر واک سے دس الجلس لے آیا ہوں؟"

"اوہ! یہ آپ نے بہت پچا کیا تو؛ یہاں نے خوش ہو کر کہا۔" یکنی تو اس معاملے کی تحقیقات تو ہوئی ہی چاہیے۔ آخر فہ کون ہے جو آپ کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ اور کیا اب جب کہ اس نے ڈاکٹر واک کو ہلاک کر دیا ہے۔ کیا وہ آپ پر پھر فار کرے گا؟"

"ایک بار پھر نکلا وہ پریشان نے بھیں گھیر دیا ہے۔ بھیں کچھ دیکھ کرنا ہو چکا۔ تھہرو:

"یہ کوئی سر ابدال نے کہی کے تمہرے ملا کے۔ دوسرا طرف کی آواز سن کر انھوں نے کہا:

"ہیلو خان صاحب۔ سر ابدال خان بول رہا ہوں۔ میں بہت پریشان ہوں۔ کیا آپ یہی مدد کے لیے آئے گئے ہیں یہ؟"

"دوسرا طرف کا حاوب من کر انھوں نے رسید رکھ دیا۔ اور پھر میں منٹ بعد ان کے دروازے کی گھنٹی بیجی:

"آپ نے کے بلایا ہے آبا جان۔ آنے والا کوئی خلط آندھی جھی ہو سکتا ہے؟"

"میں نے اپنے ایک دوست کو بلایا ہے اور میں اس کی آواز بہت ایچی طرح پہچانتا ہوں۔ تھہرو۔ میں خود دروازے کھولوں گا۔ یہ کوئی سر ابدال خان دروازے کی طرف پکھے۔" کون؟ وہ بولے۔

"بھی یہ میں ہوں۔ جسے تم نے خون کیا تھا؟"

"ہوں۔ اچھا۔ انھوں نے کہا اور پھر دروازہ کھول دیا۔" خیر تو ہے۔ بہت خوف زدہ ہو۔ دوست نے کہا۔

"اوہ! اسی ساری کہانی سناؤ ہوں۔" ساری کہانی سن کر دوست نے کہا:

"میں سمجھ گیا۔ تم نے اس مقصد کے لیے غاص طرد پر بچے
ہی کیوں بلایا ہے؟" انھوں نے کہا اور فون پر نمبر ڈائل کرنے
لگے۔ چند سی دوسری طرف سے بھی نے کہا:

"اسلام ملک۔ فرمائیے آپ کو کس سے ملا پئے؟
"محمود! یہ میں ہوں۔" فان صاحب نے کہا۔

"اے انکل خان رحمن۔ آپ۔ بھی وہ مزا آگیا۔
"مزا کیے آگی بھلا۔ اتنی سی بات میں مزے کی گنجائش
کہاں ڈہ بولے۔

"مزے کی گنجائش اس طرح ہے کہ ہم اس وقت آپ
کو فون کرنے پر ہی خود کر دے تھے۔" محمود بولا۔

"یکن خالی خود کرنے سے کیا ہوتا ہے؟" فان رحمن بولے۔
"یکن خود کرنے کے بعد ہم فون بھی کرتے۔"

"اور میں تھیں نہ ملتا، یونکہ میں اس وقت گھر سے نہیں
بول دتا۔"

"کوئی بات نہیں، ہم آپ کو تلاش کریتے۔"

"اچھا خیر۔ جیشید کو فون دو۔"

"سودی انکل۔ وہ گھر نہیں ہیں۔"

"اوہ۔ تب پھر تم آ جاؤ۔"

"یکن کہاں آ جائیں؟"

"سرابدال خان کے ہاں۔ پتا تو جانتے ہی ہو گے۔ اگر
نہیں تو شہر کے شمالی پرے پر ۲ جاؤ۔"

"نام بھی سن رکھا ہے۔ اور پتا بھی جانتے ہیں۔ دیے انکل
خیر تو ہے؟"

"بس یوں سمجھ لو۔ ایک کیس مل گیا تھیں۔"

"وہ تو ہم اس وقت سمجھ گئے تھے جب فون کی گھنٹی بھی تھی:
"یکن بھی۔ فون کی گھنٹی تو روزانہ د جانے کی مرتبہ ستائی دیتی
ہو گی۔ تو یہ تم ہر بار یہی سمجھ لیتے ہو؟"

"جی نہیں انکل۔ کسی کسی گھنٹی پر ہی ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ
کیس ملنے والا ہے۔"

"اچھا بھائی۔ تم آ جاؤ بس۔" انھوں نے تنگ آ کر دیسید
رکھ دیا اور سرابدال کی طرف مڑے۔

"انکل جیشید تو گھر نہیں ہیں، ابتدہ محمود، فاروق اور فراز ان
آ رہے ہیں؛ تاہم جو نہیں وہ گھر آئیں گے۔ انھیں سیرا پیغام

مل جائے گا اور وہ یہاں آ جائیں گے۔"

"بہت خوب۔ سرابدال نے ملکیت ہو کر کھا۔"

"اُدھ گھنٹے بعد دردازے کی گھنٹی بھی۔ خان رحمن فواد بولے:

"یعنی۔ وہ آگئے۔"

"آپ کیسے کر سکتے ہیں۔ یہ دہی ہیں۔ کوئی اور بھی

تو ہر لکھا ہے؟ سرابدال نے کہا۔

"میں ان کے گفتگو بجا نے کے انداز سے۔ مکمل واقعہ ہوں۔

منکراتے ہوئے کہا۔

خان رحجان بولے۔

"اوہ۔ اچھا۔ سرابدال نے کہا۔

نیز۔ میں خود دروازہ سخون تا ہوں۔ آپ بالکل بھروسے۔

کری۔ انھوں نے کہا۔

خان رحجان نے دروازہ سخون تو محمود، فاروق اور فرزانہ یہ سادی

کہانی سن کر دھک سے رہ گئے۔

ایک ساتھ بولے:

"اسلام علیکم انکل:

"وعلیکم السلام! اس کا مطلب ہے۔ جب تم گھر سے پڑے۔" میرے بیٹت کیس میں:

جیش دہی نہیں آئے تھے؟

"اگر ہم گئے، ہوتے تو اس وقت وہ بھارتے ساتھ ہوتے میں کہا۔

انکل: محمود نے کہا۔

"ہوں نیز۔ ہیخام تو تم چھوڑ ہی آئے ہو گے ہی خان سے بلکل گئے۔"

رحجان بولے۔

"کیا خیال ہے۔ کیس کافی پر اسرار سا ہے۔"

"کافی نہیں۔ بہت زیادہ۔ فرزانہ بڑھ رہی۔"

"بالکل۔ یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔ فرزانہ نے جلدما جلدی کہا۔

"اس کا مطلب ہے۔ جیش کو بلکا، ہی ہو گکا۔ خان رحجان

نے کہا۔

"اچھا تو میں اپنا یہ سوال واپس لے لیتا ہوں۔ انھوں

نے کہا۔

"وہ بھی آ جائیں گے۔ فکر نہ کریں۔ محمود بولا۔"

اس وقت قدموں کی آواز سنائی دی۔ اور پھر سرابدال

کرے میں داخل ہوتے، لیکن یہ دیکھ کر وہ دھک سے ر
چھے کر ان کے چہرے پر ہوا نیا اڑ دہی تھیں۔ جسم
مرزو ساتھا اور انھوں سے بے پناہ خوف بھاگ کر دلا تھا۔
پھر انھوں نے کاپتی آواز میں کہا:
”وہ۔ وہ دس انگلش غائب ہیں۔“

ایمپریوٹر

وہ دھک سے رہ گئے، انھوں میں اجھن تیر گئی۔ آخر

محود نے کہا:

”اس کا مطلب سمجھتے ہیں آپ؟“

”میں۔ کس کا تباہ سرا بدل نہان نے گھبرا کر کہا۔“

”ڈاکٹر واک کے قتل کا اور دس انگلشوں کے غائب ہونے

کا۔“ محود بولा۔

”نی۔ نہیں۔“

”اس کا صرف اور صرف یہ مطلب ہے کہ اب اگر کسی
کے چہرے پر وہ نیل چاند نظر آتے تو وہ ڈاکٹر واک سے
طلاح نہ کر سکے اور ان سے انگلش لا سکے۔ بلکہ یہاں بھی
اس سے دس آدمی فارمہ نہ آٹھا سکیں۔“

”دس آدمی۔ کون سے دس آدمی؟ سرا بدل نہان نے جیزاں

ہو کر پوچھا۔

"اپ دس انچکش لاتے تھے۔ اسی شہر کے اگر دس کاروں
کے چھروں پر بھی وہ نیلا چساند نظر کرتا تو اپنیں ان دس
انچکشون سے نیکایا جا سکتا تھا۔ یہیں اب اس کا بھی امکان
نہیں رہا۔"

"تو کیا آپ لوگوں کا مطلب یہ ہے کہ وہ میرے علاوہ
اور لوگوں کو بھی اسی مرض میں بستکرے گا؟"

"امکان تو ہی ہے۔ یا پھر وہ کم از کم آپ پر ضرور
ڈار کرے گا اور دردار اس کائنٹ کے ذریعے ہی کرے گا۔
پہلے اس نے لفافے کے ذریعے کائنٹا بھجا تھا۔ اسی وقت آپ
کائنٹ سے واقع بھی نہیں تھے۔ اب جب کہ آپ کو کائنٹ
کی خاصیت کا علم ہو پڑتا ہے۔ تو وہ کسی اور ذریعے سے
آپ تک کائنٹ پہنچتا گا۔ اس طرح تو آپ شاید سوچ بھی
نہ سکیں۔ اس سے ہم صرف ایک نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ بخود یہاں
تک کر کر رکھیں۔"

"اور وہ کیا؟ وہ جلدی سے ہو لے۔

"یہ کہ وہ ہر قیمت پر آپ کو قتل کر دینا چاہتا ہے۔ آخر
ذ کون ہے غان صاحب؟"

"اگر مجھے معلوم ہو جائے۔ تو کچا نہ چیا جاؤں اسے۔ انہوں
نے تکملہ کر کیا۔"

"پس آپ بعد میں چھاپئے گا۔ چند ہمیں اس سے پہنچ
یعنی دیکھیے گا کہ کوہ آخر ایسا کیوں چاہتا ہے؟"

"اگر اس سے پہنچنے کا موقع ملا تو ضرور پوچھ لیجیے گا۔

میں احترام نہیں کر دیں گا، لیکن جو سی مجھے معلوم ہوا کہ یہ
ہے وہ شخص جو مجھے اس زہریلے کائنٹ کے ذریعے پاک کرنا
چاہتا ہے۔ میں اسے گولی مار دوں گا۔"

"لیکن اس طرح آپ قانون کو اپنے ہاتھوں میں لیں گئے
قادوں نے منہ بنا لیا۔"

"وہ کیسے بخاطب؟ ایک شخص مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ میں
اپنے آپ کو بچانے کے لیے اسے قتل کر سکتا ہوں۔"
ہاں! لیکن اسی دقت۔ جب کہ یہ بات صاف ثابت
ہو جائے۔

"اگر اس کے پاس سے کائنٹ برکاٹ ہو جائے تو کیا یہ بات
صاف ثابت نہیں ہو جائے گی؟"

"اس سے زیادہ صاف اور کس طرح ثابت ہو سکتی ہے۔
غافر رحمان سکراتے۔"

"اں صحیک ہے۔ اس صورت میں ضرور آپ کو بے گناہ
خیال کی جائے گا۔ انہوں نے کہا۔
ٹنکری! دیکھنا یہ ہے کہ وہ ہے کون۔ سرا بدل بولے۔"

"اپ کے ساتھ افریقہ کے سفر پر کون کوں حضورت گئے تھے؟ محمود، بولا۔

"ہم دل آدمی گئے تھے، یعنی وہ فو کے تو بھترین آدمی ہیں، میرے بہت پرانے دوست ہیں۔ ان میں سے ترہر گزو کوئی ایسا آدمی نہیں ہو سکتا۔"

"یہ آپ کا کتنا ہے۔ یہاں نہیں یہ محمود ملکیا۔

"کیا مطلب۔ میکا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ... دو بوكھاتے ہوئے انداز میں لگتے رہ گئے۔

"اگر اس سفر میں آپ کے ساتھ صرف نو آدمی تھے اور دھواں آدمی کوئی نہیں تھا تو پھر ان نو میں سے ہی کوئی ایسا آدمی ہے۔ جو آپ کی زندگی نہیں چاہتا۔"

"یہ غلط ہے۔ اس لیے کہ ہم دس کے دس انتہائی نزدیکی دوست ہیں اور ہم ایک دوسرے کے لیے جان سبک دے سکتے ہیں۔"

"بہت خوب! تب تو اس معاملے کی تیک پہنچا ہو گا، آپ افریقہ کی سلسلے میں گئے تھے؟"

"صرف میر کرنے ہی انہوں نے کہا۔"

"وہاں آپ لوگوں کے ساتھ کوئی عجیب واقعہ تو پیش نہیں آیا؟"

"عجیب واقعہ۔ ان۔ نہیں تو یہ انہوں نے خود کہا۔

محمود، فاروق اور فرزاد جیلان ہوتے بغیر شدید رکھے۔

اس سوال کے جواب میں انہوں نے جس طرح یہ کہا تھا کہ ان۔ نہیں تو۔ اس سے صاف تکرار آ رہا تھا کہ دہلی کوئی عجیب واقعہ ضرور ہوا ہے۔ تب پھر اس کا مطلب یہ تھا کہ سراہدال کچھ چھا رہے تھے۔ نیڑا انہوں نے اس سوال کو جوکی کر دیا اور محمود بولا۔

"ٹھیک ہے۔ میر بانی فرمائ کر اپنے ان نو دوستوں کے نام اور پتے لکھ دیں۔"

"یعنی انہیں پریشان کرنے کی ضرورت کیا ہے۔ ان کا اس نیلے چاند والے معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"تب پھر ہمیں بلانے کی کیا ضرورت تھی سرہ فاروق نے جمل کر گہا۔

"آپ لوگ اس شخص کو پڑونے کی کوشش کریں جو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔"

"اس شخص کو پڑونے کی صرف اور صرف ایک صورت ہے اور وہ یہ کہ آپ اپنے نو دوستوں کے نام پتے بتا دیں یا پھر یہ افراط کریں کہ اس سفر میں اور کوئی بھی آپ کے ساتھ تھا۔ انہوں نے چونک کر گہا۔"

کوشش کرو۔ فرزانہ نے بتا کر کہا۔

”میں کہ رہا تھا۔ ہم بھلا کا نٹوں کے نزدیک کیوں جاتے،

اس نے بتایا تھا کہ بمرت ذکر اگر جلد کو چھو جاتے، تب

بھی تین دن بعد موت واقع ہو جاتی ہے۔“

”تب پھر جب آپ کو اخافنے میں کاشا نظر آیا تو آپ

نے اس کی روک کر کیوں چھووا؟“

”بے خیال ہیں۔ اس وقت افریقہ کے سکانٹوں کا خیال

ذہن سے نکل گی تھا۔ اس پر اسرار آدمی نے ہمیں صرف

یہ بتایا تھا کہ سکانتے مدد دیتے زہریلے ہیں۔ اگر کوئی ان کی

روک صرف چھوئے تو بھی تین دن کے اندر مر جاتا ہے اسے

اگر کاشا چھو جائے تو موت فوری واقع ہو جاتی ہے۔ یہی

درجہ ہے کہ نیلے چاند کو دیکھ کر مجھے اس پر اسرار آدمی

کا اور افریقہ کے جنگل کا خیال کہ نہیں آیا، اگر کبھی وہ

نیلے چاند کا ذکر بھی کر دیتا تو اس اسی وقت مجھے جاتا۔

”نیچر کوئی بات نہیں۔ ہم تو صرف ایک بات کہیں گے۔

اوے ہاں۔ پہلے یہ بتا دیں۔ اس پر اسرار آدمی سے بھی

”طلقات ہو سکتی ہے یا نہیں؟“

”وہ بھارتے ملک کا نہیں تھا۔“

”کوئی بات نہیں۔ آپ کو اگر پتا معلوم ہے تو بتا دیں؛“

”تو پھر بتائیتے نا۔ وہ کون تھا۔ کیا آپ کے ماتھے

ہمیں سے چل گی تھا؟“

”نہیں۔ دورانِ سفر ساتھ ہوا تھا۔ بہت باقاعدے۔ لیکن

افریقہ کے جنگلوں سے بہت اچھی طرح واقعہ تھا اور ہم نے

بھی اسے اسی وجہ سے ساتھ لے لیا تھا کہ چلو۔ والغیت ہی

حاصل ہو گی۔“

”تو پھر۔ کیا اس کے ساتھ کوئی عجیب واقعہ ہوا تھا؟“

”نہیں۔ لیکن یہ دیکھ تھا۔ جس نے ہمیں ان سکانٹوں

کے بارے میں بتایا تھا۔ ہم ان ناردار جنگلیوں کی

طرف بڑھ رہے تھے کہ اس نے روک لیا اور بتایا کہ ہم

ایک خوفناک موت کی طرف بڑھ رہے تھے، پھر اس نے

ان سکانٹوں کے بارے میں تفصیل سے بتایا۔

”تو کیا آپ لوگوں نے وہ کانتے توڑے تھے؟“

”فربہ کریں۔“

”فربہ کرتا ہوں۔“ فاروق نے فروکھا۔

”ابھی ان کی بات پوری نہیں ہوئی۔“ فرزانہ نے جھلکر کیا۔

”تو اس میں انگارے چلانے کی کیا ضرورت ہے۔“

بات بھی پوری ہو جائے گی۔ فاروق نے برا سامنہ بنایا۔

”لڑنے کی ناکام کوشش نہ کرو۔ اگر کرنی ہے تو کامیاب

"یکل گے"

"یکن اس بے پارے کا بھی اس معاملے سے کوئی
تعلق نہیں ہو سکتے"

"یہ دیکھنا ہمارا کام ہے خاب، فاروق بلیں
شربی لیٹھ کا مہنے دالا تھا۔ اور اس کا نام تحلیل ملکان
سے دیکھ کر بتا سکتا ہوں"

"تو پھر وہ بھی بتا ہی دیں"
بتا فوٹ کر کے وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ انھوں نے

"آپ کا کیا پروگرام ہے انکل۔ ہمارا تو اب یہاں کوئی
کام نہیں رہا۔ بلکہ یہیں تو بلانے کی ضرورت ہی نہیں تھی،
فان صاحب تو اس کی تفیض کرانا ہی نہیں چاہتے؛
وہ اس لیے کہ ان کے دوستوں کو پریشانی نہ ہو؛ فان
رحان جلدی سے بولے۔

"یکن ان کی جان کا دشمن ان نوں سے ایک بھی ہو
سکتا ہے۔ اس صورت میں یہ خود پر خلماں کریں گے۔ محمود
نے من بنایا۔

"اب یہی کہ سکتا ہوں۔ یہ ان کی مرضی ہے۔ فان

رحان نے کہا کہ آپ کھلتے ہیں۔

"ایک اور بات۔ افریقہ کی سیر کے دروان کوئی نہ کوئی
بیب واقعہ نہیں ضرور ہیں آیا تھا۔ وہ واقعہ بتانا بھی خان
صاحب کو پہنچ نہیں۔ یہیں تنظیم تو نہیں کر رکھ جناب۔"
باکل نظر۔ ہمیں کوئی واقعہ پہنچ نہیں آیا۔ انھوں نے
بختا کر کر کہا۔

"آپ کی مرضی۔ ہم با رہے ہیں۔ ہماری مدد کی ضرورت
محوم کریں تو آواز دے دیجیے گو۔ محمود نے کہا افسد باہر کی
طرف پل پڑا۔ فاروق اور فرزان نے اس کا ساتھ دیا۔
ابتدئے خان رحان دیں رک گئے۔ انھوں نے آنکھوں سے

اشارة کیا کہ تم جاؤ۔ یہیں کچھ دیر بعد آؤں گا۔"

وہ گھر پہنچے ہی تھے کہ خان رحان کا فون موصول ہوا:
بھی یہیں اس لیے رک گیا تھا کہ شاید وہ تم لوگوں کی
غیر عاضری میں یہ بات بتا دی کہ افریقہ کے جگل میں کیا واقعہ
پہنچ آیا تھا۔ یکن وہ حضرت تو ش میں سے مسک نہیں ہوئے۔

"ہوں! یعنی انھوں نے وہ واقعہ نہیں بتایا۔
اُن یہی کہتے رہے کہ کری واقعہ سرے سے پہنچ
ہی نہیں آیا۔"

"آپ ان کے تو دوستوں میں سے کسی کو جانتے ہیں؟"

"ان کے تو پتا نہیں کہتے دوست ہیں، اب کیا معلوم
کہ کون سے فردوسوں کو لے کر گئے تھے:
خیر! ہم روگان سے مل یتھے ہیں:
یہ شیک رہتے ہیں: نان رحان نے خوش ہو کر کہا.
گویا آپ بھی ہمارے ساتھ چاہتے ہیں:
بھتی اس بھارتی شربی یہند کی سیراہی ہو جائے گی،
ٹھاہتے۔ بہت مرے کی جگہ ہے:
یہیں ایسا جان کا کی کریں: محمود نے کہا۔
یکوں ایک گھنیں جا رہے ہے:
ابھی ان سے بات، ہی کہاں ہوتی ہے: محمود نے کہا.
تو بات کرو جسی:

"ابھی وہ حضرت ہی کب ہیں:
تو اپنی لوٹنے دو: بھتی: اخضوں نے جملہ کر کہا۔
نہیں انکل: محمود نے فدا کہا۔
یہیں میرا کام نہیں انکل نہیں ہے:
آپ یہیں آ جائیں انکل۔ مل کر ان سے بات کریں گے:
کیس ان کا موداً گفت ہو گی تو بات بگڑ جائے گی:
اوہ تو یہ بات ہے۔ خیر! ہیں آ رہا ہوں:
ایک منٹ انکل۔ کیا پرد فیر انکل کو ساتھ نہیں لیں گے؟"

"اگر وضو نے پسند کیا۔ میں اُسیں بھی فون کرتا ہوں۔
تم حکر دکرو:
اگر آپ کہتے ہیں تو نہیں کریں گے: محمود نے خوش ہو کر کہا.
جلد ہی درجن ان کے حضرت پیش گئے۔ ۳ تے ہی پر خضر
داش ہوئے:
اگرچہ اس کیس میں میرا کوئی بھی دش نظر نہیں آ رہا، لیکن
تم وگوں کا ساتھ دینے کے لیے میں پھر بھی پہلا آتی ہوں:
یہی تو آپ کی خوبی ہے انکل:
اسی وقت دردرازے کی گھنٹی بجی۔ وہ اچھل پڑتے۔ انداز
انپکڑ، ہمیشہ کا تھا۔ جوہی وہ السلام علیکم کو اور انہد داش ہوتے،
چلا آئتے:
ہمیں۔ آپ حضرات بھی یہیں ہیں۔ تب تو مجھے کسی
سازش کی کوئی کو سوچنے، ہی لینا پاہے:
ہمارے حضرت میں سوچنے پر کوئی پابندی نہیں ہے ایسا جان:
نازوق نے خوش ہو کر کہا.
چلو مان یا۔ اب بات بتاؤ:
مودو نے جلدی جلدی بات بتائی۔ نان رحان نے اس
کی تائید کی اور پرد فیر داد نے یہ کہ کر جان چھڑائی:
اور مجھے نان رحان ساتھ لے آئتے ہیں:

"یعنی بھر جی ڈاپکٹر جشید مسکرا تے۔"

"جی۔ آپ کیا بھر گئے تھے؟"

"یہ کہ آپ لوگوں کا پروگرام مشربی یونیورسٹی جانے کا ہے۔"

"یعنی قوم میں کمال ہے جشید۔ اذقی چڑیا کے پر انہیں یہاں۔

"یعنی اذقی چڑیا پر نشاد نہیں لگاتا۔ ڈاپکٹر جشید مسکرا تے۔"

"جی۔ یہاں مطلب۔ یہاں اس جملے کی کیا ضرورت تھی؟"

"مطلب یہ کہ جب تک یقین نہ ہو جائے۔ وارنیس کو رکا۔

"آپ کی کچھ چاہتے ہیں؟"

"کہ۔ وہاں جانے کی کیا ضرورت تھی ہے۔ جب تمہاری

اس سے بات ہو سکتی ہے؟"

"مگر بیٹھے بات ہو سکتی ہے۔ کچھ ہے؟"

"میرا داں ایک دوست ہے۔ وہ میرا فون ملتے ہیں۔"

حرکت میں آجائے گا اور دوگان کو تلاش کر کے میری فون پر

بات کرادے گا۔ اس کام میں صرف چند سو روپے خرچ

ہوں گے، جب کہ دوسرے پروگرام پر کئی ہزار روپے فرا

ہئیں گے۔"

"یعنی جشید۔ یہ بھی تو سوچو۔ اس طرح سیر بھی تو ہر بدل

گی۔ خان رحمان جلدی سے بولے۔"

"اگر بات سیر کی ہوتی تو چلے جاتے۔ یعنی اگر صرف ال

خون سے جاتا ہے کہ دوگان سے خداوت ہو جائے گی تو اس کی ضرورت نہیں۔"

"ٹھیک ہے جشید۔ ہم سیر کے لیے چلے جاتے ہیں۔ لگے لاقبوں اس سے بات کرتے ہیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ چلے چلتے ہیں، لیکن میرا ایک اندانہ ہے۔"

"اور وہ اندانہ کیا ہے؟"

"میں بتاؤں گا نہیں۔ کچھ کہ رکھ دیتا ہوں، کیونکہ بتانے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہو گلا۔ اب آپ لوگ رکھنے والے نہیں۔"

"ٹھکری جشید۔ تم میں بھی خوبی ہے۔ دوستوں کا ساتھ دیتے ہو۔ چاہتے تھا اپنے پروگرام ہو یا نہ ہو۔"

ڈاپکٹر جشید مسکرا دیے اور ایک کافاہ پر اونگ ہٹ کر کچھ لکھا، پھر کاغذ خفیہ جیب میں رکھ لیا۔ دوسرے دن ٹھری لینڈ کے لیے روانہ ہوتے۔

"بیٹھے، شما کے ایک مدد پر لطف سفر ناچھ لگ گیا۔ فاروق نے خوشی سے بھر پورا بیٹھے میں کہا۔"

"تم تو اس طرح کہ رہے، بوسیے کوئی خزانہ ناچھ لگ گی ہو۔ فرزان نے بُرا سامنہ بنایا۔"

"یہ بھی خزانہ ہی ہے، یعنی سفر کا خزانہ۔ محمود مسکرا یا۔"

"کی کہا۔ سفر کا خزانہ۔ یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔"

دروازہ

یہ کی بات ہوئی اپا جان۔ آخر اس ایر ہوش کو کس طرح
معلوم ہے کہ ہم کہاں اور کیوں جا رہے ہیں؟
کہاں کا جواب تو خیر ہے کہ اسے معلوم ہے۔
اس جہاز کی میزبان کون ہی ہے۔ جہاز میڈھا شری یہندہ
جا رہا ہے۔ اس کو دریا میں کہیں اور نہیں رک۔ مشرقی
یہندہ رک کر کہیں آگے جاتے گا۔ بلکہ واپس پہنچنے لگک
ہی وٹے گا۔ وہ گئی بات دوسرا۔ وہ جہاز کن توں ہے،
ہم نے اپنے پروگرام کے سختی کی کو نہیں بتایا۔ لمحہ بیٹھ کر
پروگرام بنایا تھا۔ ان حالات میں اس ایر ہوش کا یہ کہنا۔ یہ
جانتی ہے، ہم کہاں جا رہے ہیں۔ پر اسرار بات ہے:
اور پھر ان محترمہ نے جواب بھی تو نہیں دیا:
اسے اپنی ٹیوٹی بھی تو ادا کرنا ہے۔ اس وقت یہ سب
کو سکانے پینے کی چیزیں پہنچا رہی ہے۔ زرافخ ہوئے

فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

”اب رکھ بھی لوکی نادل کا نام۔ محمود نے جمل کر کہا۔
”مرہاتی فرمائ کہ جہاز میں نڑیے ہٹکڑیے نہیں۔ پاس سے
گزرتی ہوئی ایر ہوش نے سکا کر کہا۔
”اپ نے یہ کے جان یا کہ ہم لا رہے ہیں پا محمود کے
لئے یہی جیرت تھی۔

”اپ کے پدے میں سنا ہے کہ اپ کہیں بھی لڑے
جھوکے بیڑ نہیں رہتے۔

”اوہ! تو اپ کہیں جانتی ہیں؟

”اتفاق سے، بلکہ میں تو یہ بھی جانتی ہوں کہ اپ شریبلہ
کس لیے جا رہے ہیں؟
”یہ مطلب ہے اس بار ایکٹر جہید ان سے پہنچے۔ بول اٹھے۔
ان کی آنکھیں جیرت سے پھیل گئیں۔ ایر ہوش جواب دیا
بعنیر آئے بڑھ پکی تھی۔

توبات کریں گے : انپکٹر جمیش نے کہا۔

وہ اس کے فارغ ہونے کا انتظار کرتے وہے اندر
وہ فارغ ہو گئی۔ انپکٹر جمیش نے اسے سلانے کے لیے چھل
کا بھی دیا دیا۔ فدا، ہی وہ آموجہ ہوئی، اس کے چہرے پر
ایک پر اسرار مکراہٹت تھی :

”میں جانتی ہوں۔ آپ نے مجھے کیوں بلایا ہے۔ یہ بات
کے لیے کہ میں یہ بات کس طرح جانتی ہوں کہ آپ شری بیلزا
کی کرنے جا رہے ہیں۔“

”ہاں : یہ بات درست ہے۔ میا آپ بتانا پہنچ کریں
گی۔“ انھوں نے کہا۔

”نہیں۔ میں اپنی معلومات دوسروں کو نہیں دیا کرتی۔“
میرا راز ہے اور میں آپ کو بتانے کی پابند نہیں ہوں۔“

”یہ جہاڑ ہمارے ملک کا ہے۔ آپ ہمارے ملک کی
ملازم ہیں۔ یہ بات صحیح ہے یا نظر؟“

”اس میں کوئی شک نہیں۔“

”تب پھر آپ بتانے کی پابند ہیں۔ اگر آپ بات نہیں
بتائیں گے تو آپ کو گرفتار کیا جا سکتا ہے۔“ انپکٹر جمیش کا لہجہ
خنک تھا۔

”یہ کہا آپ نے۔ مجھے گرفتار کیا جا سکتا ہے۔ اس کے
لیکن آپ کافی حد تک ناسعقولت کا ثبوت دے رہی

بجھے میں طفر تھا۔

”تو یہ آپ کے خیال میں میں آپ کو گرفتار نہیں کر سکتے؟“
”جی نہیں۔ بالکل نہیں۔ میں اس ملک کی ایک آزاد
شہری ہوں۔ اگر میرے پاس کوئی اطلاع ہے، جس کو
میں نے اپنی کوشش سے حاصل کیا ہے تو اس پر میرا حق
ہے۔ میں کسی کو اس بارے میں کچھ بتاؤں یا نہ بتاؤں،
ہمارے ملک کا قانون بجھے بتانے پر مجبور نہیں کر سکتا۔“

”اگر یہ اطلاع ذاتی قسم کی ہو، تب تو آپ کی بات
صحیح ہے۔ لیکن اگر معاملہ ملک سے متعلق ہو تو پھر آپ
کی بات نہیں چلے گی۔“

”یہ کیا بات ہوئی۔“

”یہ سفر ہمارا ذاتی نوعیت کا نہیں ہے۔ ایک کیس کے
سلسلے میں کیا جا رہا ہے۔ جیسا کہ آپ کا دھوکی ہے۔ آپ
جاناتی ہی ہیں۔ ان حالات میں ہم آپ کو بتانے پر مجبور کر
لکھے ہیں۔“

”ضرور کر کے دیکھ لیں۔ میں پھر بھی نہیں بتاؤں گی۔ اس
نے اگر کر کھا۔“

”محترم امیں تو آپ کو ایک بہت محصول خاتون سمجھا تھا،
لیکن آپ کافی حد تک ناسعقولت کا ثبوت دے رہی

ہیں۔ اب میں آپ پر واضح کر رہا ہوں۔ تاکہ آپ عذر
میں یہ نہ کر سکیں کہ میں نے آپ کو جزو اور نہیں کیا تھا۔
یہ معاطل بہت لیکھنے ہے۔ ایک بست اہم آدمی پر گام کرنے
کا دل کیا گی ہے۔ اور ہم یہ چانسے کی کوشش میں ہیں کہ تم
کس نے کیا تھا۔ اسی لیے یہ سفر کی جا رہا ہے۔
جب کہ آپ نے بتایا ہے کہ آپ کو معلوم ہے، ہم کہا
جاتے ہیں اور یہیں جا رہے ہیں۔
”اہ! یہ طحیک ہے۔ میں جانتی ہوں۔ آپ کو ساری
بات سن کر بھی میں یہی کہوں گی کہ میں کچھ نہیں بتاؤں گی،
آپ کچھ بھی کر لیں۔
یہ کو کرو دہ آگے بڑھ گئی۔

”غیب ترین بات: قادر قبڑ بڑایا۔

”کوئی بات نہیں، ہماری زندگیوں میں مجیب ترین باتوں
کے سوا رکھا کیا ہے؟ محمد مسکرا یا۔
”اب ہم جہاز میں تو اس کا کچھ بگاڑ بھی نہیں ملتا۔
”ہم جہاز سے اُتر کر بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑیں گے
صرف یہ معلوم کریں گے کہ اسے کس طرح معلوم ہے کہ:
کہاں اور یکوں جا رہے ہیں۔ انیکٹر جنید مکراتے۔
”داقتی۔ ایک مجیب ترین بات ہے۔ خان رخان بڑا

”اس کا مطلب ہے۔ کیس کی ابتدا جہاز سے ہی ہو
چکی ہے۔
”خیر جہاز سے تو نہیں۔ کیس کی ابتدا سر ابدال خان سے
ہوئی ہے۔ فرزاد نے من بنایا۔
”اب میں روگان کو جھوٹ کر اس کے بارے میں جانتے کی
کوشش کروں گا۔ انیکٹر جنید بڑھاتے۔
”کی ایر پورٹ حکام آپ کا حکم مانیں گے؟
”میں، خیس علم کروں دینے لگا۔ میں تو بس اس ایر پورٹ
کو تلفون کے حوالے کرنے کی بات کروں گا، وہ بھی اس
لیے کہ یہ میری تفتیش میں دوڑھے الگا رہی ہے۔
”یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ کسی کی پڑائیت پر ایسا کر رہی
ہو۔ فرزاد نے چونک کر گما۔
”اہ! اس کا بھی امکان ہے۔ انیکٹر جنید نے فدا سر
ہلا دیا۔

”تب پھر، ہمیں اس کیس کا مجرم تلاش کرنے کے لیے اپنے
ملک میں ہی رہنا چاہیے۔ شاید روگان بھی ہماری کوئی حد
نہیں کر سکے گا۔ صاف ظاہر ہے۔ اس ایر بوس کا تعقیب
ہمارے ملک سے ہے۔ اور اسے جان بوجھ کر ہمیں ابھائے
کی ڈیوٹی سونپی گئی ہے۔ انھوں نے بلدی جلدی کہا۔

”یہکن آتا جاں۔ اب جب کہ ہم یہاں آگئے ہیں تو قلعہ
سی سیر کر لیئے ہیں کیا عرض ہے اور روگان سے مل بیٹھے کہ
بھی: فاروق فرما بولا۔

”باکل تھیک ہے فرماز نے جلدی سے کہا۔

”اپھا بابا۔ یونہی سی۔“ اپکٹر جمیش نے جنجلہ کر کہ پالعزم
داوڑ اور خان دھان مکرانے لگے۔ آخر جہاز مشرقی یونٹ کے
ایر پورٹ پر اتر گی۔ اپکٹر جمیش کی نظریں ایر ہوش پر اپنی
تھیں۔ دبائے گیں، وہ اس کی طرف سے خطہ سامنکوں کو
رہے تھے۔ اچاک انھوں نے کہا:

”ہم واپس اسی جہاز سے چلیں گے۔ یہ جہاز اب کل یہاں
سے واپس جائے گا، مدد بھی یہی ہو سکتا۔“

”ادھ! اس کا مطلب ہے۔ ہم صرف ایک دن یہاں کو
پیر کر سکیں گے۔“

”ایک دن کی سیر تو بہت زیادہ ہوتی ہے بھائی۔ ہم ایک
دو دن اور تھہر جاتے۔ یہکن اس ایر ہوش نے گڑ بڑ کر دی:
”تب پھر تم واپس پلے جانا۔ جمیش۔ ہم چند دن تھہر کر آجائیں
گے۔“ خان روگان بولے۔

”نیس انکل! اس طرح مزا نہیں آئے گا۔“ محمود نے جلدی
سے کہا۔

”اپھا شیک ہے۔ میسے تم بھوک کی مرضی تھی کہ بھی کندھے اچکا
کرو رہ گئے۔“

وہ لوگ ایر پورٹ سے باہر نکل کر پیدھے روگان کی
راہش پر پہنچے، اس کا گھر خاٹ کرنے میں انھیں زیادہ وقت نہیں
ہوتی۔ یہ کام تھکی ڈرائیور نے کر ڈالا۔ پہنچے اڑ کر انھوں
نے دستک دی۔ ایک پندرہ، سولہ سال کا لڑکا گھر سے باہر
نکلا۔ اس نے سوالیں نہیں میں ان کی طرف دیکھا اور بولا:
”جی۔ فرمائیے۔“

”میں روگان صاحب سے ملتا ہے۔“

”جی روگان صاحب سے۔ اپ کہاں سے آئے ہیں؟“

”پاک یونٹ سے۔“

”ترشیف لایئے۔“ اس نے کہا اور انھیں راستا دیا۔

لوگا انھیں ڈرائیکر دوم میں بٹھا کر باہر نکل گیا۔

”اس کا انداز عجیب سا ہے۔“ اپکٹر جمیش بڑ بڑا کے۔

”آپ کا مطلب ہے۔ اس لڑکے کا۔“ محمود چونکا۔

”لہ! کوہ بولے۔“

دی منٹ گزر گئے، لیکن روگان کمرے میں داخل نہ ہوا۔
اب تو وہ سنگ آگئے اور دروازے پر ٹھک ٹھک کرنے لگے۔

لڑکا پھر اندر آیا:

جی۔ فرمائیے:

بھتی؟ یہ کی طریقہ ہے۔ دل منٹ پہلے آپ بیس یہاں

بٹا رہ گئے تھے اور اب تک مژہ روگان نہیں آئے;

جباب! آپ کو ابھی پانچ منٹ مزید انتظار کرنا پڑے گا

جسے اخوسی ہے۔

آخر کیوں۔ کیا وہ گھر میں نہیں ہیں؟

اہ! یہی بات ہے۔ لڑکا بولا۔

اچھی بات ہے۔ اس صورت میں ہم انتظار کریں گے بھل

آپ کو پہلے بھی بتا دیا چاہیے تھا۔

اس لیے میں نے کہا ہے تا۔ مجھے اخوس ہے؛

آپ ان کے بیٹے ہیں؟ اپنکٹر جمیڈ نے پوچھا۔

جی۔ جی ہاں۔ توہ بولا۔

آخر پندرہ منٹ بعد تمہوں کی آوازیں سنائی دیں۔ ان

سب کی پیشانی پر شکنیں خودار ہو گئیں، یکوئکہ آوازیں کئی آدمیوں

کے قدموں کی تھیں۔ اور پھر آٹھ دس پولیس والے اندر واپس

ہوئے، وہ انھیں دیکھ کر جیران رہ گئے۔ لڑکا بھی الہ

دانل ہوا۔

یہی، میں وہ لوگ۔ جو مژہ روگان سے ملا چاہتے ہیں!

اپنکٹر لڑکے کی طرف مڑا۔

جی ہاں۔

یکوں جتاب، آپ لوگ کون ہیں۔ کہاں سے آئے ہیں
اور مژہ روگان سے آپ کو کیا کام ہے؟

یہیں، ہمیں ان سے ملانتے کی بجائے پولیس سے کیوں
مولیا جا رہا ہے؟ اپنکٹر جمیڈ کے لیے میں حیرت تھی۔

اس کی وجہ پر۔ پہلے آپ اپنے بارے میں بتایا۔

انپنکٹر نے کہا۔

انپنکٹر جمیڈ نے اپنے نام وغیرہ بتا دیے، ان کے زام

سن کر پولیس اہل کاروں کے چہروں پر حیرت اور گفتگو:

کیا واقعی آپ وہی لوگ ہیں۔ جو نام بتائے
گئے ہیں؟

کارڈ دیکھ لیں۔ انپنکٹر جمیڈ بولے۔

اہ! یہ ٹھیک رہے گا:

ان سب نے اپنے کارڈ دکھا دیے۔ آخر اس نے کہا:

یہ تو معاملہ ہی اور نکل آیا۔ میں تو کاپ لوگوں کو

گرفتار کرنے آیا تھا۔

یہیں کہس سلسلے میں؟

اس سلسلے میں کہ شاید آپ مژہ روگان کے قتل کے بارے

میں کچھ بتا سکیں۔

”جی۔ گئی!!“

۵۷

- ”وہ دلک سے وہ لگنے۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ روگان کو بھی قتل کر دیا گی ہو گا۔ جو یا اس کیس کا ہے دوسرا قتل تھا۔“
- ”اپنے کی فرمایا۔ انہیں قتل کر دیا گیا ہے۔“
- ”بھی ہاں؛ اور اس ملے میں میں تفیش کر رہا ہوں، میں نے اس پتھے کو ہدایت دی تھی کہ اگر کوئی انہیں پوچھے یا ان سے ملاقات کرنے آئے تو مجھے فون کر دینا۔“
- ”او، اچھا۔ میرا بھی فرماسکر تفصیل بتائیں۔“
- ”یہ صرف دو دل بھلے کی بات ہے۔ وہ اپنے کمر میں مردہ ہلے۔ انہیں ٹھلا گھونٹ کر بلک کیا گی تھا۔ قاتل رہی گلے میں بھی چھوڑ گی تھا۔“
- ”ہوں۔ بہت افسوس ہوا یہ سن کر۔ میر روگان کرتے کیا تھے؟“
- ”افریقی جگلکوں کی سیر کرانا ان کا پڑھ تھا۔ جو لوگ دُسرے ملکوں سے افریقہ کے جنگل دیکھنے آتے ہیں، انہیں

۵۶

بھی رہنا کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔ یہ ضرورت کہ پُردی کیا کرتے تھے۔“

”آن کی مالی حالت کیا تھی؟“

”مالی حالت بس درمیانے دربے کی تھی۔ نگ دستی بھی نہیں تھی اور زیادہ خوش حالت بھی نہیں۔“ اس نے بتایا۔

”تھی کے ملکوں کے علاوہ کوئی چیز ملی کمرے سے؟“ انکھوں
جیش نے پوچھا۔

”نہیں۔ قاتل کی کوئی اور چیز نہیں مل سکی۔ انکھوں کے
نشانات بھی نہیں مل سکے۔ شاید وہ دستانے پڑنے ہوئے
تھے۔“ اس نے بتایا۔

”آپ، ہمیں رسی کا وہ ملکڑا دکھا سکتے ہیں۔“ انہوں نے
جلدی سے کہا۔

”اں ضرور۔ یکوں نہیں، لیکن آپ کو میرے ساتھ پولیس
اشیش جانا ہو گا۔“

انہوں نے رُنگ کے سر پر ٹاٹھ پھیرا۔ کچھ نقدی
اس کے ٹاٹھ میں تھامی اور باہر نکل آئے۔

باہر نکلتے وقت انہوں نے دیکھا۔ پتھے کی آنکھوں سے آنسو
ٹپ ٹپ گردہ ہے تھے۔

”آپ نے کچھ اندازہ لگایا۔“ میر روگان کو یکوں قتل

بیں یعنی؟ ”ابھی بھک نہیں۔ دیسے میرا اندازہ یہ ہے کہ یہ کام کو سیاح کا ہے：“اور بھی سیاح کو ایسا کرنے کی بحلا کیا ضرورت ہوں گے۔“

بے؟ ”افریقہ کے جنگل بہت پُر اسرار ہیں۔ ہو سکتا ہے، سیر کے درواز کوئی پُر اسرار تین معاملہ پیش آگئی ہو اور اس معاملے کو راز رکھنے کے لیے ان کا قتل کیا گی ہوتا ہے۔“

ہوں۔ ضرور کوئی ایسی بات ہے۔ آپ نے اجڑان میں ڈاکٹر داک کے قتل کے بارے میں پڑھا ہو گا۔“ ”بھی۔ بھی ہاں۔ پڑھا تو ہتا۔ لیکن توجہ نہیں دے سکتا۔“

”وہ قتل بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔“ ”بھی۔ یہ مطلب ہے وہ حیران رہ گیا۔“

”اہ! یہ معاملہ تین ملکوں پر پھیلنا ہوا گتا ہے۔“ ”پوچھا چاہے، تینوں ملکوں کی سیر کے موافق پیدا ہوں گے۔“

”فاروقی نے فرمادیا۔“

”تینوں ملکوں کے لیے۔ بھی ان میں ایک تو اپنا بھک ہی شامل ہے۔“

کر کہا۔
”جلدی کرو۔ کمرے سے بکل جاؤ۔“ یہ کر کر انھوں نے
در دوازے کی طرف دوڑ لگا دی۔ باقی لوگ بھی دوڑ پڑے۔
یکن پھر۔ انپکٹر جنید دھک سے رہ گئے۔
در دوازہ باہر سے بند کر دیا گیا تھا۔

بکل گئے۔
شربیل یہٹہ جیا ش لوگوں کا ملک تھا۔ یہ لوگ انڈر
نہیں مانتے تھے۔ یہاں کی سیر کے دوران اپنیں بھرپور میں
ابھیں کا احساس ہوتا رہا۔ آخر وہ ننگ سے آگئے لوگ والی کی
کی ٹھانی۔ یکن دوسرا سے دن سے پہلے تو داپسی بھی علیک
نہیں تھی۔ جہاں پر اپنی سیشیں وہ ایر پودٹ سے نکلنے سے
پہلے ہی بک کا پچکے تھے۔

”یہاں آ کر بھی لوگ، ہی ہونا پڑا۔“ مسٹر روگان سے بھی
ملاقات نہیں کر سکے۔
”ہاں؛ یکن اب ہم کی کر سکتے ہیں۔“ انپکٹر جنید نے
کہنے اچکا دیے۔

آخر رات کے وقت وہ اپنے کمرے میں بوٹ آئے۔
”میرا جی چاہ رہا ہے۔“ میں اٹ کر اپنے وطن پہنچ
جاؤں۔“ فاروقی بولتا۔

”تو ہم کل اٹ کری تو جائیں گے۔“ ٹرین کے ذریعے تو
جائیں گے نہیں۔ فرزانہ نے منہ بنایا۔

”اد ہو۔ یہ میں کی سونگھ رہا ہوں۔ ارے۔“ انپکٹر جنید
نور سے اچھل پڑے۔

”مگر۔ کیا سونگھ سہے ہیں آبا جان۔“ فرزانہ نے کھرا

روکو اس کو روکو

دروازہ باہر سے بند ہے اور اندر گیس چھوٹی جاری ہے۔
اگر ہم ایک منٹ سے بھی پہلے دنکل گئے تو شاید پھر کبھی رانی
یکس ڈنھوں نے جلدی جلدی کما۔
آپ کا مطلب ہے۔ اس صورت میں ہم اسی کمرے میں
رہ کریں گے: فائدہ کے لئے میں حیرت تھی۔
یاد چھپ دہو۔ ان حالات میں بھی تمہیں مذاق کی سوچ
دیکھی ہے۔ مجھوں نے تملک کر کما۔
اسی وقت انپکٹر جیش نے دروازے پر اپنا کندھا
دے رکا۔ اس وقت تک وہ بُری طرح کھانے لگے تھے۔
اس مرتبہ یا پھر کبھی نہیں۔ انپکٹر جیش نے عجیب سے
انداز میں چیچھے ہستے ہوئے کہا۔ انھیں بھی کھانی اٹھنے کی
تھی۔ اگرچہ سانس روک رکھا تھا۔ اور پھر وہ پوری قوت
سے دروازے سے ٹکرانے، دروازہ دھڑام سے گرا۔ اور

تھا۔ باہر نکل گئے۔

برادر نے سنسان پڑا تھا۔ گود سماں کوئی بھی نہیں
تھا۔ انھوں نے انپکٹر کو فون کیا۔ وہ آیا تو اس کے چہرے
پر ہوا تیاں اڑ رہی تھیں۔ تفصیل سن کر وہ اور جبھی پریشان
ہو گی۔

اس کا مطلب تو پھر ہے کہ قاتل آپ کے پیچے بھی
لگا، جو ہے۔

اہ! اس کے سوا کی کہا جا سکتا ہے۔ آپ سریانی
فرما کر اس دروازے پر سے آنکھیوں کے نشانات اٹھوا
لیں۔ اور بھی کارروائی پوری کر لیں۔ جس ضرورت ہو گی۔
مجھ سے مشودہ کر لیجئے گا۔

او کے۔ آپ تھکر نہ کریں۔

آن کی آن میں عمل حکمت میں آگیا اور اپنا کام کرنے
لگا، لیکن اس ساری کارروائی کے پیچے میں صرف آنکھی کا ایک
نشان مل سکا۔ اور یہ ضروری نہیں تھا کہ وہ نشان ضرور
کسی مجرم کا، ہی ہو سکتا ہے۔ وہ کسی غیر متعلق آدمی کا بھی ہو
سکتا تھا۔ نشان کی تصور انھیں بھی دے دی گئی۔

آخر دوسرے دن وہ جہاز پر سوار ہوئے۔ دبی ایرو ہاؤس
موجود تھی۔

”مُزِّبَنی۔ اب ہم اپنا کام یہیں سے شروع کر دیں گے۔“

”جیسے آپ کی مرضی۔“ مب نے ایک ساختہ کہا۔

”وپھر سب سے پہلا کام۔ اس ایرہ ہوش کی انگلیوں کی
نشانات شامل کرنا ہے۔ یہ تم تینوں ایسا کر سکو گے؟“
”یہی شکل ہے آبا جان؟“ محمود نے مسکرا کر کہا۔

”یہی سفر شروع ہو گی۔ ایسے میں محمود نے گھنٹی بھال
ان کا سفر شروع ہو گی۔“

”ایرہ ہوش فردا دہلی پہنچ گئی؟“
”اپ ووگ واپس جا رہے ہیں؟“ اس نے پوچھا۔

”ہاں جی۔ اور یہاں کیا کرتے؟“

”یکن آپ ووگ تو یہ کرنے کے لیے آتے تھے۔“

”جی میں۔ کری۔ خوفی سیر۔“ محمود نے منہ بنایا۔

”ایک گلاس پانی مل کے گائیشے کے گلاس میں۔“ فاروق نے بولا۔

”شیخ کے گلاس میں۔ نیزست۔“

”میں کافنڈ کے گلاسوں میں پینا پسند نہیں کرتا۔“

”اپھی بات ہے؟“ اس نے منہ بنایا کہ اور پہلی لگی۔ بعد
ہی اس کے ہاتھ میں پانی کا گلاس نظر آیا۔ فاروق نے اس
گلاس کو کناروں کے قریب سے پکڑا۔ وہ کھڑی رہی۔
گلاس کے انتظار میں۔

”آپ ہا سکتی ہیں۔“ میں تھوڑا تھوڑا کر کے پینا پسند کردا

چنان خادق نے کہا۔

”وہ پہلی لگی۔“ فاروق نے پانی پیا۔ محمود نے نظر بجا
کر ایک خاص قسم کا کافنڈ جیب سے لکھا اور ایرہ ہوش کی
انگلیوں کے نشانات پر وہ کافنڈ چکلا کر آتا رہا۔ اب اس کی
انگلیوں کے نشانات اس کافنڈ پر محفوظ ہو چکے تھے۔ اس کافنڈ
کو احتیاط سے تکرکے اس نے پھر جیب میں رکھ دیا۔

”جمجم چاہتا ہے، ہم کوئی ثبوت اس کے خلاف عاصل
ذکرنے پا سکیں۔“ فرزانہ بڑھ رہا تھا۔

”ہو سکتا ہے، ہمارا خیال غلط ہو۔“ اس نے اب تک جو
وارداتیں کی ہیں۔ وہ ہمارے خوف سے نہ کی ہوں، بلکہ اپنی
ضرورت کے تحت کی ہوں۔ محمود نے خیال ظاہر کیا۔

”اہ! اس کا امکان ہے۔“
اسی وقت ایرہ ہوش ان کے قریب سے گزری۔

”مگر اس سے جائیے۔“

”میری انگلیوں کے نشانات لے لیے آپ نے؟“ وہ طنزی
انداز میں مسکرانی۔

”اوہ ہو! تو آپ سمجھ گئیں۔“

”میں اور نہ سمجھوں۔ میں تو اڑتی چڑیا کے یہ گنگی تھی ہوں۔“

”وہ عجیب سے انداز میں بولی۔“

"تھب تو بہت انبوس اے۔" فاروق نے منہ بٹلیا۔

"خوں، یکن کس بات پر ہے؟ اس کے لجئے میں صبرت کیوں
اس بات پر کر جانا۔ میں اذلی چڑپا کہاں سے لائیں
نادرست مکاریا۔"

"کیا بات ہوئی؟
بچارے یہ بہت بڑی صیحت ہے۔ بات زرا خل

سے ہوئی ہے۔"

"پتا نہیں، آپ کیا کرو رہے ہیں؟"

"یہ صحیح ہے، ہم نے آپ کی آنکھیوں کے نظارات
ماصل کر لیے ہیں۔ یکن آپ کو کی فکر۔ آپ تو اذلی چڑپا
پر گئی یعنی ہوں: "غمود مکاریا۔"

"لوہاں؟ کیوں نہیں؟
آپ کا اس کیس سے کیا تعلق ہے؟ فرزاد نے جملہ

کہا۔

"تعلق۔ کس کیس سے؟"

"سر ابدال غان وابے کیس سے

"میں نے یہ نام ضرور نہیں سنا ہے۔ ہو سکتا ہے، کسی دن
میں دیکھا بھی ہو، یکن میں ان کے بارے میں زیادہ نہیں جانتا۔

"تب پھر آپ نے ہم سے یہ کیوں کہا تھا۔ آپ بلا۔

ہیں۔ ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

"سی آئی ڈی میں میرے ایک رشتہ دار ہیں۔ کل ہی میری
ان سے ملاقات ہوں گی، جب کہ میں اس پرواز پر روانہ
ہونے کی تیاری میں مصروف ہوں۔ انھوں نے ہی آپ
لوگوں کے بارے میں کچھ بتائی تھیں۔ ہیں نے بھی وہب
بھائی کے لیے کہ دیا کہ میں جانتی ہوں۔ آپ کہاں اور
کیوں جا رہے ہیں؟"

"اب تو ہم ہو آئے ہیں۔ آپ بتا دیں۔ ہم کہاں اور
کیوں گئے تھے؟"

"اگرچہ میرا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں۔ اور نہیں
آپ کو کچھ بتانے پر پابند ہوں۔ پھر بھی میں بتا دیتی
ہوں۔ میرے اس عزیز نے بتایا تھا کہ آپ ووگ شرمنی
یعنی جا رہے ہیں، اسی پرواز سے۔ اور وہاں یہ لوگ ایک
شخص روگان سے ملنے جا رہے ہیں؟"

"بہت خوب! آپ کے عزیز کافی دلچسپ آدمی ہیں۔
جواز کی باتیں دوسروں کو بتاتے چھرتے ہیں۔ ان کا نام
بتانا پسند کریں گی آپ؟ انپکٹر جنید نے زرم آواز میں کہا۔

"اب آپ انھیں کیا بتانا پسند کریں گے؟"

"صرف انھیں یہ بتانا پسند کروں گا کہ ان کی یہ عادت

اپنی نہیں:

"میں آپ کا پیغام انھیں دے دوں گی۔
نہیں! تم اپنا پیغام خود انھیں دیں گے تو محدود نہیں ملے

جیسی کہا۔

"اگر میں آپ کو ان کا نام اور پتا نہ بتاؤں۔"

"تم آپ سے زبردستی معلوم کر لیں گے۔"

"ارے نہیں۔ آپ ایسا نہیں کر سکیں گے۔"

"اچھی بات ہے۔ تو نبی سی۔ انپکٹر جمیڈ نے کندھے اپنے۔

"اچھی بات ہے۔ اس نے پریشان ہو کر کہا، پھر اپنے
ایک ماٹھ کو ہدایات دی۔ وہ نورہ جہاز کی طرف چلا گیا۔
جلد ہی ایر ہوش اندر داخل ہوئی۔ اس کے چہرے پر سخت
فقط کے آڑتھے۔

"سر! میں ان لوگوں کو کچھ نہیں بتاؤں گی۔

"یعنی ان کا کہنا ہے کہ سوالات ملکی نویعت کے ہیں۔"

"لوں بالکل! ملک کا راز اس شخص نے انھیں بتایا ہے۔"

"ملک کا راز۔ کیا مطلب؟ ایر ہوش چوک کر جوں۔ پیلی

مرتبہ اس کی پیشانی پر مل پڑتے نظر آئے۔

"میرے پارے میں کسی کو یہ اطلاع دینا کہ میں کہاں اور
کیوں جا رہا ہوں۔ جب کہ یہ بات میں نے کسی کرنیں بتائی۔
صرف سرکاری ریکارڈ پر ہے۔ یہ راز بتانے کے برادر ہے،

یقین تیزی سے نکل جانا پڑا۔

"آخر اتنی جلدی کی کیا ضرورت ہے آبا جان؟"

"ضرورت ہے۔ میں اسے نکل کر نہیں جانے دوں گا۔"

"وہ فواؤ! ایر پورٹ کے جعل مینجر کے کمرے میں پہنچا۔

”اپ نے سک لیا صاحبانہ۔“

”ہم جناب! اب آپ کا اس مباحثے سے کوئی تعلق نہیں
دہ۔ ہم خود دیکھ لیں گے: فائدوں نے متینا۔
میرا خیال ہے۔ محترم خوزیہ درانی بلا وجد ضد پر الٹ
گئی ہیں۔“ سمجھنے کہا۔

”وہ فوراً بھلے کٹے انداز میں کرے سے بالکل گئی۔“

”آپ ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ اس کے جانے
کے بعد اپنے پڑھنے اس سے پوچھا۔“

”آج سے پہلے تو اس قدر ضدی کبھی نظر نہیں آئیں؛“

”ہوں! آپ ان کا پتا دے دیں۔“

”اوہ ضرور کیوں نہیں۔ میں آپ سے ہر ممکن تعاون
کروں گا۔“

”شکریہ!“

”پتا لے کر وہ ایر پورٹ سے نکلے۔ اکرام نے اشارہ دیا۔
وہ اس کی طرف بڑھ گئے۔“

”وہ اس بند گاڑی میں موجود ہے سر۔ اور یہی پوسیں
کے درمیان گرفتاری کے وقت خیہہ کیمرے سے تصادم ہو جی
لی گئی ہیں۔“

”ٹھیک ہے۔ امتحان گاہ میں لے چلو۔ ہر لمحے ک

اگر آپ کو یقین نہیں تو رہنماء دفتر فن کر کے پوچھ لیں گے۔

”ہم یہاں ضرر نہیں لے گے۔ ایر پوسٹ نے چلا کر کا۔“

”وہ فرزی درانی۔ آپ یکوں چھکڑا کر دیں۔ کیا
بہتر نہیں ہو گا کہ ووچھے یہ پوچھنا چاہیں، آپ انھیں بتا دیں!
نہیں سر۔ میں انھیں پوچھ نہیں بتاؤں گی۔“

”اگر آپ خودت نہ ہوئیں تو میں اس وقت تک اکہ
کے یہ باتیں حکومتی باتیں ہوتا۔ خیر کوئی بات نہیں۔ آپ
تائیں گی۔ یہ کہ اپنکے جمیل نے اکرام کے نمبر ڈائل کرے
اور اسے ہدایات دیں۔“

”میں اب جا سکتی ہوں سر۔ کاغذات پر اندر اباہان
کرنے ہیں۔“

”تو تم انھیں پوچھ نہیں بتانا چاہتیں؟“

”بالکل نہیں۔“

”جب کہ میری ہدایات یہ ہیں کہ آپ ان کے سوالات
کے جوابات دے دیں۔“

”جی ہاں! آپ کی ہدایت یہی ہے۔“

”تو پھر ذمہ داری صرف اور صرف آپ پر ہو گی۔“

”مجھنے کہا۔“

”ہاں ہاں! آپ فکر نہ کریں۔“

"وہ بھارے آفیسر ہیں۔ اور ہمیں انہوں نے آج تک
کوئی غلط حکم نہیں دیا۔"
اب اس کمرے میں جو کچھ میرے ساتھ ہوا ہے یا
ہونگا۔ کیا وہ غلط نہیں؟
نہیں۔ جب تک انھیں یہ یقین نہیں ہو جاتا کہ
فلان شخص مجرم ہے۔ اس وقت تک اسے کرۂ امتحان
میں نہیں آتے دیتے۔"

"تو میں ان کے خیال میں مجرم ہوں؟"
"بھی ہاں! اس میں کوئی تک نہیں۔"
"اچھی بات ہے۔ جو کرنا ہے کر لیں۔
ٹھیک ہے۔"

اسے ایک شین میں بٹھا کر ٹھن دیا گی۔ اس کی
دل دوز چینیں فضا میں بکھرنے لگیں۔

"روکو۔ اس کو روکو۔ میں کہتی ہوں روکو۔" فوزیہ درانی
نے چلا کر کہا۔
"روک رو بھئی۔ جب یہ کہتی ہیں۔" لیڈی پولیس انپکٹر
نے مسکرا کر کہا۔

ٹھن آف کر دیا گیا۔ اور پھر اس نے تھکے تھکے انداز
میں کہا:

تفاہدیر نے جاتیں۔ اور اس سے یہ پوچھا جائے کہ۔ پیش
برائی میں اس کا بوج عزیز ہے۔ اس کا کسی نام نہ ہے۔
دوسرا بات۔ پیش برائی کے انچارج کو اطلاع دے
دو۔ کہ اس نام کی ایر ہوشش کو حرast میں سے یا اسی
ہے۔ ان کے لئے میں کوئی ان کا عزیز ہے۔ وہ فرما
ہے کہ ملاقات کرے۔"

"اوکے سر۔
ایر ہوش فوزیہ درانی کو وہاں سے سیدھا کمرۂ امتحان
میں لے جایا گیا۔ وہاں صرف عورتیں موجود تھیں۔
ساتھ میں تھا دیر بھی لی جا رہی تھیں۔ اب اس سے
سوال کیا گی۔ جو انپکٹر جشید کرتے رہے تھے۔
نہیں بتاؤں گی۔ دیکھتی ہوں۔ تم کیا کر لیتے ہوئے
اس نے کہا۔

"کرنا کرنا کیا ہے۔ بس ذرا دو ایک بھٹکے دیں گے
آپ کو۔ لیڈی پولیس اُمیر نے مسکرا کر کہا۔
اُور یہ سب ظلم تم اس انپکٹر کے لئے پر کر
گی۔" وہ بولی۔

"آپ کیں انپکٹر کی بات کر رہی ہیں؟"
"انپکٹر جشید کی۔"

اپکلر، جیش کو سلا بیا جائے۔ میں ان کے سامنے کوئی لگ

جو کہا ہے:

”وہ بہت صورت ہیں۔ نہیں آ سکتے۔ آپ بتائیں۔“
آپ کے افاظ ان یہ پہنچا دیے جائیں گے:
”بہت چالاک ہیں، لیکن میں اس خلماں کے خلاف ان پر
مقدمہ ضرور کر دیں گی۔“

ضرور کیجیے گا:

”منو! میرے اس عزیز سماں نام افلاطون بیگ ہے۔
اوہ ڈو۔ ڈاند تکڑیں رہتا ہے۔ اب جاؤ اور جا کر اپنا
ایلان کرو۔“
مشکریہ۔ فون نمبر:

”اہ! فون نمبر بھی نوٹ کرو۔“ ۰۹۳۳۸۵۶
فون نمبر نوٹ کر کے اپکلر، جیش کو اطلاع دی گئی۔ دوسری

طرف سے کہا گیا:

”ٹھیک ہے۔ ابھی اسے فارغ نہیں کرنا ہے۔“
یہ تو مگر اپکلر، جیش نے پیش براپخ کے انچارچ کو

فون کیا اور پوچھا:

”میں نے جو پیغام دیا تھا۔ اس کا کیا بنایا؟“
افلاطون بیگ آپ کے پاس پہنچنے ہی والے ہوں گے

سر: ”اس نے کہا۔
”یہ کون صاحب ہیں؟“ جی ان ہو گر لوئے۔
”میں نو زیب درانی کے ملکیت۔ میرے اسٹنٹ۔“
”اوہ اچھا۔“
میں اس وقت لئے تد کا ایک اکھر سا گاری گرے میں
رافل ہوا، اس کے چہرے پر شدید خفتہ تھا۔

” یہ کہ میں یعنی ہم لوگ شرپی یہند کس لیے اور کب جا

رہے ہیں؟“

” اور یہ کہ دھک سے رو گیا۔“

” کسی میں پوچھ سکتا ہوں۔ آپ نے یہ معلومات کس سے حاصل کیں؟“

” میں نے۔ آپ کے دفتر گیا تھا ایک کام سے۔ یا خصل نے خود ہی یہ باتیں بتا دی تھیں۔ اور میں نے یہی خیال کیا کہ یہ کوئی راز کی باتیں نہیں ہیں، لہذا میں نے فوزیہ سے ذکر کر دیا۔“

” بہت خوب! آپ نے یہ خیال کیا کہ یہ کوئی راز کی باتیں نہیں ہیں۔ آپ خود بخود یہ خیال کس طرح کر سکتے تھے؟“

” یہاں بمحض سے غلطی ہوتی، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ اس ذرا سی غلطی کی سزا میری ملکیت کو دیں۔“ اس نے منہ بتایا۔

” ایسا ان کی صد کی وجہ سے ہوا، وہ آپ کا نام بتانے پر تیار نہیں تھیں۔ اور میں نام معلوم کیے بغیر انھیں چھوڑ نہیں سکتا تھا۔ لہذا انھیں حرامت میں لیتا پڑا۔ انھوں نے کہا۔“

حیرت کی پائیں

” میں نے نہ اپنے۔ آپ نے فوزیہ کو حرامت میں رکھا ہے؟“

” آپ نے درست نہ اپنے۔ وہ تعاون کرنے کے لیے میرے نہیں تھیں۔ میں ایک شیخ کی تفتیش کر رہا ہوں انہیں میکن اسی کیس کا تعلق فوزیہ سے کیا ہے؟“

” فوزیہ ماجہ سے نہیں، آپ سے ہے: انپلک جنپل مگر اک کہا۔“

” کیا مطلب؟“ اس نے چونکہ مگر پوچھا۔

” مطلب یہ کہ آپ نے ایک سرکاری راز اپنی ملکیت بتا دیا تھا۔ جب کہ آپ کو ایسا کرنے کا کوئی حق نہیں تھا۔“

” کون سا راز میں نے بتا دیا اپنی ملکیت کو بے از نے جھلا کر کہا۔“

”بیشو بابا توہ نرم کواد میں بوئے۔

”جی۔ بیشوون پا بابا فضل نے جیلان ہو کر پڑھا۔

”ہاں ہاں، بیشو اور مجھے بتاؤ۔ تم اخلاقلوں بیگ کو
جانتے ہوئے؟

”جی ہاں! بہت اچھی طرح۔ اس نے کہا۔

”میں مطلب۔ کیا سٹرالاٹوں عام طور پر آتے رہتے ہیں؟

”جی ہاں! اکثر علیک سلیک کرنے آ جاتے ہیں۔

”مطلب یہ کہ ان کا میرے دفتر کے دروازے لک آتا
جا، اکثر رہتا ہے۔

”توہ صرف مجھ سے علیک سلیک کر کے گزر جاتے ہیں۔

ان کا دفتر بھی ساتھ والی عمارت میں ہو ہوا۔ گزرتے تو

ادھر سے اسی ہیں۔ بس مجھ سے انھیں ناص نکاہد ہے۔

”ہاں! یہی میں سوچ رہا ہوں۔ اچھا میرے شریل یشدہ

جانے کے بارے میں تم نے انھیں بتایا تھا؟

”جی ہاں! باقیوں باقیوں میں ذکر آگی تھا۔

”اور یہ ذکر کس طرح آیا تھا؟

”بس۔ وہ کہنے لگے۔ آج یا کل انپکٹر صاحب کا کہیں
جانے کا ارادہ تو نہیں ہے۔ میرے منے سے انکل عجی کر
شربی یمنڈ جا رہے ہیں۔

”اس کا مطلب ہے۔ ان سے زبردستی یہ ہاتھ اگلوں
چینی۔ اس نے آنکھیں روکالیں۔

”ہاں، ہمیں ایسا بھی کہا ہڑا۔ ہمیں ایسا کرنے پر بے
ہونا ہڑا۔

”آپ کو اس کے لیے عدالت میں جواب دہ ہوئے
پڑے گے۔

”ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوں۔ توہ مسکراتے۔
”تو کیا اب مجھے اجازت ہے؟ اس نے اٹھتے ہوئے کہ

”نہیں جا بے! آپ تشریف رکھیے۔ ابھی آپ سے
اصل بات تو کی ہی نہیں:

”جی فرمائیے: اس نے بختا کر کہا۔

”اچھا نیہر۔ آپ جا سکتے ہیں۔ اس وقت بہت نجی
ہیں ہیں؟

”اور فونیہ؟

”انھیں بھی فارغ کر دیا گیا ہو گا۔

”اچھی بات ہے۔ میں عدالت میں ضرر جاؤں گا۔
یہ کہ کرو وہ پیر پٹھنا ہوا چلا گیا۔ انھوں نے فداہی

بابا فضل کو مُبلایا:

”جی فرمائیے۔ اس نے کہا۔

ہوں۔ یکن میں نے تمیس یہ نہیں بتایا تھا کہ شرپی لینا
میں کس لیے ہے رہا ہوں اور کس سے ملنے جا رہا ہوں۔
اہ! یہ تو ہے۔ یہ بات میں نے انھیں نہیں بتائی
تھی۔ بابا فضل بولا۔

”بہت خوب! اس کا مطلب ہے۔ یہ بات انھوں نے
خود کی طرح معلوم کی ہوگی۔ اب سوال یہ ہے کہ کس
طرح؟ ہمارے اس پروگرام کا صرف آئی جی صاحب اور
ڈی آئی جی صاحب کو علم تھا۔ اور ہو۔ میں سمجھ گیا۔ وہ چوکٹ آئے
پھر وہ تیزی سے آئے:

”میں ابھی آتا ہوں۔“ آئی جی صاحب کے دروازے پر
دہیدھے دفتر پہنچے۔ آئی جی صاحب کے دروازے پر
موجوں پھرائی کو انھوں نے تیز نظروں سے دیکھا:
”دو دن پہلے یہاں افلاطون بیگ آئے تھے۔ انھیں کا
باتیں بتائی تھیں؟“

”م۔ میں نے۔ جی نہیں تو۔ وہ۔“ وہ اٹکنے لگا.
”وقم سن گی لیتے رہتے ہو اور پھر افلاطون بیگ کو بتانے
رہتے ہو۔“

”نہ۔ نہیں۔“

انھوں نے اسے گردن سے پکڑا اور دھکیل کر انہا

لے چکے۔ آئی جی صاحب اس وقت تھا تھا کہ شرپی لینا
کر چکٹ آئے:

”یہ۔ یہ کیا جشید۔ اللہ تم کب آئے؟“
”میں ابھی آتیا ہوں سرے پھر انھوں نے ساری کافی کر گئی۔“

آئی جی صاحب نے تیز نظروں سے اسے گھوڑا، پھر بولے:
”جلدی سے پہنچ اگل دوڑ۔“

”جج ہاں! افلاطون بیگ آتے رہتے ہیں۔ اور میں جو
بانیں سن پاتا ہوں، انھیں بتا رہتا ہوں۔ وہ مجھے نقدی
کی صورت میں اکثر کافی رقم دیتے رہتے ہیں۔“

آئی جی صاحب نے اسی وقت فون کیا۔ جلد ہی چڑی
کے ہاتھ میں ہٹکڑیاں نظر آ رہی تھیں اور پھر افلاطون کو
بھی ان کے کمرے میں لے آیا گیا:

”یہ آج معلوم ہوا کہ ہمارے نیک کے ایسے خاص نیکوں
میں بھی دشمن ملکوں کے ایجنسٹ موجود ہیں، خلا افلاطون۔“
آئی جی صاحب نے طنزی بچے میں کہا۔

”میں سمجھ نہیں۔“

”میرے چڑی کو اس وقت“ نیک سکنی رقمیں دے چکے ہو

مٹڑا دھڑائے۔

”اوہ! وہ دھک سے رہ گیا۔“

اہ اپنے بڑھتے ہوں کے چھپاتی سے بھی باقیں باقیں رہیں گے
باتیں معلوم کر جاتے ہو۔ دل ان پر نکد رشتہ نہیں چل سکتا
اس لیے چاپتوں سے کام نکالتے رہے ہو۔ اور پھر
نے زاد کر انپکٹر جمیش کیا اور کیوں جا رہے ہیں تو
روانی کو بتایا۔ اور ان کی نجرا تی کی ذمے داری اسے
سوچ دی۔ سوال یہ ہے کہ آخر کیوں؟ اس کیس، یعنی م
ابدال غان کیس سے تحدا کیا تعلق ہے؟

”میرا اس سے قطعاً کوئی تعلق نہیں، میں تو معلومات
سے فائدہ اٹھانے والا آدمی ہوں۔ ہر قسم کی معلومات میں
کرتا رہتا ہوں اور موقعے کی تلاش میں رہتا ہوں کہ کب
کون سی اطلاع میرے لیے مفید ثابت ہو سکتی ہے۔
اس طرح لوگوں سے بہت بڑی بڑی رقمیں وصول کرتا ہو
تلباً انپکٹر جمیش کیس پھاپ مارنے کا پروگرام بناتے ہیں
اوہ میں سن گئے یہاں ہوں۔ بابا نفضل سے باقیں باقیں
میں پچھے معلوم کر یہاں ہوں۔ وہ بھی مجھ سے صرف اسی بنا
پر بات کر لیتے ہیں کہ میں پیش براچ کا آدمی ہوں۔ وہ
وہ کیوں بھی کو گھاس ڈالنے لگے؟“

”ہوں! تو تم اپنے جرم کا اقرار کر رہے ہو۔“

”ہاں جتاب! اس لیے کہ آپ میرا پچھے بھی نہیں لگا۔“

سکیں گے۔ اور اپ مجھے جیل بھیجن گے، اور میری خدمت
ہو جاتے گی اور اس کے بعد کیس کی دھمکیاں اڑا دینا یہی
وکیل کا کام ہو گا۔ بہت کامیاب ہے میرا کیل۔“

”کس رہے ہو جمیش؟“

”میں سر۔“

”ایسے گائیں کے سانپوں کے پارے یہ تم کیا کہتے
ہو۔ انھوں نے کہا۔“

”جو آپ حکم دیں۔ آپ فرمائیں تو میں اسے یہاں سے
ہی ناتب کر دوں؟“

”آپ ایسا نہیں کر سکیں گے جاہ۔ افلاطون نے خنزیر
لختے ہیں کہا۔“

”یکوں نہیں کر سکیں گے؟ انپکٹر جمیش جھلک کر بولے۔“

”اس لیے کہ میری براچ کے ہر آدمی کو معلوم ہے کہ مجھے
آئی جی صاحب نے جلا دیا ہے۔ جب میں یہاں سے نہیں رہوں
گا، تو وہ لوگیں میں بھی روپڑ درج کرائیں گے کہ آپ
لوگوں نے بلا یا تھا۔ پھر صڑ افلاطون کسی کو انظر نہیں آئے۔
اس نے مکرا کر کہا۔“

”تو پھر۔ اس سے کیا ہوتا ہے؟“

”اس سے یہ ہوتا ہے کہ۔ مگر نہیں۔ میں کیوں بتاؤں“

بادی ہے:

"جی تو کیسے؟"

"وہ ایسے کہ ابھی ابھی بجھ پر دو دو سانپ چھوٹے گئے
ہیں۔ سانپ میرے کمرے کے فرش پر رینگ رہے تھے۔
اور خاص بات بتاؤں۔ انھوں نے خوف زدہ آواز ہیں کہا۔
"جی۔ ضرور بتائیں۔"

"دونوں سانپ افریقی ہیں۔ ہیں نے افریقہ کے اس جنگل
میں ایسے سانپ بست دیکھے ہیں، لیکن ہماری طرف ایسے
سانپ ہرگز نہیں ہوتے اور سناتے۔ ان کا دوسرا واقعی
پالی نہیں مانگتا۔"

"حیرت ہے۔ اس وقت وہ کہاں ہیں؟"

"میرے کمرے میں ہی کہیں ہوں گے۔ ہیں تو فوراً
باہر نکل آیا تھا۔ اور سب گھر داولوں کو ادھر ڈرائیکر دوم
ہیں جمع کر لیا تھا۔ خود باہر آ کر کھڑا ہو گیا۔ اب گھر
کے اولاد ڈرائیکر میں بند ہیں۔ اس کے دو اوانے فرش
کے بالکل ساتھ گئے ہوئے ہیں اور کوئی اور سوراخ وغیرہ
بھی ایسا نہیں ہے۔ جس سے سانپ ڈرائیکر دوم میں
داخل ہو سکیں۔ لہذا وہ محفوظ ہیں۔"
"یہ تو الجھن ہو گئی۔ اب سانپوں کو تلاش کرنا پڑے

کہ اسی سے کیا ہوتا ہے؟"
"نہ سنا۔ ہم تمہیں خاتم کرنے کی ضرورت محسوس نہیں
کرتے۔ عدالت ہیں تھامے سے دکیل کو دیکھ لیں گے؛ اپنکے
جیش نے بڑا سامنہ بنایا۔

"جی۔ آپ کی مرغی؟ اس نے کندھے اچھائے۔
دوغون کو جیل بیچ دیا گیا۔ میں اسی وقت نون کی گھنٹی
بھی۔ آئی جی ساحب کے آپریٹر نے بتایا کہ انپکٹر جیش کا فن
ہے۔ انھوں نے رسیور اٹھایا:
"ہیلو۔ میں سرابدال بول رہا ہوں۔ انپکٹر جیش ماحصل
جلدی آئیں۔"

"لی ہوا جناب۔ خیر تو ہے؟"
"نہیں۔ خیر نہیں ہے۔ انھوں نے کہا اور رسیور رکھ دیا。
انپکٹر جیش اٹھ کر لے ہوئے۔



سرابدال خان نے بے تابانہ انداز ہیں انپکٹر جیش کا
استقبال کیا اور بولے:
"ڈاکٹر داک مارے گئے۔ روگان مارا گیا۔ اور اب میرا

۶۰

انپکڑ جھیندہ کا بگوانا واقع تھا اور کئی مرتبہ اس قسم کے
کیوں میں اس کی ضرورت پڑتی تھی۔ سانپ پکلنے میں
بہت ماہر تھا، نام تھا خاتون پھینیر۔
”بھتی خاتون پھینیر۔ تم تو خود پھینیر ہو۔ سانپوں سے تو یہ
ڈلتے ہو گے؟“

”توہہ کریں بھی۔ سانپ تو مجھ سے ڈلتے ہیں۔ اور
پھر راز کی بات ہے صاحب بھی۔ صرف آپ کو بتارہ
ہوں۔ میں سانپ کا ذہر استھان کرتا رہتا ہوں۔ ان
ملاکت میں اگر بھجے کوئی سانپ کاٹ بھی لے تو اس کا ذہر
اٹھنیں کرے گا؟“

”چاہے کسی بھی قسم کا سانپ ہو؟“ انپکڑ جھیندہ لوئے۔
”ہاں بالکل۔“ اس نے فخریہ انداز میں کہا۔
”چاہے افریقہ کا، ہی کیوں نہ ہو؟“
”اڑے باپ رے۔ افریقہ کے سانپوں کی بات نہیں
کرو رہا ہے۔ اس نے کانپ کر کہا۔
”کیا مطلب۔ یہ کیا بات ہوئی۔ ابھی تم کیا کر رہے
تھے۔“ انھوں نے کہا۔

”میں اپنی طرف کے سانپوں کی بات کر رہا تھا جناب۔“
”یہکن بھتی۔ ہماری طرف کے سانپ بھی تو دوست

خیں۔“ انپکڑ جھیندہ نے منہ بنایا۔
”و پھر۔ کی کسی پیرے کو بُلائیں؟“
”ہاں ابھر تو یہی رہتے ہیں۔ آپ اور آپ کے گھر سا
ڈڑاد دفنت طور پر کسی دوست کے گھر پہلے جائیں۔ پیرا ۴۲ کر
سانپوں کو پکڑے جو۔ یہکن اس سے لے لے دیجئے گا۔ کہ ماہنگ
کو دن ڈالنے۔ یہیں زندہ سانپ کا کیا کریں گے؟“ انھوں نے
”الی۔“ یہکن۔ ہم زندہ سانپوں کا کیا کریں گے؟“ انھوں نے
ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔
”بلور بیوت جو جنم کے خلاف پیش کریں گے۔ اور ہاں
اگر آپ کی واقفیت کسی پیرے سے نہیں ہے تو یہیں بیٹھا
یہاں ہوں ایک عدد پیرے کو۔“ ڈڑھ میرا دوست ہے؟
”یہ۔ یہ تو اور اپنی بات ہے۔ جلدی کریں، یہکن ہم
کسی دوست کے گھر کیوں منتقل ہوں۔ ہم ڈرائیک روم
میں محفوظ ہیں۔“

”بھی آپ کی مریضی۔ اگر سانپ پکڑے نہ جاسکے۔“
پھر آپ کیا کریں گے؟“
”پھر، ہم پہلے جائیں گے۔“

”اپنی بات ہے۔ میں فون کرتا ہوں۔“
جلد ہی ایک ماہر پیرا دہل آ موجوں ہوا۔“ واقع

”اچھا تو پھر کسی ایسے پیرے سے ۷۰ نام پتا بتاؤ۔ جو یہ کام
کر سکے۔“

”بھی بات بتاؤں سر۔“

”دل ضرور۔“ دوسرے۔

”افریقی سانپوں کو پکڑنے پر کوئی بھی تیار نہیں ہو گا۔
اس میں موت کے امکانات خلاف نہ فیصد ہوتے ہیں اور“

بچھے کے امکانات صرف ایک فیصد۔

”اچھا بھائی۔ تم باہر بیٹھ کر ہیں تو بجا بھی سکتے ہو۔
انھوں نے جعلہ کر کرنا۔“

”ہیں کی آواز کا سانپ پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ یہ
صرف کہانیاں ہیں کہ ہیں کی آواز تن کر سانپ مت ہو جاتا
ہے اور اس حالت میں اسے پکڑنا آسان ہو جاتا ہے۔
یہ کوئی بات نہیں ہے۔“

”ہوں اچھا لمحیک ہے۔ تم جاؤ۔ میرے ذہن میں ترکیب
اگئی ہے۔ انپلکٹر جھیڈ نے سکرا کر کر۔“

”ترکیب۔ کیا مطلب۔ کیا آپ خود پکڑیں گے؟“
”بھی افریقی سانپوں کو پکڑنے کا کوئی تجربہ نہیں ہے،
برخلاف میں انھیں پکڑوں گا ضرور۔“

”تو پھر صاحب جی، مجھے بھی یہیں رہنے دیں۔ میں“

بہت زہریلے ہوتے ہیں۔ عجیب دغدغہ دانتیں سکنے میں
آتی ہیں اتنا کے بارے ہیں۔“

”ذہب ٹھیک ہے، لیکن جناب۔ افریقیہ کے سامنے
ان سب سے اوپر ہیں۔ اور اگر اس کوٹھی میں افریقیہ سامنے
آگئے ہیں۔ لیکن۔ جعلہ افریقیہ سانپ یہاں کہاں سے م
چئے۔ اور آپ کو کس طرح معلوم ہو گی کہ وہ سانپ اولہہ
کے ہیں؟“

انپلکٹر جھیڈ نے اسے مختصر طور پر بتایا۔ آخر خالوہ پر
نے کہا:

”ان علات میں میں یہ کام نہیں کروں گا جناب۔
آپ کی اور کو بلائیں۔ افریقیہ کے سانپ بھلی کی سی تیزی
سے حرکت میں آتے ہیں۔ گویا ہوا میں اٹتے ہوئے اور
ڈس کر دو دلے جاتے ہیں۔“

”بھی آج تو تم مایوس کیے دے رہے ہو۔“

”ان علات میں میں کر جی کیا سکتا ہوں۔ بات داخل
یہ ہے۔ جناب کو مقامی سانپوں کے زہر تو میں استعمال کر
چکا ہوں، لیکن افریقیہ سانپوں کا زہر میں نے آج تک
استعمال نہیں کیا۔ اگر ان میں سے کسی نے مجھے ڈس یا تو
فودی طور پر میری موت واقع ہو جائے گی۔“

کے زدیک جانے کے لیے حیا نہیں ہے۔
 ”وہیں جھیڈ - کیا میں پسرا ہوں؟
 ”آپ تو یہ دے ٹک کے سب سے بڑے پیرے
 ثابت ہو سکتے ہیں؟
 ”میں سمجھ گیا۔ اور آتا ہوں، انہوں نے کہا
 جلد ہی پروفیسر داد دنداشت لے کر وہاں پہنچ گئے
 ”آؤ، جھیڈ۔ ہم دونوں مل کر ان دونوں کو پکڑیں گے۔
 ”کوئی کہ انہوں نے اپنے اور ان کے اکپر کسی گیس کا
 پرسے کیا اور انداز داصل ہو گئے۔ پہنچ منت بددہ دیں
 اُتے تو بے ہوش سانپ ان کے انہوں میں لٹک رہے
 تھے۔ یہ بصرے ٹک کے چھوٹے چھوٹے ساپ تھے۔
 ”یہ میں وہ خطرناک ترین سانپ، ایکٹر جھیڈ مکارے۔
 ”کمال ہے۔ کیا یہ مر گئے ہیں؟
 ”نہیں! صرف بے ہوش ہیں۔ اور اب میں انھیں
 چڑیا گھر کے حوالے کروں گا۔ تاکہ وہ ان کو دیکھ سکیں۔
 ”ادا! پسرا ہیں رہ گیا۔

سانپوں کو ایک ڈبٹے میں بند کر کے چڑیا گھر کے
 بینچ کو فون کر دیا گیا۔ اس کے بعد کوئی کی طرف متوجہ ہوئے
 ”سرابدال، اب یاں سر سے اونچا ہو گیا ہے۔

”اُن سانپوں کو دیکھنا چاہتا ہوں۔
 ”ابھی تو خوت کہا رہے تھے۔

”اہر، کو خوت نہیں کھاؤں گا اور جب آپ لانا
 پکڑیں گے تو پھر میں ان کو نہ صرف دیکھ سکتا ہوں، بلکہ
 آپ سے بدل بھی کر سکتا ہوں۔ اس نے مسکرا کر کہا۔
 ”ادا بھجا۔ تم پاہتے ہو، میں وہ سانپ پکڑ کر تمہارے
 حوالے کر دیں۔

”ہاں جی! اس میں آپ کا کیا نقصان ہے؟ پسرا جملہ
 سے بولا۔
 ”میرا تو نہیں۔ دُدسوں کو نقصان پہنچ سکتا ہے، لہذا
 وہ سانپ تھاڑے حوالے نہیں کر دیں گا۔

”تو پھر۔ کیا آپ ان کو مامڈا لیں گے؟
 ”میں اتنا بے وقوف نہیں۔ وہ مسکراتے۔
 ”وہ میں سمجھ گی۔ آپ کسی اور کو سانپ فروخت کر
 دیں گے؟
 ”ہاں! تم یہ سمجھ سکتے ہو۔ انہوں نے کہا اور فون کی

ٹرن توجہ ہو گئے:
 ”السلام علیکم پروفیسر صاحب۔ دو عدد سانپ پکڑنے کا
 پروگرام ہے۔ سانپ انہماں خطرناک ہیں۔ اور کوئی پسرا ال

ان سانپوں لادیضاً پڑھا۔

"ابھی ت خاتم کیا رہے تھے؟"

"بہادرہ کو خوف نہیں کھاؤں گا اور جب آپ کو
پکاریں گے تو پھر میں ان کو نہ صرف دیکھ سکتا ہوں، بلکہ
آپ سے وصول بھی کر سکتا ہوں۔ اس نے ملکا کر کر کا۔
اورہ بھجا۔ تم پاہتے ہو، میں وہ سانپ پر گزار تھا
حوالے کر دیں؟"

"اہ جی! میں آپ کا کیا نقصان ہے؟ پسپرا جلد
سے لالا۔"

"میرا تو نہیں۔ دوسروں کو نقصان پہنچ سکتا ہے، لاما
وہ سانپ تمدے حوالے نہیں کروں گا۔"

"تپھر۔ یہ آپ ان کو مار ڈالیں گے؛
میں اتنا بے وقوف نہیں تھا ملکا تے۔"

"اہ میں بھج گی۔ آپ کسی اور کو سانپ نہ دھنک
دیں گے۔"

"اہ! تم یہ بھج سکتے ہو۔ انہوں نے کہا اور فون کی
طرف متوجہ ہو گئے:

السلام علیکم پروفیسر صاحب۔ دو بعد سانپ پکڑنا کا
برداگرام ہے۔ سانپ انتہائی خطرناک ہیں۔ اور کوئی پسپرا ان

کے زدیک بانٹنے کے لیے تیار نہیں ہے۔"

"آئیں جھشید۔ کیا میں پسپرا ہوں؟"

"آپ تو پودے ملک کے سب سے بڑے پیرسے
خیانت ہو سکتے ہیں۔"

"میں سمجھ گیا۔ اور آ رہا ہوں۔ انہوں نے کہا۔

جلد ہی پردیسر داد د چند آلات لے کر وہاں پہنچ گئے۔

"اوہ جھشید۔ ہم دونوں مل کر ان دونوں کو پیکڑیں گے۔"

یہ کہ کر انہوں نے اپنے اور ان کے اوپر کسی گیس کا

پیرسے کیا اور اندر داخل ہو گئے۔ پانچ منٹ بعد وہ واپس

آئے تو بے ہوش سانپ ان کے انہوں میں لٹک رہے

تھے۔ یہ بھروسے رنگ کے چھوٹے چھوٹے سانپ تھے۔

"یہ میں وہ خطرناک تین سانپ۔ ایکٹر جھشید ملکا کے۔

"کمال ہے۔ کیا یہ مر گئے ہیں؟"

"نہیں۔ صرف ہے ہوش ہیں۔ اور اب میں انہیں

چڑیا گھر کے حوالے کروں گا۔ تاکہ وہیں ان کو دیکھ سکیں۔

"اوہ! پسپرا جیاں رہ گیا۔"

سانپوں کا ایک ٹبٹے میں بند کر کے چڑیا گھر کے

بیغز کو فون کر رہا ہی۔ اس کے بعد کوئی کی طرف متوجہ ہوئے

۔ سر ابدال ہاں پانی سر سے اونپا ہو گیا ہے۔

میں اب آپ کے ان ساقیوں کو پچک کیے۔ بغیر نہیں

جو آپ کے ساتھ افریقہ گئے تھے۔ آپ مجھے مرنے

دیں۔ دہلی کی خاص داقد پیش آیا تھا۔

میں کرچکا، ہوں۔ دہلی کوئی خاص داقد پیش نہیں

تھا۔ تو پھر یہ سب کیا ہو رہا ہے۔

”جس خود جڑک ہوں، وہ بولے۔

”جیسا آپ کچھ بتائیں گے نہیں۔

”آخر میں کیا بتا داں؟

”تو پھر میں یہیں۔ دہلی کوئی نہ کوئی داقد پیش نہیں

آیا ہے۔

”یہ آپ کا دعویٰ ہے۔ آپ اسے ثابت کر دکھائیں۔

”اچھی بات ہے۔ انھوں نے کہا اور پوری کوٹھی کا ہوا

یا، میں نہ جان سکے کہ سانپ کوٹھی کے اندر کی

طرح داخل کیے گئے۔

”آپ سے کوئی ملنے آتا تھا؟

”نہیں۔ آج صبح سے اب تک کوئی ملنے نہیں آیا۔

”ہاں گھر کی بجائی ہو گئی تھی۔ ایک ایکٹریش کو بیٹایا

تھا انھوں نے کہا۔

”بہت خوب! اس کا فون نمبر؟

”یہاں ہمارے پڑوں میں ہی دکان کرتا ہے۔

”اور وہ اپنا تھیلا ساتھ لایا تھا؟

”غماز ہر بے۔

”وہ ایکٹریش کی دکان پر گئے، لیکن دکان پر تالا نکلا

ہوا تھا اور اس کے گھر کے ہارے میں کسی کو معلوم نہیں

تھی۔ آخر تھک لار کر انپکڑ جئیے اور پروفیسر داؤڈ گھر رک گئے۔

دن رجھاں بخون کے ساتھ گپتوں میں صورت تھے۔

”یہ کر کتے ابا جان؟

”پچھے بھی نہیں کر کے آئے۔ شاید اس یہے کہ تم ساتھ

نہیں آئے۔ جب تم ساتھ ہوتے ہو تو کوئی نہ کوئی بات کرتے

ہے، تو اور ان باتوں سے کیس کا کوئی سرا ناقہ آتا

ہے۔ انھوں نے من بنایا کہا۔

”آپ بھیں بتائیں۔ رسم سڑا ڈھونڈ لاتے ہیں ابھی۔

”کیا بتاؤ؟

”اس وقت تک جو کچھ بھی آپ نے نہیں ہے۔

انھوں نے سانپ پکڑنے کے بلدے میں بتا دیا۔

”کیوں آپ سریوال یہ ہے کہ افریقہ کے سفر کے دوران کوئی

خاص داقد پیش آیا ہے، لیکن سر ایوال نہان بتانے پر آکا ہے۔

”محمد نے سوچ میں گم بیٹھے میں کہا۔

اُن ایکا بات ہے:

ترسٹر کے درمیے ساتھیوں کو کیوں نہ مٹول بلائے تو ان سراہمال کے چال پر تھا :

بے ہم ہم اپنے طور پر معلوم کر پکے ہیں:

اب وہم یکی کری گئے:

اُن اس دلت فون کی لگھنی بھی - دوسرا طرف حوالا

عن اس دلت فون کی لگھنی بھی - اس سے پہلے جب آپ افرید کے

کر رہے تھے:

بھی جیش - غصب ہو گیا - میرے دوست عالم گی تھا نا؟

رے چال چر نیلا چاند ابھرایا ہے:

اُن رونگان نے بتایا تھا:

بھی - کیا فرمایا - طالب کامرانی - یہ تو شاید سراہمال کا

ساق افرید کے سفر پر گئے تھے:

دیا گی ہے - ان کے پاس اس زہر کے علاج کے انگلش

ہاں جیش - تم نے بالکل صحیح کہا - میں انھیں کہا تھے - وہ انگلش یہاں لائے گئے، میکن ان کو جرا یا گی.

سے بول رہا ہوں - میریاں فرم اک جلد آ جائیں:

اوے کے سر - ہم ابھی آ رہے ہیں:

ریبور رکھ کر انہوں نے یہ جھر سنائی اور چھر انھیں ہمال کے ڈاکٹروں کے پاس اس کا کوئی علاج نہیں ہے -

ہونے - طالب کامرانی ایک سیاح قسم کے آدمی تھے۔ میکن میرے ایک صربان ڈاکٹر کا کہا ہے کہ اگر میں سارے پدن

سال میں نو ماہ سفر پر رہتے تھے اور میں ماہ اپنے گم کا حمل تبدیل کراؤں تو شاید میں بیخ سکوں:

میں - جب وہ ان کے کمرے میں داخل ہوئے تو ان کا

بیوی بچے دوسرے دو داڑے سے نکل گئے - انہوں نے

بالکل دیتا، میا ایک چاند ان کے چال پر دیکھ، جدا اس کیا ہوا تھا؟

سراہمال کے چال پر تھا :

کیا آپ اس چاند کا مطلب سمجھتے ہیں؟

اُن : میں اہمال خان کے چال پر دیکھ چکا ہوں؟

عن اس دلت فون کی لگھنی بھی - دوسرا طرف حوالا

سفر پر گئے تھے تو اس چاند کے بارے میں آپ کہتا ہیں؟

بھی جیش - غصب ہو گیا - میرے دوست عالم گی تھا نا؟

رے چال چر نیلا چاند ابھرایا ہے:

اُن رونگان نے بتایا تھا:

بھی - کیا فرمایا - طالب کامرانی - یہ تو شاید سراہمال کا

ساق افرید کے سفر پر گئے تھے:

دیا گی ہے - ان کے پاس اس زہر کے علاج کے انگلش

ہاں جیش - تم نے بالکل صحیح کہا - میں انھیں کہا تھے - وہ انگلش یہاں لائے گئے، میکن ان کو جرا یا گی.

سے بول رہا ہوں - میریاں فرم اک جلد آ جائیں:

اوے کے سر - ہم ابھی آ رہے ہیں:

ریبور رکھ کر انہوں نے یہ جھر سنائی اور چھر انھیں ہمال کے ڈاکٹروں کے پاس اس کا کوئی علاج نہیں ہے -

ہونے - طالب کامرانی ایک سیاح قسم کے آدمی تھے۔ میکن میرے ایک صربان ڈاکٹر کا کہا ہے کہ اگر میں سارے پدن

سال میں نو ماہ سفر پر رہتے تھے اور میں ماہ اپنے گم کا حمل تبدیل کراؤں تو شاید میں بیخ سکوں:

میں - جب وہ ان کے کمرے میں داخل ہوئے تو ان کا

بیوی بچے دوسرے دو داڑے سے نکل گئے - انہوں نے

بالکل دیتا، میا ایک چاند ان کے چال پر دیکھ، جدا اس کیا ہوا تھا؟

”یہ ہوا تھا۔ پھر بھی نہیں ہوا تھا۔“ وہ بولے۔
”آپ کا مطلب ہے۔“ کوئی دلچسپی نہیں آیا تھا؛
”اُن پاکل نہیں۔“
”سرابدال گاہ کا بھی بھی ہے۔“
”وہ میرا گاہ غلط نہیں ہے؛ سرابدال فرما بولے۔“
”بھی ابھی کرے میں داخل ہوتے تھے۔ ان کے چہرے
دد دیجے خوف تھا۔“
”اوہ، تو آپ بھی یہاں آگئے۔ شاید انھیں یہ انداز
کرنے کو کچھ بتائیں؟“
”نہیں۔“ اگر آپ کا خیال یہ ہے تو بھی دوسرے
کرے میں پڑا جاتا ہوں؛ سرابدال نے نورا کہا۔
”اُن ضرور۔“ اپکر جشید سرد اور خشک لمحے میں کہا۔
”وہ برا ساء مذہنا کر دوسرے کرے میں پڑے گئے۔“
”آپ نے میرے دوست کو ناراض کر دیا۔“
”آپ کی زندگی خطرے میں ہے۔ اگر آپ بتاول
افریقہ میں کیا ہوا تھا تو شاید تم آپ کو بھی سکیں۔
”وہاں کچھ ہوا ہو تو بتاؤں نا۔“ انھوں نے بھٹا کر کا
اسی وقت ایمپریس آگئی اور انھیں لے جانے کی بنا
ہونے لگی۔ آخر وہ چلتے گئے۔ صرف اپکر جشید اور

کے ساتھی دہل رہ گئے۔
”اب ہم یہاں رک کر کی کریں گے آبا جان۔ آتیے چلیں۔“
”میں ایک بات سوچ رہا ہوں۔ اور وہ یہ کہ طالب
ہمارانی اس وقت تک اس خیال میں ہیں کہ انھیں بچا دیا
چاہئے گا۔ اگر کہیں انھیں یہ احساس ہو جائے کہ وہ بچے
نہیں ہیں گے تو شاید موت کا خوف انھیں بتانے پر بھور
کر دے۔“
”اُن ٹھیک ہے، لیکن ہم انھیں یہ احساس کس طرح
وہ کہے ہیں جشید۔“ خان رخان بولے۔
”پچھے میں ان ڈاکٹروں سے بات کروں گا۔ جو ان کا خون
تبديل کرنے والے ہیں۔“ کاؤ چلیں۔
انھوں نے خیسہ انداز میں ان دونوں ڈاکٹرز سے ملاقات
کی۔ اس ملاقات پر کوہ کالی جیران تھے۔ اپکر جشید نے
انھیں محض ملود پر بتایا کہ کیا معاملہ ہے اور وہ کیا چاہتے
ہیں۔ اس پر ان میں سے ایک نے کہا:
”کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں انھیں یہ بتاؤں، مگر نہیں
بچ سکیں گے۔“
”اُن اس وقت تک انھیں پوچھی امید ہے کہ خون تبدیل
کر کے انھیں بچا دیا جائے گا، اس لیے یہ وہ راز نہیں

”اپنی بات ہے۔ میں یہ کہ دیتا ہوں۔ لیکن ہر طرح کی
ذمے داری آپ پر ہو گی؛
”اہ ہاں؛ آپ انگر نہ کریں؟ وہ منکرا دیے۔
”تو پھر کیتے سیرے ساتھ۔

”نہیں! جہاد ان کے سامنے بنا دوست نہیں۔ ہم چھپ
کر بات چیت نہیں گے۔ ساتھ دالے کرے میں؛
”ٹھیک ہے۔ میں اس کا انتظام بھی کر دیتا ہوں کہ
آپ گفت گوئیں سلیمان:

”تھوڑی دیر بعد وہ ساتھ دالے کرے میں دو دو رہ تھوڑا
ساکھوں کر بیٹھا تھا۔ انہوں نے سنا، ڈاکٹر نے بات شروع
کرتے ہوئے کہا:

”ہم آپ کا خون تبدیل تو کرنے ہے ہیں، لیکن... وہ
کہنے کہتے رک گیا۔

”لیکن کیا؟ طالب کامرانی نے چونک کر کہا۔

”لیکن ہم آپ کو یہ بھی بتا دیتا پسند کریں گے کہ اس
میں آپ کے بچنے کا امکان صرف ایک فیصد ہے۔

”کیا... سے تو آپ کو رہے تھے کہ بچنے کے امکانات
بچتر فیصد ہیں۔

بیش غرائی۔

”لیکن جناب۔ ایک ڈاکٹر مریضن سے یہ کس طرح از
سکتا ہے کہ وہ بچ نہیں کے گا۔ ڈاکٹر کو اگر یہ بات
معلوم ہو جائے۔ تو بھی اس کو آخوند وقت سک میں کہ
پڑتا ہے کہ انگر نہ کریں، آپ اچھے ہو جائیں گے اس
لئے کہا۔

”آپ ٹھیک کہتے ہیں، لیکن یہاں ایک بہت بڑی
بجوری ہے۔ اور وہ یہ کچھ آدمیوں کی زندگیاں خطرے میں
ہیں۔ یہ آپ چاہتے ہیں۔ وہ بھی نیلے چاند کا شکار ہو
جائیں۔ انہوں نے کہا۔

”بھی نہیں۔ بھلا میں یکوں چاہوں گا۔ اس نے گجر کر کا
”اگر آپ نہیں چاہتے تو پھر ان کی زندگیوں کو بچائے
کے لیے ہیس اس کی راز کی ضرورت ہے۔ اور یہ راز
طالب کامرانی صرف اس صورت میں بتا سکتا ہے جب اس
یقین دلایا جائے کہ وہ اب بچ نہیں کے گا۔

"یہی نہ ہو جنت ہے، دہتا دی۔

زیادہ اسکا نہیں ہے:

"اوہ، دلے۔

"لہذا میں پاہتا ہوں۔ آپ کو اگر کسی عزیزاً، رشیداً
یا کسی دوست سے کوئی بات کرنا ہے تو خون تبدیل ہوئے
کے پڑے پڑے کریں:

"میں اپنے گھر والوں سے ملا پسند کروں گا۔

"اور دوستوں سے بھی اُ

"اُلیٰ! میں ان کے نام اور فون نمبر لکھ دیتا ہوں۔
آپ سب کو فون کر دیں:

"اچھی بات ہے:

"اکٹھے گئے بعد سب لوگ دہاں آگئے۔ طالب کا مرانی
نے اپس تباہا:

"ڈاکٹر صاحب 2 آ کرنا ہے۔ میں شاید پچ نہ سکوں گا،

"نہیں نہیں۔ یہ آپ کی کردہ ہے میں۔ اس کے لئے
والے چلاتے۔ دوست بھی بول آئے۔

"ایسی کوئی بات نہیں، جب خون تبدیل ہو جائے گا تو

ای زہر کا اثر نہیں رہ جائے گا:

"یہ ڈاکٹر صاحب کی بات ہے۔ میں صرف یہ کہنا پاہتا

ہوں کہ یہ سب دوست یہ سب پتوں کا خیال کھیں۔

"اُدھر کہتے ہیں۔ تم ٹیک ہو جاؤ گے۔

"اوہ یہ سب فتنے اگر کسی کی کوئی رقم یا کوئی اور چیز ہے۔

وہ بھے سے لے لیں۔ اس وقت میں دے سکتا ہوں۔

کرے میں غم کی نہایتی ہو گئی۔ ایسے میں انپکڑ جو شیء
اچانک کرے میں داخل ہو گئے اور اعلیٰ اٹھے۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر آپ دُنیا سے رخصت ہوتے ہوئے
اپنے آٹھ نو ساتھیوں کی زندگیاں کیوں خطرے میں ڈال رہے ہیں؟"
"میں کہا۔ میں خطرے میں ڈال رہا ہوں۔ طالب کا مرانی نے
چھڑا کر کہا۔

"اُن باکل: اس لیے کہ افریقہ کی سیاحت کے دوران
کوئی واقعہ ضرور ہوا تھا۔ قتل کی دو وارداں اس سے
میں ہو چکی ہیں۔ سراہمال نمان بھی اگر افریقہ پہنچ کر ڈاکٹر
وک سے انجکش نہ گکھتے تو شاید یہ بھی اس وقت اس دُنیا
میں ہوتے۔ باقی لوگ بھی جو اس سیاحت کے موقعے
پر ساتھ تھے۔ خطرے میں ہیں۔ قاتل اپسیں بھی نہیں چھڑے
گا۔ طالب کا مرانی صاحب کے بعد کسی اور کے گھاں پر نیلا
پاندہ اپھر آئے گا۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ایسا نہ ہو تو
پھر یہ بتا دیں۔ دہاں کیا ہوا تھا۔ کیونکہ آپ کے تو بچنے

اسکاتا تھا میں نہیں، انہوں نے کہا:
کرے میں مٹا چھا گی۔ سب کی نظریں اپنے طالب کامران
پر چلی تھیں۔ آخر اس نے کہا:

”افریقہ کی سیر کے روانہ کوئی خاص واقعہ پیش آیا اتھی
نہیں تو بتاؤں کیا؟“

”جب پھر نیندے دنگ کا یہ چاند آپ کے گھاٹ پر کھوں نظر
اڑ رہا ہے۔ میں آپ نے غلطی سے کسی کائنات کو چھوپایا تھا
اور پھر وہ کائنات آپ کے پاس آیا، کس طرح ہے
میں نے کسی کائنات کو اٹھ نہیں لے سکیا۔ کسی نے میرے

رحم میں چھوپایا ہو گا：“
”بہت خوب! سوال یہ ہے کس نے۔ آپ نے ان دو
تین دنوں میں کس کس سے ملاقات کی ہے۔ میرا مطلب ہے
ان میں سے جو اس وقت یہاں موجود ہیں اور جو آپ کے ماتھے
افریقہ کے سفر میں بھی تھے؟“

طالب کامرانی نے ان سب پر ایک نظر ڈالی اور پھر
بھڑائی بھولی آواز میں بوئے:

”یہ بات بھی میری سمجھ سے باہر ہے۔ میں ایک
غیر اہم واقعے کے بارے میں ضرور بتا سکتا ہوں۔“
”چلیے آپ غیر اہم ہی بتا دیں۔ اہم اسے،“ میں خود بتا لیں

”میں نہ گوئی بول اٹھا۔ وہ لوگ بھی اب اس کمرے سے اس
کمرے میں آگئے تھے۔“

”ہوں! تمہیں ہے۔ ایک روزہ ہم سب افریقہ کے ایک
حضرات جنگل سے گزر رہے تھے۔ اس وقت روگان بھی جمار
ساتھ تھا۔ اپنامک روگان کی نظر ایک افریقی
سائب پر پڑی تھی۔“

”کی کہا۔ افریقی سائب پر ایک اسٹکٹر جمشید چونکہ اٹھے،
ابھی ابھی تو وہ دو عدد افریقی سائپوں پر تباخو پا کر فرار
ہوئے تھے۔“

”اہ! روگان کی حالت اس سائب کو دیکھ کر عجیب سی ہو
گئی تھی۔ اس نے چلتا کر کھا۔ بچو۔ آج تم پچ کرنہ میں
جا سکتے۔ یہ کر کر دو سائب کے پیچھے بھاگا اور جلد اسے
لامتحہ میں لٹکائے آتا نظر آیا۔ اس نے سائب کے سر
کو مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔ وہ ایک بخود سے دنگ کا چھوٹا
سائب تھا۔“

”اس کا ساتھی بھی میں کہیں ہو گا اور اس کی گرفتاری کی
خبر اسے جلد ہی ہو جائے گی۔ روگان نے جلدی جلدی کھا۔
کیا مطلب۔ کیسے خبر ہو جائے گی؟“

”گرفتاری کے وقت یہ بھی اسی آواز منہ سے لگائے

ہیں۔ اگر اس کی مار نزدیک ہو گی تو اس کیا ہو چاہتی ہے۔
اگر وہ بہت خطرناک اشواز میں دار کرے گی۔ مجھے تو اس سے
کوئی خطر نہیں۔ آپ سب لوگوں کو ذمہ دست خطرہ ہے،
لہذا آپ ذور ہٹ پائیں۔
اور آپ خطرے میں کیوں نہیں ہیں؟ کسی نے اس سے

پوچھا تھا۔
”یہ رکھ لیں۔ یہ مذکور اس نے اپنا دوسرا!“ سانپ
کے مرن کے آئے کر دیا۔ سانپ نے اس کے ہاتھ پر ڈالی
یا، یہن اسے کچھ بھی نہ ہوا۔ اتنے میں ایک اور بالکل
دیبا اسی سانپ پیش کرتا ہوا روگان کی طرف بڑھا اور اس
پر چل کر ہوا، یہن روگان توب اس سے ڈرتانا جب
اسے نہ ہر پڑھنے کا کافی ہوتا، لہذا وہ مادہ سانپ بھی پکڑا گی۔
روگان نے اسی وقت ٹکون سے ایک ٹوکری، شانی اور ان دونوں
کو اس میں مذکور کرنے ہے میں لٹکایا، اس نے بعد اس
نے بتایا کہ امریکے چڑیا مگر والے اس جوڑے کے دو لاکھ
ڈالر تک دیں گے۔

”اوہ ہو اچھا، کسی نے جیران ہو کر کہا۔
اہ! بالکل بھی ہے۔ ان سانپوں کو تو کوئی پکڑنے کی
بھی جرأت نہیں کرتا۔ میں چونکہ سانپوں کا زیر۔ اور خاص

خود پر اس سانپ کا زہر کی پٹکا ہوں، اس لیے اس کے
زہر نے اب بھر پر کوئی اثر نہیں کیا۔ وہ زیرا جسم تو
اسی وقت تک باتیں ان پٹکا ہوتا۔
یہاں تک کہ کر طالب کامران خاموش ہو گئے۔

”بس: آپ صرف یہ واقعہ بتانا پاہتے تھے تو فرزان
نے پوچھا۔

”نہیں۔ میری بات ابھی ختم نہیں ہوئی۔ اس سفر کے دوران
میں ایک دن دونوں سانپ کسی نے چڑایے۔

”کی کہا۔ سانپ چڑایے؟ وہ سب ایک ساتھ بولے۔

”ہم: ٹوکری سمیت۔ اور پھر لاکھ کو شکش کے بعد بھی
سانپ روگان کو نہ مل سکے۔ وہ بار بار کہتا رہا کہ اس کے
سانپ اسی لوگوں میں سے ہی کسی نے چڑائے ہیں۔ سب
نے جواب میں بھی کہا، اگر بھم میں سے کسی نے چڑائے
ہیں تو بھاری تلاشی لے لیں۔

اس نے ذرا لحاظ نہ کی۔ تلاشی لے کر رہا۔ یہن
کسی کے سامنے نہ تو سانپ ملتے۔ نہ وہ پیش اری۔ جو
اس نے بھارے سامنے بنائی تھی۔ اور یہ اس سفر کا
جیران کی تریں واقع ہے۔ اور کوئی بات مجھے یاد نہیں۔
اس نے کہا۔

اوہ بات بتانا پسند کروں گا۔ اور وہ بات مجھے ابھی یاد آتی ہے۔ اس سے پہلے خیال میک نہیں کیا۔ ایسے میں حال سوچ رہا تھا کہ۔

”اوہ۔ جلدی بتائیں۔“

انپکڑ جمٹہ بے چین ہو گئے۔ میں اس وقت ایک عجیب بات ہوتی۔

”یہ بات بھی کم جزا کن نہیں کہ دُو روپیں سائیپس میں ایسا خان کی کوئی بھی میں پائے گئے ہیں۔“
”بیک کہا۔ میں دُو انخون نے چڑائے تھے، طالب کاملا نے چلا کر کہا۔“

”نہیں۔ میں نے نہیں چڑائے تھے۔“

”پھر دُو آپ کے لگھر میں کیوں پائے گئے ہیں؟“
کامرانی نے پوچھا۔

”دُو یہرے میں کسی نے چھوڑ دیے تھے۔ جو نبی خوشی
دُو نظر آئے۔ میں نے انپکڑ جمٹہ کو فون کیا۔ اور پھر انخون نے کسی نہ کسی طرح ان کو پکڑا۔ اب یہ ان روپیں کو چڑایا لگھر کے حوالے کر پکے ہیں۔“ سراہدال خان نے جلدی بلندی کہا۔

”کتنے ہیوں کے بدلتے ہیں؟“
”بیفڑ کسی پیسے کے۔“ وہ بولے۔

”حیرت کی باتیں ہیں۔ ذہن ہے کہ الجھتا، سی چلا جا رہا ہے۔“ محمود بربرایا۔

”سائیپول دالے والے کے علاوہ تو کوئی والے ہیں
نہیں آیا۔“

”نہیں، لیکن میں چونکہ مر رہا ہوں۔ لہذا میں ایک

بات میں وزن

اُدے ہل را قتی - اس کے جسم پر د تو کوئی زخم نہ ہے۔
کوئی اور چیز - آخر یہ قتل کس طرح کی گئی ہے
۔۔۔ تو پرست مرث کی مردوٹ اسی بتاتے گی: محمود نے کہا۔
۔۔۔ تین ہمیں ان کے جسم کا اچھی طرح جانزو توینا چاہیے:
فرزاد نے خیال دلایا۔

طالب کامرانی کے جسم کو ایک جھٹکا سارا گا اور اس کا جنم
انھوں نے بغور جانزو لیا۔ جسم پر نہ کسی نہری سول کا
راک ہو گی - انپکڑ جھیندی ماحصل کر دروازے کی طرف بھٹکا نہ ان تھا۔ زخم کا - اچانک انھوں نے ایک عجیب منظر دیکھا۔
فادوق اور فرزاد بھی درڑ پڑے، لیکن جب حکم دے طلب کامرانی کی لاش کے پاس سے پانی کی ایک لکیر بھی نظر
باہر نکلتے۔ انپکڑ جھیندی غائب ہو چکے تھے۔
”یہ کیا ہوا ہے؟“
”بے چارے طالب کامرانی کو قتل کر دیا گی۔ نیلے چاند کی
موت سے پھٹے“ محمود بڑھ رہا۔
”چاند کے گئے دہ گئے - ان کے سامنے پکڑے پڑے دہ
گئے۔ طالب کامرانی کا ساما جسم پانی بن کر پہ گیا۔
میں کہا۔ فرزاد نے گوا سا خدا بنایا۔

”انت مالک - یہ کیا ہوا ہے؟“
”پتا نہیں - کس طرح انسیں ہلاک کیا گیا۔ بے چارے کا
جسم نہیں بچا۔ آئی جی صاحب نے بھڑاتی ہوئی آواز میں کہا۔
”یہ بھی تو ہو سکتا ہے - نہر ان کے اپنے پاس
 موجود ہو۔ کسی کسپول کی شورت میں۔ اور پھر اس نے

ان "فراز" کے ساتھ ہی کیپول پکل دیا ہو۔ یاد نہیں ادا کر
مودود پکل گیا ہو۔ فاروق نے خیال لٹا ہر کیا۔
اپنی پستہ دن میں زیر کا کیپول رکھنے کی کیا فتوح
تھی بھلا۔ یہ تو پہلے ہی پہنچ کی موت سرفے والے تھے
میر خیال ہے۔ ہمیں انکل احکام کو بولا یتنا چاہیے۔
ہاں تم لوگ اپنا کام شروع کر دو۔ ہم جا سہے ہیں۔ فراز نے جملہ کر کہا۔
اکی جی صاحب نے کہا۔
بھلہ ہی سب اپنکے احکام دہل پہنچ گیا۔ اس کے تھوڑے یہیں لخت ہندیہ ہو گی۔
نے اپنا کام شروع کر دیا۔ احکام اپنیں سے کو کچھ کرو
آکھڑا ہوا:

”یہ کیسے ہوا جسی؟ اس نے کامپتی آواز میں کہا۔

”دیکھتے ہی دیکھتے۔ مغلول کی لاش یا لیں کر ہو گئی اور ”اللہ اپنا دم فرمائے۔
ہم کچھ بھی نہ کر سکتے:

”لہو اپنکے صاحب؟

”وہ قاتل کے یونچے گئے تھے۔ اب تک بوٹ کر
نہیں آئے۔“

”اس کا مطلب ہے۔ انھوں نے قاتل کو دوڑتے دیکھا
لیا تھا۔“

”یہ تو نہیں کہا جا سکتا۔ بس جو نہیں طالب کامرانی کے

ہم ساخت ہوا۔ انھوں نے باہر چلا گک گذا دی اور ہم ان کی
عمر کو بھی نہ چو سکتے مجاز نے کہا۔
”وہ انکل چھتے بھی گیکے۔ بے پاری گرد تو باہر تھی ہی
نہیں۔“ فاروق بولا۔
”ایک حد تھل کی واردات ہو گئی ہے اور یہ حضرت جس
بر نماق کر رہے ہیں۔“ فراز نے جملہ کر کہا۔
”ادہ ہاں۔“ واتھی فاروق نے انھوں نہ کہے۔ بھی میں کہا۔
”کہیں وہ الجھ نہ گئے ہوں۔“
”صیرت ہے۔“ آج ان اب تک نہیں ہوئے۔ اتنا
لما تھا قاب۔“
”سر۔ ذرا ادصر آئیے۔“ یہ دیکھے۔ کی ہے؟
اکرام کے یہیں ساخت کی لرزتی آواز سناتی ہی۔“
اس طرف پکے اور پھر دھک سے رہ گئے۔ طالب کامرانی
کے پکڑوں کے نیچے۔ ایک نہ سنا سانیلا چاند پڑا تھا۔
”اٹ مارک۔“ یہ چاند تو۔“ فاروق کا مپ کر رہا گیا۔
”ہاں! یہ چاند تو کیا؟“ اکرام بے چین ہو گیا۔
”یہ چاند تو باںکل ایسا ہے۔“ بس طالب کامرانی کے

نگل میں اپنے تھا۔

”مگر۔ یہ مطلب اکرام پڑھیا۔

”۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ فرزاد بولی۔

”میا۔ یکسے ہو سکتا ہے؟ محمود نے کھوسے کھوسے لفڑا کی

”نفر تو یہی آتا ہے کہ یہ بالکل وہی چاند ہے۔

”کالی میں تھا۔ میکن ہم تو اب تک یہ خالی کرنے

”یہ کی نیلا چاند ایک نشان ہوتا ہے، میکن بہاں اور

”چاند موجود ہے۔

”اوہ مرے کی بات یہ کہ سارا جسم تو ہے گا۔ اپنے

”مک تو ہے گئیں۔ میکن یہ چاند جوں کا توں موجود ہے!

”اس کا مطلب ہے، طالب کامرانی کو جس ذہرا سے

”پہاک کیا گی۔ اس نہر نے اس چاند کا پکھ نہیں کیا اور انہوں

”نہ دل دلی جلدی کہا۔

”اب سوال یہ ہے کہ یہ چاند ہے کس چیز کا؟

”یہ تو یہاں تھی میں، یہ چاند کیا جائے کہا۔ اے ہا۔

”وینگہ کی ہڈ سے اٹھا کر محفوظ کر دیا جائے اور فوراً پیداوار

”نیک دیا جائے۔ بلکہ خود ساتھ جاؤ۔ اور اپنی موجودگی میں ا

”کا معافہ کرواؤ۔

”اوہ کے سرہ اکرام کے ماتحت ایک ساتھ بولے۔

”اوہ پھر وہ پیٹے چاند کے کردہاں سے رخصت ہو گئے۔

”خود اون کے ردنے کی بھلی بھلی آوازیں آ رہی تھیں۔ وہ دلوں پر

”شہید بوجھ لئے دہاں سے رخصت ہو سکے۔

”آتا جان تو اب بھی نہیں آتے۔ ہم یہاں تھی کی روپرث

”کہ انتشار کریں گے۔ اس کے بعد میدان میں نکلے بغیر نہیں

”رکتے، کیونکہ یہ معاملہ تو بہت خوفناک ہوتا جادا ہے۔

”ہوں ٹھیک ہے۔ میں خود یہاں تھی جاتا ہوں اور جلد از

”جلد روپرث لانے کی کوشش کرتا ہوں۔ اکرام نے کہا۔

”اپ۔ بہت اچھے انکل ہیں تھے فرزاد نے خوش ہو کر کہا۔

”وہ تھر پختے۔ اندر داخل ہوئے، ہی تھے کہ فون کی

”محنتی منانی دی۔ محمود نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا دیا۔

”سلام علیکم؟ اس نے کہا۔

”اپکش۔ حیثیت کو فون دیں۔ جلدی۔

”اپ کون صاحب ہیں؟

”راجا نیروزی بات کر دے ہوں۔ میرے گھل پر بھی نیلا

”چاند ابھر آیا ہے۔ خدا کے لیے جلدی آئیں۔ یہ کہ کردہ صری

”ظرف سے رسیور رکھ دیا گی۔

”خود دھاک سے رہ گی۔ اس نے کاپنے لائے سے رسیور

”لکھ دیا اور بولے:

۔ بیجھے۔ ایک اور نیلا چاند۔

”مگر۔“ کہا ہے بے فاروق نے مجبرا کر چاروں طرف کی

”دماغ تو نہیں پل گیا۔“ میں نے فون پر پات کر

کریں کہا ہے۔ اور تم گھر میں چاروں طرف دیکھ رہے ہو

”واتھی۔“ یہ تو دماغ چل جانے کی نشانی ہے: فرار

نے مجبرا کر کہا۔

”تو پھر چھوڑ دینے یا نہ کو۔“ پھر مجھے سپتال لے پڑا

فاروق نے مجبرا کر کہا۔

”یاد مذاق چھوڑ د۔“ محمد نے مذہبیا۔

”حد ہو گئی۔“ جب میں مذاق نہیں کرتا تو بھی لکھتا ہو

”مذاق چھوڑ د۔“ اسے بھائی۔ میں اپنا دماغ واقعی خراب

خوبی کر رہا ہوں۔ اور اگر تم مجھے فوراً سپتال دے لے

تو میں خود پلہ باؤں گا۔“

”میں نے کہا تا۔ یہ مذاق کا وقت نہیں ہے۔“

”تو میں نے کب کہا ہے کہ یہ مذاق کا وقت ہے۔“

فاروق نے کہا۔

”آؤ۔“ راجا یوردی کے ہاں ملئے ہیں۔ یہ حضرت انہیں

غلان رحمان کے دوست ہیں۔ اور نابا انکل ہاں پہنچ جی

یکلے ہوں گے۔ محمد نے جلدی بندی کہا۔

”اگر پہنچ گئے ہوتے تو پھر وہ بیس فون کرتے۔“

”پہنچے نہیں۔“ اس یہ کہا جا سکتا ہے کہ پہنچنے والے ہوں گے۔

”وہ اسی وقت پہنچنے کے لیے تیار ہو گئے، یہ دیکھ کر ٹیکر جائے

تھے برا سامنہ بننا کر کہا،“

”حد ہو گئی۔“ آئتے بھی نہیں تھے کہ جا رہے ہیں؟

”کیا کیا جاتے اتنی۔“ اور ہاں آپ نے آپ جان کے بارے

ہیں تو پوچھا، یہ نہیں تھا۔

”پوچھ کر کیا کروں گی۔“ گئے ہوں گے تو بھی کہیں:

”بھی ہاں اور ایسے گئے ہیں کہ بہت دیر ہو گئی، اب

یہک دوست کر نہیں آتے۔“

”یہ ان کی پڑائی عادت ہے اور تم بھی اس عادت کا شکار

ہوتے جا رہے ہو۔“

”کیا کیا جاتے، بھجوری ہے۔“ بھجورنے کہے اچکائے۔

”بلیں۔“ جمیش بُرے بُرے مزہ بننا کر رہ گئیں، توہ باہر کل

آتے۔ کر بھی کیا سکتے تھے۔ راجا فیروزی کے ان پہنچے تو

خان رحمان اور پروفیسر داؤڈ وہاں آپچے تھے۔ ان پر نظر پڑتے

ہی خان رحمان۔ بُوئے:

”بھی۔“ یہ سب کیا ہوا ہے۔ یہ نیلے پاند کی سیست تو

برٹھتی ہی جا رہی ہے۔ اسے جمیش کہاں ہے؟“

”بھی دو۔ ایک عدد قاتل کے جنچے گئے تھے، بہت درد
ہو گئی، دوست کرنیں کہتے:
”ہوں۔ خیر۔ آ جائیں گے۔“ یہ حملے دوست راجا سے
بہت پریشان ہیں:

”خیل یہ ہے کہ افریقہ کی سیر کے دورانِ کریمِ غاصبِ واقع
ہوا تھا۔ یہ حضراتِ اسِ ولائقہ کے بارے میں کچھ بتاتے
کے لئے تیار نہیں ہیں۔ جس سے بھی پوچھتے ہیں۔ یہ کہ
دیتے ہیں۔ دلائل کچھ نہیں ہوا۔“
”پھر۔ ہم راجا سے بات کرتے ہیں۔“ فان رحمان یہ کہ
ان کی طرف مڑے۔ ان کے گھال پر نیلا چاند نظرِ م
را تھا۔

”راجا صاحبِ افریقہ کی سیر کے دورانِ اگر کریمِ واقع پیش
کیا تھا تو فدا تا دو۔ اسی میں تھماری بھتری ہے:
”وہاں۔ دلائل جو واقعات بھی پیش کئے۔ ان لوگوں کو
بتا ہی دیتے گئے ہوں گے۔“ مثلاً روگان کا دو عدد سانپ
پکڑنا، پھر ان سانپوں کا پوری ہو جانا۔ اور روگان کا
اسیں ان کا نوں کے بارے میں بتانا وغیرہ۔ ان کے علاوہ
تو اور کوئی بات نہیں ہوئی۔“

”پچھے آپ یہ سُن لیں کہ ہم کہاں سے آ رہے ہیں اور

میں دیکھ کر آ رہے ہیں۔“ اس کے بعد خود سمجھے کہ اگر آپ بھیں
میں بتا سکتے ہیں، میکن اس سے پھر، سرمِ حنفیٰ انتظامات
کریں گے۔ کیمیں طالبِ کامرانی دلا واقعہ یہاں بھی نہ ہو جائے۔
محود نے جلدی جلدی گما۔

”طالبِ کامرانی دلا واقعہ۔ اخیں کیا ہوا ہے؟“
”تو ابھی آپ کو اعلاءِ نہیں ملی؟“
”نہیں۔“ کسی آوازیں بھری۔

محود نے پھر سادہ لباس والوں کو طلب کی۔ ان کی ڈیوٹی
کوٹی کے چاروں طرف لگاتی اور اپس اچھی طرح سمجھا دیا کہ
کس طرح نگرانی کرنی ہے۔ اس کے بعد وہ سب کوئی
کے ایک الہدوںی کمرے میں آ ہٹھے۔ دروازے اندھے
بند کر لیے گئے۔ ان تمام انتظامات کو باقی لوگ چوتھے نہ
انداز میں دیکھ رہے تھے۔ آخر خان رحمان سے رہا زدگی،
بول آئے:

”بات سمجھے میں نہیں آئی۔“ اس قدر زبردست انتظامات کرنے
کی آخر سیا مزروعت تھی؟“
”ضورت تھی۔ میں ابھی وضاحت کرتا ہوں:
یہ کہ اس نے طالبِ کامرانی کے لئے پیش آئنے والا
تمام واقعہ تفصیل سے سنایا:

۱۱۶

” ہوں - میں اس نئیے چاند کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ ”
” ہم اس کو سیسی بارٹری نیک پکے ہیں - واپس ملا تو ضرور
دکھائیں گے - کیا میں آپ کے عکال کو چھو کر دیکھ سکتا ہوں?
آپ کا مطلب ہے - چاند کی جگہ پر راجا فیروزی نے
اسے گھوڑا -

” جی ہاں آ فاروق ملکویا۔
” ضرور کیوں نہیں؟ ”

فاروق نے ان کے عکال پر اس جگہ انگلی پھیری - جس
جگہ چاند نظر آ رہا تھا اور پھر اسے زور دار جھٹکا گا، یوں کہ
وہ جگہ اندر سے سخت تھی اور یوں محسوس ہو رہا تھا یہی
اندر چاند کے نشان کی جگہ پر کوئی سخت پیز موجود ہو:
” یہ - یہ - یہ کیا ” فاروق چلا اٹھا۔

” کی ہوا - کرنٹ تو نہیں لگ گیا اس چاند سے ” محمد
گھبرا گیا -

” بھی مذاق نہ کرو - یہ مذاق کا دلت نہیں ہے ” فرزاد
نے جھلکا کر کہا -

” یہاں بھی ایک مدد نیلا چاند - واقعی موجود ہے - میرا
مطلوب ہے - جلد کے نیچے اور داکٹر سے آپریشن کراکے اس کو
نکلوایا جا سکتا ہے ” فاروق نے تیز آواز میں کہا -

” یہ - یہ کیا دافع ہے - یقین نہیں آیا ” پروفیسر داؤڈ نے
لرزتی آواز میں کہا -
” ہم آنکھوں سے دیکھ پکے ہیں، آپ آئی جی ماحب سے
تصدیق کر سکتے ہیں ”
” نہیں - آگئے کہو ”
” اور جب ان پکڑوں کو اٹھایا گیا - جس میں طالب کامران
کا جسم تھا - جو مددی آنکھوں کے سامنے جا چکا تھا تو پکڑوں کے
نیچے سے ایک نیلا چاند ملا ”
” کیا کہا - نیلا چاند - پکڑوں کے نیچے سے ملا ” راجا فیروزی
نے کامپتی آواز میں کہا -
” جی ہاں ! دیکھ چاند جو ان کے عکال میں نظر آ رہا تھا ”
” شاید آپ لوگ مذاق کے مدد میں ہیں ” راجا فیروزی نے
بُرا سامنہ بنایا -
” آپ آئی جی ماحب کو فون کر کے تصدیق کر لیں ” فاروق
نے جواب میں ان سے بھی زیادہ بُرا بنایا -
” کیا آپ حضرات اس دانتے پر یقین کر سکتے ہیں ” راجا فیروزی
فان روحان اور پروفیسر داؤڈ کی طرف مڑے -
” مگرنا ہی پڑے گا - ہم انھیں بہت زیادہ اچھی طرح
جانستے ہیں ”

"اوہ ڈا سب ساکت رہے۔
اور راجا فیروزی بھی مگری سوچ میں ڈوب گئے، پھر لوٹے،
ٹینک ہے۔ میں آپریشن کراؤں۔ - خاید اس طرح میں
پنج جادویں تھے۔
"یہ آپ کی سرپنچ کی بات ہے۔ دیسے افریقہ کے سر
کے دوران آپ کو کوئی اور داقت یاد آیا یا نہیں۔ - طالب
کامرانی صاحب کو تو کوئی غاصی بات یاد آگئی تھی۔ اور
جونی دُہ بتانے لگے تھے۔ افسیں کسی نے موت کے لحاظ
انداز دیا۔ اور ایسا اس نے ضرر کسی نہ ہر کے ذریعے کیا۔
یکوئی جم لا ہے جانا۔ کسی نہ ہر کے ذریعے تو ہو سکتا ہے اور
خاید کسی طریقے سے نہیں۔ ہم آپ سے پوچھتے ہیں۔ اس
سفر میں کسی ایسے نہ ہر۔ یا کسی ایسے سانپ کا ذکر تو نہیں
ایسا تھا۔"

"اوہ ہاں۔ یاد آ گیا۔ یاد آ گیا۔ یہ خاصیت انھی سانپوں
کے نہ ہر ہی ہے۔ اگر وہ کسی کو کاٹ لیں یا ان کا نہ ہر کسی
کے جسم میں داخل کر دیا جائے تو دُہ انسان پانی بن کر بہ
جاتا ہے۔"

"اوہ۔ اوہ۔ اب کچھ بات صاف ہو گر سامنے آئی ہے۔
اس چکل میں ایک تو دُہ کا نئے دار پودے ہیں۔ جو اگر جم

کو چھو بھی جائیں تو عالم میں نیلا چاند نظر کرنے لگتا ہے
اور اگر ڈاکٹر والک کے تیار کردہ الجھن دھکوائے جائیں تو
موت واقع ہو جاتی ہے۔ لہذا جنم نے ڈاکٹر والک کو ختم
کر دیا۔ تاکہ وہ جو وارداتیں کرتا پاہتا ہے۔ ان کے
راتے میں رکاوٹ نہ پیدا ہو۔ اور دوسرا بات یہ کہ ان
بھکلات میں ایسے سانپ پائے جاتے ہیں جو اگر انسان کو کاٹ
ہیں تو ان کا جنم پانی بن کر بہ جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان
دو باتوں کے معلوم ہو جانے سے ہم کیا فائدہ اٹھائیتے ہیں؟
اس پر خود کرنا ہو گا۔ آپ فی الحال ڈاکٹر صاحب کو بولا
کر مشعر کر لیں۔ ابھی آپ کے پاس کچھ وقت ہے۔ اور ہم
غور کرتے ہیں کہ آپ کے لیے کیا کیا جا سکتا ہے۔ دیسے میرے
ذہن میں ابھی ایک الجھن ہے۔ مجھوں نے پُرساہد انہاز میں کہا۔
"اور وہ کیا؟ خال رحمان بولے۔

"یہ کر۔ طالب کامرانی اگر صرف اتنی بات بتانے والے
تھے کہ دُہ ایسے سانپ پائے جاتے ہیں۔ جو انسان کو پانی
کی طرح بساد دیتے ہیں۔ تو یہ کوئی ایسا نہ نہیں۔ جس کی بتا
پر اپس قتل کر دیا جاتا۔ اس کا مطلب ہے۔ وہ کچھ اور
بتانا چاہتے تھے۔"

"اور وہ بات راجا فیروزی صاحب کے ذہن میں نہیں آرہی۔"

" نہیں آمدی یا بان بوجہ کر کر دے ہے ہیں؟ فرزاد نے دل کواہ میں کھا۔

" یہی مطلب ہے چونک اُٹھے۔

" آؤ۔ ادھر چل کر خود کرتے ہیں۔ یہاں تو بے چارہ غور بھی دھرا کا دھرا رہ جائے گا۔ فاروق نے بگا سامنہ پڑایا۔

" لہا۔ کون دھرا کا دھرا رہ جائے گا۔ پروفیسر داؤٹر نے بے نیال کے عالم میں کھا۔

" بھی خود فاروق سکرایا۔

" اوہ ہاں خود۔ بھئی اس خود میں بس یہی بات بُری ہے۔

جب دیکھو دھرا کا دھرا رہ جاتا ہے؟ وہ بولے۔

" یہ۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ خان رحیان یخان دہ گئے۔

" شش۔ شاید میں کچھ منتظر کر گیا ہوں۔ انھوں نے گڑبڑا کر کھا۔

" وہ لوگ بہت آتے۔

" ہاں فرزاد۔ یہی کما تھام نے؟

" یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ راجا نیروزی صاحب کو وہ بات معلوم تو ہو۔ خونرنے سے پہلے طالب کامرانی کنا چاہئے تھے۔ یہیں یہ بتائیں گے نہیں۔

" کیوں؟ وہ ایک ساختہ بولے۔

" اس لیے کہ اگر یہ بھرم ہیں۔ تو وہ دار کی بات کیوں بتانے لگے۔ جس کو چھانے کے لیے اپنے ساتھی ملک کو ہلاک کر دیا گیا۔

" اور۔ محمد اور۔ تعدادی بات میں بہت دزد ہے۔

یہیں یہ ضروری نہیں کہ راجا نیروزی ہی بھرم ہو۔ ہو سکتا ہے۔

اسے واقعی وہ بات معلوم ہے۔ ہموجو طالب کامرانی بتانا چاہئے

نہیں۔

" ہاں! یہ ٹھیک ہے۔"

" بھرم اب تک ہیں قتل نہایت صفائی سے کر چکا ہے۔

سوال یہ ہے کہ اس کا یہ چوتھا شکار کون ہو گا۔ اگر ہم یہ

بات وقت سے پہلے معلوم کر لیں تو بھرم کو بھی رنگے اتحاد پکڑ سکتے ہیں۔

میں اس وقت کوئی رحم سے گرا۔ وہ اچیل پڑھے۔

کارڈ

بہر پھلاٹ گئے، ہی انہوں نے ایک گُرخ رنگ کی
کارڈ کو حرکت میں آتے دیکھا تھا۔ بس پھر کی تھا۔ وہ بھلی
گی سی تیزی سے اپنی کارڈ میں سوار ہوتے اور اس کے تھاق
میں نکل گئے۔ طالب کامرانی کے جسم کو جوشی بھلکا لٹا تھا
انہوں نے باہر کی طرف دیکھا تھا اور دہاں کسی کو دوڑتے
ہوں کر ریا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے بے تھا شدرو
لگادی تھی۔ انہوں نے اپنی زندگی میں اس تدبیر تیز ڈائیگل
شاید کبھی نہ کی ہوگی۔ آئندھی اور ملوثان سے بھی تیز چلتے ہوئے
آخر دہ کار سے آگے نکل گئے۔ اور پھر سڑک پر اپنی کار تریجی
کر کے روک لی۔ گُرخ کار نزدیک آتے ہی روک لی۔

نیز تو ہے بخاب۔ آپ نے سڑک کس خوشی میں روک
لی؟ ایک لڑکی کی آواز سناتی دی۔
انپکڑ جنید پونک اٹھئے۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے

گُرخ کار میں کوئی لڑکی سفر کر رہی ہو گی۔ اب تو انہیں
اس پر بھی حیرت ہوتی کہ ایک لڑکی نے اس قدر پچھی کا
ظاہر و کیا اور ملوثانی دخان سے کار چلاتی۔ انہیں یہ سب بچھ
بھپ سا گا۔

آپ کی تلاشی یعنی کے لیے۔ وہ ملکا تھے۔

”کس سے یہیں؟“ لڑکی نے ناخوشی گوار بھیجے ہیں کہا۔

”میں آپ کا بہت دوہر سے تعاقب کر رہا ہوں۔ آپ
طالب کامرانی کے گھر قتل کی واردات کرنے کے بعد فرار ہوئی ہیں۔
”لائیں نہیں۔“ آپ کیا کہ رہے ہیں۔ آپ نئے میں
تو نہیں ہیں۔“

”میں نے آج تک کسی نئے والی چیز کو لاتھا تک نہیں
لکھا۔“ انہوں نے کہا۔

”تب پھر آپ نیند ہیں ہوں گے۔“

”وہ کیسے۔ کیا آپ تھوڑی دیر پہنچے طالب کامرانی کی کوئی تھی
میں موجود نہیں تھیں؟“

”میں اس نام کے کسی آدمی کو نہیں بانتا۔ اس نے جملہ
کر کہا۔“

”میں پہنچے کار کی تلاشی رون گا۔“ پھر آپ کو پویں اٹھیں
چلنا ہو گا۔“

پہاڑے میں نے کوئی جرم بھی نہ کیا ہوا؟

چند جگہ ثابت کر دیا گا، پھر سے جاؤں گا۔ اپنکے بڑے
لے اس کے انہوں کو بخوبی لے کر ہوئے کہا۔

تو پھر شرق سے ثابت کریں؟

کب تحدی دیر پہنچے طالب کامرانی کی کوٹھی میں رہ جائیں۔ وہ جس کمرے میں تھے، اس کمرے کے دروازے سے
لگ کر نہیں کھڑی تھیں؟

نہیں۔ بالکل نہیں۔ میں تو طالب کامرانی کو جانشی ملک
نہیں؟ اس نے کہا۔

شکریہ! اگر وہاں آپ کی انگلیوں کے نشانات مل گئے تو
میں مطلب ہو چکا اُمی۔

جب آپ طالب کامرانی کو نہیں جانتیں اور ان کی
کوٹھی میں فیضی بھی نہیں۔ تو پھر آپ کی انگلیوں کے نشانات
وہاں نہیں ہو سکتے۔ کیا خیال ہے؟

اُن نہیں ہو سکتے۔ اس نے کہا۔

تو پھر پھٹے، مم طالب کامرانی کی کوٹھی ملیں گے!

صرف آپ۔ میں نہیں۔ وہ مکرانی۔

آپ کیوں نہیں؟

ابھی آپ نے بھر پر جرم ثابت نہیں کیا۔ آپ کسے

ڈالوں کے تحت مجھے ساتھ لے جائیں گے؟

بھول اُپ کر دیجی ہیں۔ نیز آپ مجھے اپنی انگلیوں کے نشانات

دے دیں گے۔

اُنہوں اگر ہیں۔ میں دوں ہیں۔

جب آپ نظیش کے راستے میں رکاوٹ ڈالیں گی۔ قتل کے
لیکن میں کی نظیش کے راستے میں۔ اور میں آپ کو اس جرم میں
غرفہ کر سکتا ہوں۔

آپ زبردستی قتل کا کیس میرے سر تھوپنا چاہتے ہیں۔ اس
لئے بنتا کر کہا۔

نہیں! اگر آپ کا اس کیس سے کوئی تعقیل نہ ہو تو میں
آپ سے معافی مانگ دیں گا! اخون نے کہا۔

مجھے آپ کی معافی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

آپ یا تو آپ انگلیوں کے نشانات دیں۔ با پھر یہ سے
ماچھ پولیس اشیش پڑیں۔

یا اچھی زبردستی ہے۔ نیز۔ میں بھی انگلیوں کے
نشانات۔ اس نے نگاہ ۲ کر کہا۔

انھوں نے ایک سادہ کاغذ پر نشانات لے لیے۔

پھر، لوئے:

اب اپنا شاخی کارڈ دکھا دیں۔ تاکہ میں اس پر سے

نام اور پتا نوٹ کر لیں۔ نہ سندھ شان۔ ۲۰۱۷ء
انھوں نے نام اور پتا نوٹ کر دیا۔ اور اسے جانے
کے لئے ماستا دے دیا۔ وہ قلع کر کے ہرگز چلی گئی۔ ایک
اہر بھر انپکٹر جشید نے اپنی کارڈ اس کے پیچے لگادی اور
واترپس پر مانگتوں کو بھی ہدایت دینے لگے۔

ایک گھنٹہ تک دلوں کا دیں بلا کی رفتار سے درڑتی
رہیں۔ آخر ایک بار پھر لاکی نے اپنی کارڈوک ل جو نہیں
انپکٹر جشید نوکی کی۔ اس نے پیچھے کر کہا:
”آخر ایک بار چاہتے کیا ہیں؟
”حقیقت جانتا۔ وہ بولے۔
”کیا مطلب ہے؟

”اپ کا طالب کامرانی قتل سے ضرور تعلق ہے۔ میں یہ
بات ثابت کرنا چاہتا ہوں۔“
”تو کیا تعاقب کر کے ثابت کریں گے۔ اس نے ظریب پھے
میں کہا۔

”نہیں۔ میں جب تک یہ نہ دیکھ دوں کہ آپ راتھی اپنے
انکل سے مٹنے جا رہی ہیں اور وہ بیمار بھی ہیں۔ اتنے بیمار
کہ آپ جلدی پہنچنے کے لیے نظرناک حد تک تیز رفتاری سے
کام لے رہی ہیں۔ اس وقت تک آپ کا تعاقب جاری

آپ کا پتا نوٹ کروں؟

”میں نے آپ بیبا پولیس آفیسر آج تک نہیں دیکھا۔
”یہ شکایت زندگی میں پہلی بار کی تھی ہے۔ درد وگن
کا قریبی ہے کہ مجھ میں پولیس آفیسروں والی ایک اسٹری
نیلی ہے۔ انھوں نے ملکا کر کہا۔

اس نے کارڈ بھی انکل کر دے دیا۔ پتا نوٹ کرنے
کے بعد وہ بولے:

”اپ تک سے باہر جانے کی کوشش نہیں ہے، اور اپر
کو گرفتار کیا جا سکتا ہے۔ اور ایک سوال اور۔ محترم آپ اس
قدرتیز رفتاری سے جا کھلانے میں تھیں؟“

”آپ کو اس سے سیاہ
”نجیے اس سے بہت پچھے ہے۔ انکل کے قوانین کی
خلاف درڑتی کے جرم میں بھی آپ پر مقدمہ قائم کیا جائے گا؟
”ارہ اچھا۔ میں اپنے انکل سے مٹنے جا رہی تھی۔ وہ
بیمار ہیں۔“

”انکل کا نام۔ پتا۔“

”آخر ایک بار چاہتے کیا ہیں؟“
”آپ کو جھوٹا ثابت کرنا اور پھر قتل کے جرم میں گرفتار
کرنا۔ انھوں نے کہا۔

دیکھوں چاہئے
میں نے آپ جیسا پوئیں سفیر... دیکھتے کہتے دیکھنے
ہاں ہاں بیٹھیں دیکھا۔ میں ماننا ہوں، لیکن اس سے
کوئی فرق نہیں پڑھے گا۔ میں تو وہ
”میرا نام نوئے نہیں۔ توہین اور ہے“
”جیب نام ہے۔ فریل اور“
”آپ کو اس سے کیا۔ میں میرا بھی نام ہے“
”ٹیک ہے۔ آپ اپنے بیمار انکل کی طرف جانے کی بلند
نہیں کر رہیں اب میخون نے طنزہ لیجے میں کہ۔
”ن۔ نہیں۔ میری طبیعت اچانک خواب ہو گئی ہے۔
یہ اب پتے اپنے گھر جاؤں گی۔ ڈاکٹر سے چیک اپ کر لیں
گی۔ پھر انکل کے پاس جاؤں گی۔“
”کمال ہے۔ کہاں تو اتنی بلندی کر رہی تھیں جانے کے
لیے۔ اور کہاں واپسی کی اچانک تھاں لی۔“
”میری مرثی۔“

”آپ شاید بولکھا گئی ہیں۔ اور اس بات سے گھبرا دی
ہیں کہ آپ کا جھوٹ پکلا جائے گا۔“
”آپ کچھ بھی کر لیں۔ بھے کوئی فرق نہیں پڑھے گا۔“
یہ کہ کہ اس نے کار موڑ لی۔ اور واپس روادہ ہو

عنی۔ ایکشہر جو شید ملکرا اگر رہ گئے اور پھر اس کے تعاقب میں
چل پڑھے۔ یہاں تک کہ دونوں پھر شہر میں داخل ہو
سکے۔ اور پھر لاگی کوئی محض کامیگی۔ وہ ایک شان دار کوئی نہیں
اور روادہ سے پر لکھا تھا۔ امیر خان دلاوری۔ سابق گورنر۔
”ہمیں۔ آپ امیر خان دلاوری کی میٹھی ہیں کیا ہے۔“
”یکوں! آپ انھیں جانتے ہیں۔“
”بہت اچھی طرح۔ بلکہ وہ بھی بھے جانتے ہیں۔ بہت
اچھی طرح۔ انھوں نے کہا۔
”جانستے ہوں گے۔ آپ جانتے ہیں۔“
”آپ تو۔ اس آپ کے والد حاصل سے مل کر ہی جاؤں
محکم۔ انھوں نے کہا۔
”ایکشہر جو شید آپ آگ سے کھیل رہے ہیں۔“ ایماںک اس کی
گواز حد رہے سرد ہو گئی۔ چہرہ آگ کی طرح قمرخ ہو گی۔
آنھوں سے تھے نکلتے نظر آئتے۔
”اوہ۔“ نہ سہ آپ میرا نام بھی جانتی ہیں۔
”ہاں یکوں نہیں۔“ بہت اچھی طرح جانتی ہوں اور بچانی
ہوں۔ اس معاملے کو یہیں ختم کر دیں۔ اس میں آپ کی بہتری
ہے، درست۔ بہت لیے ال جھ جائیں گے۔
”لما میں نہیں، آپ ال جھ گئی ہیں محترم۔“ ابھی آپ کو

الذاته نہیں ہے:

"اپنی بات ہے۔ بہت جد اندازہ ہو جائے گا۔ کر
کتنی بجا ہے:

یہ کو کہ اسی نے کہتی کا بھی دیا دیا۔ ایک بادوڑی
ملازم نے روازہ کھولا:

"اوہو۔ پس بی ساجدہ آ گئیں:

"ڈپٹے کھو۔ انے اپکڑ جیش ملا چاہئے ہیں:

"وہ بہت صروفت یہیں۔ کبھی بڑے آفسراۓ ہوئے
ان سے ملتے:

"سی یا آپ نے: نوین اونے ان کی طرف سڑک کہا۔
"یرا کارڈ ان تک پہنچا دیا جائے۔ اگر انھوں نے
طاولات کا وقت نہ دیا تو یہیں زبردستی اندر داخل ہو جاؤں
نگان انھوں نے کہا۔

"کی کما۔ زبردستی۔ نہیں، خاب۔ آپ ایسا نہیں کر
سکیں گے۔ کوئی کے چاروں طرف سلسلہ پھرے دار ہو جاؤ
ہیں: اس نے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ اگر کارڈ اندر جانے کے پانچ منٹ
بعد تک بیٹھے نہ بلایا گیا۔ یا جواب نہ ملا تو اندر آ جاؤں گا؛
اپکڑ جیش نے سرد آواز میں کہا۔

ملازم نے گھبرا کر ان کی طرف دیکھا اور کاہن پڑ گیا۔
تجھی دیر پہلے انھیں ایک بہت سیدھا سادا شریف محدث
اننان دکھائی دیا تھا۔ اب رہی آنکی مد و دربے خونخوار نظر
آرہا تھا۔ وہ جلدی سے اندر چلا گیا۔ نوین اور اس سے
بچے چاہکی تھی۔

دو منٹ بعد ہی ملازم واپس آ گیا، اس نے کہا۔

"چیلے۔ صاحب آپ کو بولا رہے ہیں:

"یہیں ان کے پاس تو سرکاری آفسر میٹھے تھے:

"انھیں ایک طرف کر دیا گیا ہے۔ آپ آئتے: اب
اس کے لیکے میں بہت ارب تھا۔

وہ اس کے یہیچھے پہلے ہوئے ایک شاندار کمرے
میں داخل ہوتے۔ انھوں نے دیکھا۔ تخت نما ایک سری
یہیں بخاری بھر کم امیر ننان دھنے ہوئے تھے۔ انھوں نے
اپنے آدمی سے دھڑکن کمبل اور حاہرہوا تھا۔ ان کے سرتوں
نوین اور بھی کہتی کے سہادے نیم دواز تھی اور انھیں دیکھ
کر طنزہ انداز میں ملکرانی:

"یہ ہیں وہ حضرت ڈیٹہ۔ جن کی وجہ سے بچے بہت

پریشان ہوئی ہے:

"آئیے انپکڑ صاحب۔ تشریف رکھیے۔ امیر خان نے

بیسے۔ بیٹھ لے تھا۔ میں نہیں۔

”ہمیں نہیں اور۔ پر ایک قتل سا شہ کیا جادہ اپنے سر

ان سے لے کر۔ قتیل کے راستے میں روڑے۔ آنکھائیں۔“

”میری بیٹھ نے کوئی جرم نہیں کیا۔ آپ اسے تفیض

سے خارج کر دی۔ یہ میری آپ سے درخواست ہے۔“

”سر۔ قتل بھی کسی چھوٹے آدمی کا نہیں ہوا ہے۔“

آپ نے طالب کامرانی کا نام توڑت ہو گا۔

”ہاں سنتا ہے۔ اورے کی انھیں قتل کر دیا گیا ہے؟“

”ہاں جناب۔ اور جب وہ قتل کیے گئے۔ ان کے

کمرے کے دروازے پر آپ کی بیٹھ موجود تھیں۔ یہ اسی

وقت دہلوں سے بھاگ کھڑی ہوئیں۔ میں نے تعاقب کیا

تو انھوں نے سارے اس قدر تیز چلانی کر کیا بتاوں۔ میں

بھی بہت شکل سے انھیں پکلا سکا۔ کوئی اور تعاقب میں

ہوتا تو یہ نکل گئی تھیں۔“

”بلکہ مجھے تو حیرت ہے۔ آپ نے انھیں پکڑا کس

طرح یا۔ اس نے تو کاروں کی روڑ میں بے شمار انحصار

بیٹھے ہیں۔ یورپ کے ماہرین بھی اس سے نہیں جیت سکتے۔

”اد، ہوا چھا۔ میں بھی جیراں تھا۔ یہ ہیں کیا پیز۔ کر

اس قدر تیز کار چلا رہی ہیں۔ انپکڑ جشید بولے۔“

”یکن یہ آپ کی وجہ سے اس قدر تیز کار نہیں چلا رہی
تھی۔ یہ تو اس کی عادت ہے۔“

”یکن آج انھوں نے عادت کا حوالہ نہیں دیا۔ بلکہ یہ کہ
شا کر ان کے انکل مظفر شاہ بیمار ہیں۔ لہذا یہ ان سے
ملنے کی جلدی میں اس قدر تیز کار چلا رہی ہیں۔“

”میر خان دلاوری نے تیز انھوں سے اپنی بیٹھی کی طرف
دیکھا، پھر جلدی سے ان کی طرف مرٹے۔“

”میر بھی بات تھیک ہے۔ ان کی بیماری کی خبر ملی تھی،
یکن یہ مجھے بتائے بغیر بھی پہلی لمحے۔ اب آپ جائے ہیں۔
”بھی کیا فرمایا۔ میں جا سکتا ہوں۔“

”ہاں اور کیا۔“

”میں نے آپ کو بتایا ہے کہ معاملہ ایک قتل کیس
کا ہے۔“

”ارے تو کیا میری بیٹھی نے یہ قتل کیا ہے۔“

”مجھ۔ اس بات کے نوے فی صد امکانات ہیں۔“

”بیووت پیش کریں انپکڑ۔ بیووت کے بغیر کون آپ کی
بات نہ سئے گا۔“

”پہلا بیووت تو یہ ہے سر۔ کہ ان کے انکل با انکل بھی

بیمار نہیں ہیں۔ میں نے تصدیق کر لی ہے۔“

”پاکل جھٹ ڈیٹہ۔ چب سے یہ میرے بیچھے لگا
ہیں۔ یہ کہیں اور نہیں سمجھئے؛ فورین اونٹے قدماء کا۔
”تو میں نے کب کہا ہے۔ مریں کہیں گی ہوں۔
”آپھر آپ نے سمجھے کہ دیا کہ ان کے انکل بیمار نہیں
ہیں۔ امیر خان دلاوری بوسے۔

”اس طرح کہ میں نے گھڑی میں رکھے دائرہ میں سیست
پر نیو ٹاؤن میں اپنے ماتحتوں کو ہدایات دی تھیں۔ انہوں
نے فوری طور پر مسٹر نظر شان سے ملاقات کی تو معلوم ہوا
کہ وہ ذرا بھی بیمار نہیں ہیں۔ آخر میں فورین اور کوچھوٹ
لوٹنے کی کیا ضرورت تھی۔ صرف انہیں۔ بلکہ آپ
کو بھی۔

”میں ایسی اطلاع میں تھی۔ شاید کسی نے غلط اطلاع
دے دی۔ یا پھر کسی نے مذاق کی، ہو گا۔ یہ بھی ہو سکتا
ہے، نظر شان نے ہی یہ مذاق کی ہو۔ جب اس کا جی
فورین سے ملنے کو چاہتا ہے تو وہ ایسی اطلاع کر دیتا ہے
اور فورین بھاگ کھڑی ہوتی ہے:

”آپ بھی جھوٹ میں اپنی بیٹی کا ساتھ دے رہے ہیں۔
”انپکٹر۔ ہوش میں رہ کر بات کریں۔ نہ میں جھوٹ
بول دے ہوں، نہ میری بیٹی۔ امیر خان دلاوری غرّائے۔

”بتوں آپ کے۔ یہ اپنے انکل سے ملنے بارہی تھیں،
تو یہ محض سے یہ تھی دلوں جا رہی ہوں گی تما۔
”ہاں پاکل؟
” تو پھر ان کی انگلیوں کے نشادت خالب کامرانی کی
کوششی سے نہیں ملنے چاہیں؟
”ہاں نہیں ملنے چاہیں۔ اس نے کہا۔
”اور اگر مل گئے تو آپ کی بیٹی پاکل جھوٹی ثابت ہو
جائے گی۔
” تو پھر جائیے۔ پھر انگلیوں کے نشادت حاصل کیجیے۔
”مشکر یہ! میں جا رہا ہوں۔ بہت جلد لوٹوں گا۔ آپ
کو وارنگ ہے۔ آپ تھک چھوڑ کر جانے کی کوشش نہیں کریں
گے۔ انپکٹر عجیب نے کہا۔
”میں اور میری بیٹی الگ اٹک سے باہر جانا پاہیں تو ہمیں
کون روک سکتا ہے۔
”میں روکوں گا۔ انہوں نے کہا۔
” دیکھا جائے گا۔ فی الحال تو ہمیں فرار ہونے کی ضرورت
ہی نہیں۔ امیر خان دلاوری نے غرّا کر کہا۔
وہ جانے کے لیے مڑ گئے۔ خالب کامرانی کے ہاں کام
اور اس کے ماتحت اپنا کام مکمل کر پکھے تھے، لیکن ان کے

انخادر میں دہن شہرے ہوتے تھے۔ اسی کیس کی لائش تو
تحی اسی نہیں کر پوست مسلم کے لیے پستال بھجوائی جاتی۔
طالب کامرانی کے دروازے پر قاتل کی آنگکھیوں کے نشات
ملے ہوں گے؟

"جی ہاں! موجود ہیں۔ آٹھائے جا پئے ہیں؟"

"بچھے دکھائتے ہو۔ بولے۔

انھوں نے نشاتات آپس میں ملائے اور پھر اچل کر
ٹھہرے ہو گئے:

"ایمیر خان دلادری کی بیٹی، سی قاتل ہے۔ آڈ اکرام۔
جلدی کرو۔

وہ اسی وقت اکرام کے ساتھ روانہ ہو گئے اور بلا کی
رفلائر سے کار چلاتے اس کی کوئی تک پہنچے۔ دستک دی
گئی۔ اور سے ملازم باہر نکلا:

"صاحب تو بیٹیا سیست کیس گئے ہیں:
کمال ہے وہ بولے۔

"جی۔ بتا کر نہیں گئے:

"ادہ ہاں کے منہ سے نکلا۔

انھوں نے فودا والیس پر اپنے ماتحتوں سے روپرٹ طلب
کی۔ فودا، ہی انھیں بتایا گی:

۱۔ درون کا تعاقب کیا چا رہا ہے?
۲۔ بہت خوب! انھیں روکنے کی کوشش نہ کی جاتے۔ جمل
باتے ہیں۔ ۳۔ بس تعاقب ہماری رکسا جاتے۔ یہ بھی آدم
ہوں۔ انھوں نے پر بھوش انداز ہیں کہا اور پھر اس سخت میں
روانہ ہو گئے۔ جس سخت کا اتناہے انہیں دیا گیا تھا۔
بند ہی انھیں احساس ہو گیا کہ ان کا کوئی سمندر کی

طرف ہے:

"یہ رہت ہے۔ کیا باپ بھی سمندر کے راستے فراہ ہونے
کے پر بوجلام رکھتے ہیں؟"

"اس کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے سر۔ ادہ ہے!
یہ بعد میں ادہ کس نخوشی میں، انکھڑ جھینیہ مکراتے۔
ہیں نے ایک بار سنا تھا۔ ایمیر خان دلادری نے اپنی
گورنری کے زمانے میں ایک بہت بڑی لائیغ غریدی تھی:
تمہارا مطلب ہے۔ وہ اس وقت اس لائیغ کے ندیتے
ہی فراہ ہونے والا ہے:

"اس کے سوا کی کہا جاسکتا ہے سر۔
تو کوئی بات نہیں۔ ہم اس کا تعاقب کریں گے۔ ذرا
دیکھیں تو۔ وہ جاتے کہاں ہیں:
تو پھر میں سمندر میں اپنے ساتھیوں کو ہوشید کر دوں۔

• پھر۔ اب کیا کیا جائے ؟
 • تعاقبِ جادی رہے گا۔ وہ جائیں گے کہاں تے
 "سر۔ ہماری اخلاقیات کے مطابق۔ اس طرف ایک
 بہت بڑا بزرگ ہے۔ اس بزرگ سے پر باقاعدہ ایک
 ٹھہر ہے۔ جس نے ایک علیحدہ ریاست کی حیثیت اختیار
 کر دی ہے۔ ایک آزاد ریاست۔ ریاست ایک چھٹے سے
 ملک کے برابر تو ضرور ہے۔
 کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وہ دونوں اس ریاست میں
 چلے گئے ہیں۔"

"اس کے سوا میں کہ بھی کیا سکتا ہوں؟

"تو پھر چلو۔ ریاست کی سیر ہم بھی کر لیں۔ انپکڑ جسٹیس کرنے
 ان کا سفر جاری رہا، یہاں تک کہ ریاست کے آثار
 نظر آنے لگے۔ جوئی ان کی لائیں کارے پر گئی۔ بے شمار
 رانفلوں کے دیانے ان کی طرف ہو گئے۔

"جنگوار۔ آپ لوگ ناتھ اور اٹھا دی۔ وہ آپ کو لائیں
 سمجھت اڑا دیا جائے گا۔"

"لو بھی۔ یہاں تو اڑانے کی باتیں ہونے لگیں۔
 ناتھ تو اب اٹھانے ہی پڑی گئے سر۔ اکرام نے من بنایا
 اور دونوں نے ناتھ آٹھا دیے۔

"ہاں؟ ہمیں بھی لائیں تیار ہٹنی پڑا ہے۔"

"مشکل یہ ہے کہ ابھی ہمیں یہ معلوم نہیں۔ یہ دو فوں
 کوں سے شامل ہے روانہ ہوں گے؟"

"کوئی پروا نہیں۔ لائیں تیار رہے ہیں؟"

تعاقبِ جادی رہا۔ آخر دہ سندھ کے کنارے پہنچ
 گئے۔ وہاں ان کے ماتحتوں نے بتایا کہ ایسر خان دلاوری
 کی لائیں جا چکی ہے۔ اور اس سمت میں بھی ہے۔ انھیں
 سمت بھی بتائی گئی۔ وہ اپنی لائیں میں روانہ ہو گئے۔

انپکڑ جسٹیس لائیں چلانے میں کافی ماہر تھے۔ اور ان
 کا اندازہ تھا کہ جلد ہی وہ ایسر خان کی لائیں کو دیکھ لیں
 گے۔ لیکن ان کا یہ اندازہ غلط ثابت ہو گی۔ وہ لائیں
 انھیں کافی دیر تک بھی نظر نہ آسکی۔

"اس کا مطلب ہے سر۔ ان کی لائیں کی رفتار ہماری
 لائیں سے بہت زیادہ ہے۔"

"ہاں؟ وہ کوئی خاص لائیں ہے۔ انپکڑ جسٹیس بڑا رہے۔
 لائیں تو ہماری بھی خاص ہے۔"

"ہاں؟ لیکن شاید ان کی نسبت کم۔ اگر ہم معلوم ہوتا
 کہ وہ فراد ہونے کی کوشش کریں گے اور اسے سعادت پیش کئے
 گا تو ہم بھی بہت خاص لائیں کا انتظام کر لیتے۔"

بچایا گیا۔ ان کے پستول بھی لے لیے گئے تھے۔ کہہ میں
والي باقاعدہ عمل موجود تھا۔ ان کے کامنزات پیچکے گئے،
ہارڈ ونڈر دیکھے گئے۔ دو گھنٹے کی کارروائی کے بعد انہیں ایک
ادمی اپنے کے سامنے پیش کیا گیا۔

کیا یہ ریاست ہمارے ہلک کی دوست ریاست نہیں
ہے اکام؟ اپنکا شہزادے جملتے ہوئے انداز میں پوچھا۔
یہ سر۔ وابسی سے تعلقات ہیں۔

ادمی اپھا۔ یہی شاید امیر خان دلاوری کے تعلقات اس
ریاست سے اپھے ہیں، کیونکہ تو وہ نہوں نظر آئے، ان کی لائی
ہو سکتا ہے سر۔ یہی بات ہو۔
ایسے جاپ اس طرف۔ ایک بھگان نے ایک کمرے کے
دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

دونوں اندہ داخل ہو گئے۔ باہر سے دروازہ بند کر دیا گیا۔
دونوں نے پونک کر دیکھا۔ اندہ شاہزاد انداز تھا۔ ریاست
۲ ہاکم ایک تخت پر پرکھر دیکھا۔ اسی تخت پر دیکھا تھا۔ اس کے
 دائیں بائیں بہت سے سلح پھرے دار کھڑے تھے، ان کے
ماجنوں میں جدید رائفلیں تھیں، یہیں انہیں زیادہ حیرت یہ
دیکھ کر ہوئی کہ ریاست کا حاکم ان کے لیے اپنی نہیں تھا۔
ایک بہت مشہور و معروف سمجھا تھا۔ ایک بیش الا قوای سمجھا۔

لائیخ میں کتنی اور تو نہیں ہے؟
نہیں؛ اپنکا شہزاد بولے۔

اسی طرف یہوں آتے ہوئے۔

ہمارے ہلک کے دو مجرم اس طرف آتے ہیں۔ ہم ان
کے تعاقب میں یہاں پہنچے ہیں۔ ہمارے کارڈ ملاحظہ ہوں۔ یہ
کہ کر اپنکا شہزاد نے کارڈ ان کی طرف بڑھادیے۔

اپ کو ریاست میں داخل ہونے کے لیے باقاعدہ اجازت گیر
حاصل کرنا بڑے گا۔ اسی وقت تک اپ کو نگرانی میں رکھ
جائے گا۔

اس طرح تو مجرم ریاست سے غائب ہو جائیں گے۔
اگر ان کے پاس پہنچے سے اجازت نامہ تھا تو وہ اس
وقت لیں کے جیس پہنچ بچکے ہوں گے۔

قصودہ دی پہنچ اسی سمت سے کوئی لائیخ یہاں نہیں پہنچی؟
نہیں۔ اسی طرف تو نہیں آئی۔ ہو سکتا ہے۔ کسی دوسرے
سائل سے یہ لوگ اترے ہوں۔

خیر۔ ہم باقاعدہ اجازت لیں گے۔

اپ کو اسی کمرے میں جانا ہو گا۔ دہان مغلتو عمل
موجود ہے۔

ٹک پھرے داروں کی نگرانی میں انہیں اس کمرے تک

یہ اور بات ہے کہ وہ میرک آپ ہیں تھا اور میرک آپ کے
باد بود انھوں نے اسے پہچان لیا تھا؛ تاہم وہ انہاں بستے کھنے
دھے۔ آغرا سے کہا:

”ان لوگوں کو ہمارے سامنے کیوں پیش کیا گیا ہے؟“

”یہ ریاست کی سیر کرنا چاہتے ہیں سر۔“

”قانون اگر اجازت دیتا ہے تو انھیں سیر کی اجازت دے دو۔“

”قانون اجازت نہیں دیتا سر۔“ یہ آپ کے دوست امیر
خان دلاوری اور ان کی بیٹی کی تلاش میں یہاں آئے ہیں۔ آپ
کے دوست بھیں یہ بات پہنچ کر اچھی طرح بتا پچکے ہیں:

”اوہ۔ اچھا۔ شہزاد۔“

یہ کہ کہ اس نے زور سے تالی بھانی۔ دوسرا لمبے چونکے
دینئے والا تھا۔

انھوں نے دیکھا، وہ سر سے پیروں کے پیارے بیاں میں
لایا، ہوا تھا۔ اس کے لامبے میں ایک بالکل نئی طرز کی رائفل
تھی۔ فوڑا ہی اس نے کہا:
”خوبی! کوئی حرکت نہ کرے۔ اس رائفل سے ایک
بیت میں خوفناک کیے جا سکتے ہیں۔ لگاتار فائر۔ تم میرے
لئے کا انداز دیکھو، ہی پچکے ہو۔ میں اسی طرح واپس بھی
ہاں جاؤں گا اور تم منہ دیکھتے رہ جاؤ گے۔ مجھے اس گھر
میں اور کسی سے کوئی غرض نہیں۔ بس۔ راجا فیروزی کی
بان لینا چاہتا ہوں۔ لہذا اگر تم لوگوں نے میرے راستے
میں کوئی رکاوٹ نہ دالی تو میں اپنا کام کر کے نہایت اطمینان
سے بوٹ جاؤں گا۔ اور اگر کوئی گلوبرٹ کرنے کی کوشش کی

آپھر میں سب کو بھون کر رکھے دوں گا۔“

”یک شکل یہ ہے کہ راجا فیروزی انزوں کرے میں

لیکے۔ یہ آوارانہ بیک پیغ بھی ہے۔ اور انہوں نے
اب تک کمرے سا ددوانہ اندھے بند کر لیا ہوا گا۔
فائدق نے مذہبناگر کہا۔
تم سے بات کرنے کو اس نے کہا۔ نقاب پوش غیرا۔

میرے بی۔ جی نے تاندوق فروآ۔ بولا۔

خاموشی! ورنہ تم لوگ بھی موت کے گھاٹ آتے جاؤ گے!
آخر آپ راجا فیروزی کو یکوں قتل کرنا چاہتے ہیں۔
اور پھر اس کیس میں تقتل کرنے کے لیے یہی چاند سے کام
لیا جائے ہے۔ یہ رائف پروگرام کہاں سے بلکل آیا۔
تمہاری زبان ہے کیا۔ ذرا خاموش نہیں رہ سکتے۔
ینہیں چاند سے قتل کرنے میں تین دن لگتے ہیں، یہکیں علاش
نے پٹلا کھایا ہے۔ اس لیے یہ کام اب جلد از جلد عمل
کرنا ہے۔

تو کیا افریقہ کی سر کے لیے جانے والے تمام لوگوں
کو ختم کی جائے گا؟ فرزاد نے چونکا کر کہا۔
نقاب پوش نے بھی چونکا کہ اس کی طرف دیکھا۔
بہت تیز ہو۔ یہکیں آج تم لوگوں کی تیزی کام نہیں
اکتے گی۔

یکوں، آج ہماری تیزی کو کیا ہو جائے گا؟

”تیزی تمام ہو جائے گی“

”وہ ترکی ہے جو تمام ہوا کرتی ہے۔ بچھے مریڑ۔ تم
ہماری موجودگی میں راجا فیروزی کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتے“
”ہاتھ لگانے کی لیے ٹرروڈت بھی کیا ہے۔ میرے پاس
تو یہ ہے۔ اس نے اپنی رائفل کو حرکت دی۔“

”اور ادھر دیکھو۔ ہمارے پاس کیا بچھے ہے؟ یہ کہ کر
فرزاد نے اپنی کلپ بالوں سے آتا کر اسے دکھایا۔
وہہ، منہ پڑا۔“

”یہ تو صرف بالوں کا ایک کلپ ہے۔“

”اچھا تو پھر ادھر دیکھو۔“ فائدق نے جیب میں ہاتھ دلا
اور جب اس کا ہاتھ باہر نکلا تو اس میں ایک پسل تراش
قا۔

”کمال ہے فائدق، آج اس تدر جلد پسل تراش کس
طرح مل گیا تھیس؟“

”جب جلدی ہوتی ہے تو میں تیزیں جلد تلاش کر دیتا
ہوں۔“ اس نے کہا۔

”یہ صرف ایک پسل تراش ہے۔ اس نے پھر منہ
کر کہا۔“

”لو۔ اچھا تو پھر یہ لو۔“ محمود نے کہا اور جب سے

مگریٹ نکال کر من میں میں سے یا۔
بُری بات ہے۔ تم اسی مگریٹ میں مگریٹ پینے لگ گئے
جب تم میں اس عربیں بعدید راقیں چلانے پھرتے ہیں
تو ہم کیا مگریٹ بھی نہ ملائیں۔
”چلائیں یا پیشی۔“

”ہماری طرف مگریٹ چلانے کے کام آتے ہیں،
کیوں فاروق؟“
”جو سے پوچھنے کی وجہے تم جمالی صاحب کو چلا کر
کیوں نہیں دیکھا دیتے؟
”ابھی وقت نہیں آیا۔“
”یہ مطلب۔ یہ تم نے کیا مگریٹ چلانے کی لگا کھی ہے?
وہ پہلی سر تہ پونکا۔“
”ہم بس بس یہی بات بُری ہے۔ جب دیکھو۔ کچھ نکچھ
چلانے لگتے ہیں۔“ فاروق مسکایا۔
”اوے! کہیں تم وگ اپنکڑ جہشید کے بچے تو نہیں ہوئے
اس نے چلا کر کہا۔

”دھت تیرے کی۔“ پچان یا نا آخر۔ پتا نہیں لوگوں کو
کیا ہو گیا ہے۔ جسے دیکھو۔ پچان رہا ہے بس۔ بیس کرنے
کے لیے اور کوئی کام ہی نہ ہو۔“

”اگر تم اپنکڑ جہشید کے بچے ہو تو چھر تم ہرگز کوئی
حرکت نہیں کرو گے۔ اب تم اپنے لمحہ بیرون کی طرف
بھی نہیں لے جائے۔“ اس
”اب کی کوئی گےے پا کرٹ محمود بولا۔
”اور اس اپنے یہ مکھوٹ گلا دینچے۔
”کیوں؟ کیا اب ان سے خطرہ عموم ہوتے ہیں؟
”ہاں پہنچے مجھے معلوم نہیں تھا۔ میں تھیں عام لوگے
بھا تھا۔
”تو ہم نے کب کہا کہ تم خاص روکے ہیں۔
”تم نے اپنی یہ چیزیں پیچے نہیں گرائیں۔
”یہ لومڑ۔ اگر تم رکھتے تو ہم ابھی یہ چیزیں رکھتے
فاروق نے کہا اور اپنا پہنچ تراش اس کے پیوں میں دے
دا۔ وہ ایک دھماکے سے پھٹا، ناقاب پوش کے مزے
پیچ نکل گئی۔ وہ مزے کے مل پیچے گرا، اس کی راٹل فرش
پر چسلتی ہوئی دُور جا گری۔
”بہت خوب! اے کہتے ہیں ہیگ لگے ہیکڑی،
ریگ پوکھا آئے فرزانہ سکرا۔“
”اور لومڑ تم ناج تو جانتے نہیں۔ پھٹے کہتے ہیں ہمارے
انگل کو بُریڑھا بتانے۔“ فاروق نے مزہ بنایا۔

ظام نہوت ہے۔ اور خود کشی کرنے والا بخش نہیں جاتا۔
میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں۔ میرے دارث بھے چڑھیں
جے آ کرے۔

اوہ اچھا تو یہ بات ہے۔ نیر بسکی۔ جب وہ کہیں گے

وہیں بھی دیکھ لیں گے۔
اسی وقت حوالدار محمد حسین آزاد اپنے ماتحتوں کے ساتھ والی

بیخ گیا۔
چبو بھتی۔ پہلے تو اس حالت میں اس کی تصاویر تو۔

چھر، تم اس کی نقاب کٹانی کریں گے۔ فاروق نے جلدی جلدی کہہ
کیا کہا۔ نقاب کٹانی کریں گے۔ اور میاں نقاب کٹانی
تو کسی عمارت وغیرہ کے انتحاج کے موقعے پر کی جاتی ہے،
پردہ ہٹا کر۔

تو کیا ہوا۔ آج ہم اس کے چہرے سے پردہ ہٹا کر
نقاب کٹانی کر لیں گے، آخر ہملا جانا کیا ہے:
ہل ٹھیک تو ہے۔ جانے کو اس دنیا میں کیا جاتا ہے۔

فرزاد نے فوراً کہا۔

لو اور سنو۔ اپنے، ہی تک کلام کا بیڑو ختن کر دیا۔
محمد حسین آزاد کے آدمی جب اس کی تصاویر لے پڑے تو
اس نے آگے بڑھ کر اس کے چہرے سے نقاب نوچ لیا۔

”یہ کہا بات ہوئی؟“ فرزاد نے اسے گھوڑا۔
ان بھیں کے لیے سوتی بات ہونا غرددی نہیں۔ محمود نے
منہ بتایا۔

اخنوں نے جلدی جلدی اسے پالدھ لیا۔ ہوش میں اکتے
ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی، لیکن کسما کر رہا گیا۔

سرٹ ابھی تک، ہم نے آپ کا سر نہیں دیکھا۔ آپ
کی اجازت کے بغیر دیکھا، ہم نے پرند بھائیں کی۔ یہ نہر
آپ کوئی پرده نہیں غاؤں ہی ہوں۔ دیے، ہم نے اپنے
انکل اکرام کو فون کیا تھا۔ وہ تو نیرے نہیں، ان کے
ماتحت اکتے ہی ہوں گے۔ وہ آپ کو سرکاری سہمان خانے
میں نے جائیں گے۔ بہت ایجھی بلگہ ہے، اپنے اچھوں کا
دماغ درست کر دیتی ہے۔ اورے ہاں۔ میں ہمیں کیے
جا رہا ہوں۔ اور آپ کو کچھ کہتے کا موقع تک نہیں دے
رہا۔ ہے تا بد تیزی۔ ہاں، تو آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں
تو شوق سے کر لیں۔

”مجھے کچھ نہیں کہنا۔ تم لوگ مجھے زیادہ دیر تک جیل
میں نہیں رکھ سکو گے۔“

”تو کیا تمہارا جیل جاتے، ہی خود کشی کر لینے کا ارادہ ہے،
اطلاع اعرض کر دیں کہ اگر تم مسلمان ہو تو مسلمان کے لیے خود کشی

لکن یہ دیکھ کر انھیں ماریوی ہوئی کہ وہ پھر و دیکھا جمال نہیں تھا۔
یہ تو کوئی مزے دار بات نہیں ہوئی:

تم تو ہر بات میں مزے دار بات تلاش کرنے لگ
جاتے ہو۔ آخر اتنی مزے دار بات آئیں آئیں کہاں سے فرزاد
نے جل بھین کر لگا۔

میرا نام ہے تھا۔ محمد حسین کا لئے غرائیے ہوئے بچے میں کہا۔
میرا نام ہے نہر تیرہ۔

اُسے بھائی۔ ابھی وہ زمانہ نہیں آیا۔ جب لوگوں کے
ہوں کی وجہے ان کے نبڑے کے جایا کریں گے:

میرا نام۔ اسی ہے۔ نہر تیرہ۔

اچھا تو بھائی نہر تیرہ۔ آپ کہاں رہتے ہیں؟

میرا کوئی لگر نہیں ہے۔ پہچن۔ میں مال باپ وقت
موگلتے۔ اور وہ پھرتے ہوئے جوان ہوا اور پھر ایک
نا معلوم آدمی کے ہاتھ لگ گی۔ اس وقت سے آج تک
اسی کے لیے کام کرتا ہوں۔ وہ بھئے کھانے میں اور پینے
کی کوئی تسلیف نہیں ہونے دیتا۔ جیب خرچ بھی خوب ملتا
ہے۔ اسی نے میرا نام نہر تیرہ رکھا ہے۔

اچھا چلو۔ تم اپنے بارے میں کچھ نہیں جانتے تو اس
کے بارے میں بتاؤ۔ جس کے لیے کام کرنے ہوئے

”افسر! اس کے بارے میں میں تو سیکا۔ کہن جوئی نہیں
ہاتھ میں اس نے سرو آٹہ پھری۔
”یہ کیا بات ہوئی؟

”اس کے لیے کام کرنے والے بہت سے ہیں، لیکن
وہ بے اے ہرگز نہیں جانتے۔ وہ آج تک ہم میں سے
بھی کے سامنے نہیں آیا۔

”وہت تیرے کی۔ یہ تو پھر وہی۔ نامعلوم باس والا معاملہ
نکل آیا۔ محمد نے جھڈا کر اپنی ران پر لامتحہ مارا۔

”ہماری قسمت، ہی میں یہ ہے۔ فائدوں نے مز بھایا۔
”اوہ اب ایمان اس طرح غائب ہیں۔ بھیے گھوٹے کے سر
کے پینک۔ وہ اس قاتل کے پیچھے کیا گئے کہ کوئی لٹا جے
بھیے انھیں گئے صدیاں بیت گئی ہوں۔

”ان کا فون آیا تھا۔ اگرام صاحب کو انھوں نے کہیں
بلایا تھا۔ محمد حسین آزاد نے چونک کر کا۔

”اوہ! لیکن کہاں؟

”انھوں نے ضرور روز ناچھے میں درج کیا ہو گا۔
”نیز۔ ان سے فرمت ملے گی تو ہم دیکھ لیں گے کہ
وہ کہاں گئے ہیں۔ دیسے تو، میں زیادہ بحکم کرنے کی ضرورت
نہیں۔ وہ آرہی جائیں گے۔ اپنا کام محل کیے بیٹھا نا انھیں

مُؤں بھی پرند نہیں بخود نے بدلی جلدی کہا۔

"اچھا صرف۔ وہ نامعلوم آدمی تھیں پہلیات کس طرح دیتا ہے۔ کہاں تم سے ملاقات کرتا ہے؟"

"بحدارے یہی شریں اسی نے کئی اڈے بنارکے ہیں۔ ان اڈوں پر اس کے احکامات بند لعہ دائریں ہوں گے، ہوتے ہیں۔"

"ایسے باس، جیسیں ایک آنکھ نہیں بھاتے۔ فائدہ نے بدل کر کہا۔

"تو پھر یکے بھاتے ہیں، مجھیں آزاد نے فدا کہا۔"

"اپں ان حضرت کو لے جائیں۔ اور پیار بخت سے پکھ لگوانے کی بھی کوشش کریں۔ اور ان! ان حضرت کی آنکھوں کے نشانات اور تصاویر وغیرہ ضرور لے لیں۔ ہو سکتا ہے۔ ان کا باس واقعی ایکس جیل ہیں۔ نہ بہتے۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے۔ ان کا باس کوئی پر نہ زدن جیل ہوتے۔"

"ہاں واقعی۔ پر نہ زدن جیل کے لیے ایسا کرنا پکھ شکل نہیں ہے۔"

"یکن بھی۔ وہ غانہ پُری کیے کرتے ہوں گے۔ آخر انھیں تعداد قرپوری رکھنا پڑتی ہے۔"

"بھی اپنے آدمی کی بھگ کوئی اور آدمی باہر سے پکڑا کر بیدار دیتے ہوں گے۔ یا جل قسم کا۔ کچھ بھی ہو۔ مزا نہیں آیا۔"

"بھی مزا آیا یا نہیں آیا۔ ایک بات ثابت ہو گئی۔ کوئی نامعلوم آدمی ہر اس شخص کو تقلیل کر دینا چاہتا ہے۔ وہ افریقہ کی سیریں شرکر کھا، کیونکہ واقعات صرف اور مرن ان کے ساتھ پیش آ رہے ہیں۔ محمود نے بدلی جلدی کھا۔

"یکن محمود۔ ڈاکٹر واک تو اس سیریں شرکر نہیں تھے۔" "اہ! ڈاکٹر واک کا قصور اتنا تھا کہ انہوں نے ہانٹیں ل موت کا علاج دریافت کریں تھا۔ قاتل کو خون محوس ہوا کہ کبیں اس کا ہر شکار پا کر اس سے انگلشن دگلو آئے، لدیاں جو انگلشن لائے گئے تھے۔ وہ بھی چڑایے گئے۔ ب سکد ہے راجا فیروزی صاحب کا۔ ایک تو ان کے الی پر چاند ابھر آیا ہے، دوسرے انہیں اس نقاب پہن کے ذہنیے۔ بھی ہلاک کرانے کی کوشش کی گئی۔ کیا نیلا چاند بنا کالی ہو گیا ہے۔ یہ بات سمجھو میں آئی نہیں؟"

"ایک کہا۔ نہ جانے کتنی باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آئیں۔" "نقاب پلوش سے تو ہم بہت پکھے۔ اب نیلے چاند

کا کیں کریں؟
”اُن وادے اُن نادوق اپل پڑا۔
”اُن اردے اُن سے کیا ہوا بھی نادوق نے جراں
منہ بنایا۔
”ایک خیال۔ بہت خوب صورت خیال نادوق پر جوش
اندلا میں بولا۔

”خیال اور تمہارے ذہن میں، وہ بھی فزادہ کی موجودگی
میں۔ دماغ تو نہیں پہل چیا۔ محمود نے چیراں ہو کر کہا۔
”یجھے۔ یہ بھی دماغ پہنے کی بات ہو گئی۔ اگر میر دماغ
پہل چیز ہے تو پھر اس میں خیال کس طرح آسکتا ہے:
”اُن واقعی۔ یہ بات بھی ہے۔ گویا دو میں سے ایک
بات اتنا پڑے گی۔ یہ کریا تو تمہارا دماغ چل گیا ہے
اور تھیں کرنی خیال نہیں سو جھا۔ یا خیال سو جھا ہے اور دماغ
نہیں پلا۔

”ادھر ادھر کی لانکے پڑے جا رہے ہو اور فاروق سے یہ
نہیں پوچھتے کہ خیال کیا سو جھا ہے۔ پروفسر داؤڈ نے جھلک
کر کہا۔

”وہ اس لیے انکل کر بات میرے دماغ سے انکل ہائے
اور یہ خوب مذاق اڑا سکیں۔ فاروق نے فوراً کہا۔

”تو تم اس بات کو اپنے دماغ میں بھکڑا کر کیوں نہیں
رینے؟ فزادہ سکرانی۔
”اب تم نے کہا ہے تو مجھے بھکڑنا ہی پڑا۔ کہا؟ نادوق نے
اوہ زور سے دانت بھینٹے۔
”دھت تیرے کی۔ ارسے بھال اس سے یہ کیس بستہ بے
کرم بات بتا دی۔ خان رحمن بولے۔
”کیہے کلام غوطہ کیا گی۔ فاروق خوش ہو کر بولا۔
”اب تم خود بتانے کے موڑ میں نہیں ہو۔ خان رحمن
بٹا مان گئے۔
”نہیں انکل۔ یہ بات نہیں۔ یجھے میں بتارنا ہوں۔
خیال یہ ہے کہ وہ جو انگلکش پڑائے لگئے ہیں، ضرور ان لوگوں
میں سے کسی ایک نے پڑائے ہیں۔ جو افریقہ کی سیر میں
شرک کتے۔
”لوہ ہاں! یہ تو ہے۔ تو پھر۔
”پھر دکر کشم خیز طور پر ان کی تلاشی لے لیتے ہیں:
”اوے داہ! مردا آگیا۔ یہ تو بہت خوب صورت خیال
ہے؟ محمود نے پر جوش انداز میں کہا۔
”یہ۔ یہ تم کر رہے ہو محمود۔ فاروق نے بوکھلا کر کہا۔
”اُن باکل میں کر دے ہوں۔“

ہوں : نیز - دوسرا نام ہے ٹالب کامرانی - اور تمہر کام
ہے راجا نیزوی کا - اس کے بعد ہے سات نام اور ہیں -
رشاد گولما ، رفیق موئی ، سلطان خاور ، روف پارا ، اخاں گانج ،
لکھ نام - خواجہ عباس - ان کے پتے بھی کافی پر درج
ہیں - کیونکہ ان سکل دن گھروں میں جیس انجکش تلاش کرنا
ہوں گے :

* اور یہ کوئی آسان کام نہیں ہوگا - صرف ایک گھر
میں تلاش کرنے میں ایک دست بیت جائے گی : فرزاد
نے کہا -

" تو پھر، تم ایک ایک ، ایک ایک گھر میں پڑھ جاتے ہیں۔
فاروقی، بولا۔

" توہر ہے - ایک جملہ میں چار مرتبہ لفظ ایک استعمال کیا
فرزاد نے اسے گھورا -

" یعنی اس میں میرا کیا قصور ہے :

" ہاں ! یہ بھی ٹھیک ہے - ایک ترکیب تو یہ ہو سکتی ہے
کہ ہر گھر میں ایک آدمی جائے ، اس طرح آج رات ہی پاپک
گھر چیک ہو جائیں گے " فرزاد نے جلدی جلدی کہا -
پایاں گھر کس طرح - اب تم حاب میں بھی گمزد ہو پہلی ہو
ہم پاپک نہیں ہیں ہیں :

" اور یہ بھی - یہ خیال فرزاد نے نہیں - یہ سچے ہیں
کیا ہے :

" تو کی ہوا ہے تو زور داد " فرزاد کا من بن گیا اور اس نے جلدی انداد میں کہا
" اس میں شک نہیں کر یہ خیال بہت زور دار ہے -

اور یہیں اس پر عمل کرنا ہی پڑے گا -
" تو بُرے بُرے مذکوس خوشی میں بنا رہی ہو - کیا
اچھے من ادھار دے دیے یہیں ؟

" لذ بھی لاؤ - وہ است کالا - جس میں ان سب کے
نام ہیں ۔

غمود نے وہ کافی جیب سے نکالا :

" اس میں سب سے پہلا نام سر ابدال خان کا ہے -
ان پر نیلے چاند کا حمل سب سے پہلے ہوا ، لیکن وہ داکڑ
واک سے انجکش کی وجہ سے پیغ گئے :

" تو کی ہوا - دوبارہ حمل ہو سکتا ہے "

" ہم اس وقت دوبارہ یا سر بارہ جلدے کا نہیں - اس
بات کا جائزہ لے رہے ہیں کہ وہ دس انجکش کمال ہیں -
اگر وہ انجکش ہم تلاش کر لیتے ہیں - تو ٹھویا راجا نیزوی کی
جان پر سکتی ہے "

ئے۔ اپنی دل بانگ کا ایک گھر۔ میرا خیال ہے، اسی گھر کو
بیک کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔
تو پھر سُم اللہ کریں۔ فرزاد نے کہا۔
پھر ہمیں رات ہونے کا انتشار کرنا ہے۔ گھر کے لوگوں
کو تھری نیند سوتے رہنے کے قابل بنانا ہے۔ یہ کام پروفیسر انکل
کریں گے۔
کی مطلب۔ کیا میں ہر گھر میں جا کر پہنچے اس سب کو سلاقوں۔
”نہیں، پھر آپ صرف ایک گھر میں جائیں۔ اور دہان
اکی لگیں چھڑا کریں کہ وہ سب سو جائیں۔ پہلی پارٹی اسی گھر
میں داخل ہو جائے گی۔ پھر آپ دوسرا سو گھر میں۔ اور
دوسری پارٹی دہان۔ تیسرا میں آپ خود ہی موجود ہوں گے۔
انہوں نے ترتیب کے مطابق پروگرام شروع کیا۔ پروفیسر
داود کا کام آسان تھا۔ ایک پلاٹک بیگ میں وہ خوبی خود
برگیں لے گئے اور گھر میں ملاقات کے دو دن اس کا منز
کھول دیا۔ لگیں غیر محسوس طور پر نکتی چلی گئی۔ دہان پہنچ کر
بیگ خالی ہو گیا۔ گھروں کو پتا بھی نہ چلا۔ لگیں کو تو
دو منٹ بعد اثر شروع کرنا تھا۔ لہذا وہ باہر نکل آئے۔
لکھی بہانے سے ان لوگوں کے گھروں میں جانا ان کے لیے
مشکل نہیں تھا، کیونکہ وہ سب انھیں جانتے تھے۔ پہلی

”میں نے انکل خان رحان اور پروفیسر انکل کو بھی لگھا بھے۔
”ایں۔ تو کیا ہم ایکے یہ کام کریں گے؟ پروفیسر دافع
محبرا آئے۔
”میں حرج ہے انکل۔ ہم ہی سوئی۔
”اچ۔ یہکی بھی۔ ہم تم لوگوں میں سے کسی ایک کے
ساتھ تو یہ کام کر سکتے ہیں۔ تھا نہیں؟
”باہل نیک۔ میں بھی یہی کہتا ہوں۔ خان رحان بھے۔
”غیر مذکونہ سوئی۔ آپ فائدہ کے ساتھ پہلے جائیں۔ میں
پروفیسر انکل کو ساتھ لے جاتی ہوں۔ محمود اکیلا جائے گا۔
”یکوں میں نے کیا کیا ہے؟
”تو پھر تم محمد حسین آزاد کو ساتھ لے لو۔
”پلٹ نیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔
”اس طرح ایک وقت میں ہم تین گھروں کی ملاشی لے
سکیں گے۔
لیکن ہمیں دس کے دس گھر ایک ہی رات میں چیک کرنا
ہوں گے۔ ورنہ راجا فردودی کی زندگی خطرے میں پڑ جائے
گی۔ محمود نے کہا۔
”تو پھر ایسا کمر لیجئے ہیں کہ ہر گھر میں لگھنے سے زیاد
نہیں لگائیں گے۔ اس طرح ہم نو گھروں میں نو گھر دیکھ لیں

”تب پھر۔ اس نے وہ انگلش کیس اور چیز کو رکھے ہیں۔
” یہ بھی تو ہو سکتا ہے۔ انگلش ان میں سے کسی کے پیں
پہن ہی نہ۔ اور کسی اور نے چلا کے ہوں۔
” ہوں! اس کا بھی کسی حد تک امکان ہے۔
” فی الحال تو ہم چکر پر چکر لکھ رہے ہیں۔ اور ہات نہیں
ہی، ”فرزانہ نے تھکے تھکے انداز میں کہا۔
” او، ہو۔ ہم ایک بہت اہم بات نظر انداز کر گئے،
وہ انگلش خرد مل گئے ہوتے۔ فاروق زور سے اچھا۔ اس
کی آنکھیں جیرت سے پھیل گئیں۔

پہلی اس گھر میں جب بحمد منظہ بعد داخل ہوئی تو سب
گھر داں گری نیند میں غرق تھے اور ان کے آٹھ گھنٹے سے
پہلے آشٹے کے کرنی امکانات نہیں تھے۔
ای طرح پروفیسر وادو نے دو اور گھروں پر نیند طواری
کر دی۔ اور ملائی کام کام شروع ہو گی۔ پھر دوسرا سے یعنی
گھروں کی باری آئی۔ پھر تیسرا تین کی۔ یہاں تک کہ
تو کے فو گھر دیکھ ڈالے گئے، میکن ان انگلشنوں کا کسی گھر
میں نام دنشان نہیں نظر نہ آیا۔

” یہ کوئی بات نہ ہوئی۔ ”
” ہو سکتا ہے۔ اس شخص نے ان انگلشنوں کو خداع کر دیا
ہو، یکونکر وہ اس کے لیے خطرناک تھے۔
” میکن اسی کے باوجود وہ اس کے کام آئے تھے۔ ذرا
سوچ۔ ایک شخص کے گاہ میں وہ نیلا چاند نہوار ہو جاتا
ہے۔ اور کوئی نامعلوم آدمی فون پر اسے بتاتا ہے کہ اس
کے پاس وہ انگلش ہیں جو ڈاکٹر واک سے لیے گئے تھے۔ تو
وہ ایک انگلش کی کتنی قیمت دینے کے لیے تیار نہیں ہو
جائے گا۔ ”

” اوہ ہاں! وہ تو اس کی ساری دولت بھی طلب کر سکتا ہے
اور نیلے چاند کا شکار دینے پر مجبور ہو گا۔ ”

حملہ

اہل میں چند سچے آدمی داخل ہوتے، امیر خان دلاوری اور اس کی بیٹی ان کی تحریکی میں پہلے آمدیتے تھے۔

”اوہ میرے دوست آؤ۔ دیکھو۔ تمہاری تلاش میں کون آیا ہے؟“

”کون آیا ہے۔ اور اگر کوئی آیا تھا تو اسے ختم کیوں نہیں کر دیا گیا؟“

”یہ کوئی شکل کام تر ہے نہیں۔ اب کر لیں گے۔“
امیر خان دلاوری اور فرین اونے اس طرف دیکھا اور پھر طنزیہ انداز میں سکرا دیے:

”اوہ ہو۔ یہ تو انپکٹر جمیڈ ہیں۔“

”ہاں! یہ ہم ہی ہیں۔ آپ کو اور آپ کی بیٹی کو گزناہ کرنے آتے ہیں اور گرفتار کو کے لے جائیں گے: انپکٹر جمیڈ نے پُر سکون آواز میں کہا۔

”آپ نے کتنا میرے دوست؟
تم میری شرط مان لوتا۔ پھر دیکھو۔ میں کتنے نکارے رکھاں ہوں؟“

”میرے دوست۔ یہ وقت شرطیں خلافے کا نہیں۔
اس پر، ہم بعد میں پائیں کر لیں گے۔ پہلے تو ان دونوں کو نعمت کرو۔ وہ بھی پہلی فرصت میں۔ ورنہ یہ کوئی گل کھلا میڈھیں گے۔“

”اچھی بات ہے۔ وہ بھی سکی۔ ان دونوں کو باہر لے جا کر بلک کر دو۔ جب تک ہم لاٹیں نہ دیکھے میں۔ ان کو سہندر میں نہ چھینگکن۔ اس نے سرد آواز میں کہا۔
”دست بھتر سرکار۔ چلو۔“ پھرے داروں میں سے ایک نے کہا۔

”ضرور چلیں گے، لیکن ایک بات کافیں کھول کر سن لو۔ انپکٹر جمیڈ نے سکرا کر کہا۔
اور وہ کیا؟ حاکم غریبا۔“

”تمہارا وقت آپ کا ہے۔ اب تم اس میاست پر کوہامت نہیں کر سکو گے۔“

”جاؤ جاؤ۔ تم تو اپنی موت سے ملاقات کر لو۔ وہ ہنسا۔
وہ پھرے داروں کے آگے چلتے ہوئے اہل سے نکل

آئے۔ اپنی سند کے کنارے لایا گیا۔

"ہم جس کو بھی سزا دیتے ہیں سند کے میں کنارے،
تاکہ، میں محنت اور مشقت نہ کرنا پڑے۔" فریض دھونا
پڑے، نہ لاش کو ٹھکانے کے سلسلے میں مصیبت اخْلائی پڑے۔
سندر کی لہری آگر خود ہی زمین کو صاف کریتی ہیں۔

اور لاش کو ذرا سا رکھا دینا پڑتا ہے:

"خوب! کبیں آج یہی سلوک تم سے نہ ہو۔ مجھے یہ دوہے:
"ہم سے۔ وہ کیے۔ اس وقت پوری ایک فون یہاں
موجود ہے۔ جو تم لوگوں کی تکالیف کرنے کے لیے تیار ہے!
اچھی بات ہے۔ اب جو کچھ بھی ہو گا، اس کی ذائقے اور
تم پر ہو گی؟ انپکٹر جھیٹھے نے سرد آواز میں کہا۔

"بالکل۔ ہم ہی ذلتے دار ہوں گے اور گیا ہرنے کے
بعد بھی تم ذلتے دار ہو گے۔ وہ ہنسا۔ پھر سب ذریعہ
کے پہنچنے لگے۔

آخر وہ میں کنارے پر آگئے۔ سندر کی لہری ان کے
پیروں تک آ رہی تھیں۔ وہ اپنی کنارے پر کھرا کرنے
کے بعد خود مجھے ہٹنے لگے۔ یہاں تک کہ کافی فاصلے پر
پہنچ گئے۔

"اپنی موت کو اپنی آنکھوں سے دیکھو!"

"اکرام۔ ترکیب نمبر تیرہ: انپکٹر جھیٹھے نے دلی آواز میں کہہ
اوکے صرہ۔

دوسریں ایک ساتھ سندر میں چلانگیں لگا گئے۔
اوے ارے۔ بھی کہاں جاؤ گے اس طرح۔ کیا سندر
میں تیر کر اپنے ملک پہنچ جاؤ گے۔ لاپچ تو تھاری پنمارے
جھٹے میں ہے۔ کسی نے جھٹ کر کہا۔

دونوں غولوں کا کہ پالی میں گم ہو چکے تھے۔ ریاست کے
پہرے دار دوڑ کر کنارے پر پہنچے اور بے تھا شفارزگ
شروع کر دی، لیکن اتنی دیر وہ دونوں تو کہیں کے کھیں پہنچ
چکے تھے اور نہیں۔ ہی نیچے چلے جا رہے تھے۔ حلقہ کرنے
والے سوچ بھی کہیں لکھتے تھے کہ کوئی اتنی دیر بھی پالی میں
ہو سکتا ہے۔ بہت دور جا کر انہوں نے سرحدا سا
ابھارا۔ سانس لیے اور پھر یاں ہیں۔ چاروں طرف انہا عادہ
قسم کی فائزگنگ ہو رہی تھی۔ نثار لگا کر تو کوئی فائزگ کر
نہیں رہا تھا۔

وہ سلسلہ تیرتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک چھٹے سے
جزیرے تک پہنچ گئے۔
وہ لوگ تعاقب میں آئیں گے سر۔ اور اس جزیرے
تک ضرور پہنچیں گے۔ اکرام نے کہا۔

"یہی ترینیں چاہتا ہوں : وہ مسکاتے۔
وہی - کیا مطلب؟"

جب تک بھارے پاس لائچ نہیں ہوگی - ہم اپنے ساحل
تک نہیں پہنچ سکتے ہیں - وہ یہاں تک آئیں گے تو لائچ
بھارے ہاتھ گئے گی نا۔"

"لیکن ہم دونوں ہاتھ نہتے ہیں - کوئی ہتھیار پاس نہیں:
کوئی پروا نہیں: وہ مسکاتے۔"

جلد ہی انہوں نے لائچ کی آواز سن لی۔

"وہ آدھے ہیں - آؤ: انپکٹر جہشید نے فرما کر
دونوں اپنی کارروائی میں مصروف ہو گئے - تین منٹ
بعد لائچ ساحل سے آگئی - اور اس پر سے بیس کے قریب
آدھی آٹے۔

"ان کے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے - بے دھڑکی آگے
ڈھونڈ کر نہیں بلند آواز میں کہا۔

وہ ایک قطاد میں آگے بڑھتے چلے گئے - اچانک ایک
درخت کے یچھے سے ایک ہاتھ نکلا اور آخری آدھی کو گردن
سے پکڑ کر کھینچ دیا گیا - اس طرح پکڑا تھا کہ وہ آواز تک
نکال سکا - اب اس کی رائفل انپکٹر جہشید کے ہاتھ
میں تھی - وہ آگے بڑھے اور دوسرے آدھی پر ہاتھ ڈالی

دیا - اس کا بھی دہی انعام ہوا۔ اب اکوام کے پاس بھی
راںفل آگئی۔

دونوں نے دو گھنے درختوں کو پیٹ دیا - اور شادے
کر بال بعد ماری - انہوں کی قطار گرتی چلی گئی - آن کل آن
میں انہارہ آدمی ڈھیر ہو گئے - اب وہ لائچ کی طرف
ستوجہ ہوئے -

"اس پر بھی ایک دو آدمی تو خروہ ہوں گے، لیکن وہ
خیال کر رہے ہوں گے کہ ان کے ساتھیوں نے میدان مار
یا: انپکٹر جہشید مسکراتے۔

"جی ہاں: لیکن ہم ان کا کیا کریں؟"

"ان کا بندوبست بھی کرنا ہو گا - اس وقت وہ
محفوظ ہیں - اور ہم ان کے مقابلے میں خطرے ہیں -
کیونکہ ہمیں لائچ پر جانے کے لیے ان کے سامنے آتا
ہو رہے تھا۔

"تب پھر - چکر کاٹ کر کیوں نہ چلیں؟"

"ہاں! اس کے سوا کیا کیا جا سکتا ہے?
انہوں نے ایک چکر کاٹا اور سمندر میں اتر گئے، پھر
ایک بڑا چکر لگا کر لائچ تک پہنچے اور اس پر سوار ہو گئے۔
لیکن لائچ پر کوئی نہیں تھا -

بہم تویں شخص تھا اور انجادات میں تم دُگ اس کے پارے میں پڑھتے ہی رہے ہو، لیکن اب وہ یہک آپ میں اس ریاست کا حکمران بنایا چاہے اب زکر میں سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جعل یا کیسے ممکن ہے۔ اس سلسلے میں نہ جانے کتنے بڑے بڑے چکر چلائے گئے ہوں گے، لیکن میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ آپ کو دراصل اس بات کے ثبوت کی ضرورت ہے نا۔ کہ آپ کا حکمران واقعی ایک سمجھا ہے۔ تو اس کا ثبوت یہ ہے کہ آپ سب جمع ہو کر اپنے حکمران سے کہیے کہ وہ اپنے چہرے کا جائزہ لینے دے۔ یہک آپ کے کسی ماہر سے کہیے کہ اس کے چہرے سے یہک آپ انداز چکیے، پھر دیکھیے کس طرح دورہ کا دورہ اور پانی کا پانی ہوتا ہے۔ ایک سمجھا کبھی بھی اپنا حکمران نہیں ہو سکتا یہ میرا دعویٰ ہے۔ اگر نہیں تو پھر میری فوج بہت جلد اس بات کا فیصلہ کر دے گی اور میں خود اس کے چہرے سے نکاب المول گا۔ بھاگ تو اب وہ کے ٹھا نہیں، کیونکہ میری فوج نے جزوئے کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔

۱۴۸

”ام نے بلاوجہ اتنی محنت کی: اکرام نے منہ بنایا۔“
”یہ بات نہیں۔“ دُکھو۔ دُد ۳ ہے ہیں۔ غالباً ان کے ساتھی واپس نہ کے تو یہ صورت حال معلوم کرنے پہچے اُتر گئے۔ اب بوٹ رہے ہیں۔ دیکھو تو۔ ان کے چہروں پر کتنا خوف ہے؟“
”ہے ان کے نزدیک آئنے کا انتظار کرتے رہے۔“
”ہے لائچ پر سوار ہوتے اور فوڑا ہی ان کی گردیں ان کے ہاتھوں میں آگئیں۔ جلد ہی ان کی لاضیں سمندر میں تیر رہیں۔ اور لائچ ان کے ساحل کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ ساحل پر اُتر کر انہوں نے فوڑا فوڑا کیا اور ساری صورت حال بتائی۔“ کہہ گھنٹے بعد ایک بھری سیڑا ریاست کی طرف بڑھ رہا تھا اور اس کی کمان اپنکاڑ جیشید کر رہے تھے۔
ایک گھنٹے بعد ریاست کی فوج اور بھری سیڑے کے درمیان مقابلہ شروع ہو چکا تھا، لیکن اس مقابلے سے زیادہ اثر اپنکاڑ جیشید کی تحریر کا ہوا تھا۔“ دُپلے پر کہ رہے تھے:
”ریاست کے دُو۔“ ہوش کر د۔ ہم تھارے ڈھن نہیں، رہست میں۔ تھیں اس نالائق حکمران سے نجات دلانے آئے ہیں۔ تم نے ایک لیڑے کو اپنا حکمران بنایا ہے۔ ایک سمجھا کو۔ جو ہمارے ملک کا

ان کی اس تقریر کا اثر پوری ریاست میں ہوگی۔
چہ یقیناً یاں ہونے لگیں۔ لوگ ایک دوسرے سے یقین
لے گے۔ یہ واقعی۔ ان کا حکر ان ایک مغلز ہے۔ ایک بدنام
شخص ہے۔ ادھر حکر ان کی طرف سے اعلان ہوا:
”ایمی باوق پر قبہ نہ دو۔ یہ شکست دینے کی چال
ہے۔ میرے پابیو۔ جان توڑ کر لڑو، چھڑ دیکھنا، تم
انھیں کیا مزا چھاتے ہیں؟“ یہ تقریر وہ ایک بھٹے میں کر
لما تھا۔

”تو پھر آپ اپنے خوام کا شک کیوں نہیں کرو کر دیتے?
جسے میں سے کسی نے چلا کر کیا۔
یہ کون، بولا۔ سامنے آئے۔ میں اس کی زبان کا شک
دینا پسند کروں گا：“

سب کو سانپ سو بھگ گیا۔ کوئی بھی یہ بتانے کے
لیے تیار نہ ہوا کہ کون بولا تھا، چھربے شمار لوگ چلاتے
ہیں۔ ثبوت دیں۔ اپنا پھر چیک کرائیں۔ اس مجھے میں
میک آپ کے ماہرین موجود ہیں؟“

حکر ان گھبرا گی۔ اس نے یقین کر کیا:

ناموش! مجھے کسی کو ثبوت دینے کی ضرورت نہیں،
یہ بحدراً حکر ان ہوں۔ تم میرے حکر ان نہیں ہو۔ اگر

زیادہ بکواس کی تو میں فوجیوں کو حکم دوں گا۔ وہ تم سب کو
چلنی کر دیں گے۔
”ہاں ہاں۔ دیکھیے۔ انھیں حکم۔ کرا دیکھیے ہمیں چلنی۔
یکن اب ہم ثبوت کے بغیر ملنے والے انھیں۔
”چلا دو ان پر گولی؟ اس نے حکم دیا۔
یکن کویاں چلنے کی آواز سنائی نہ دی۔
” یہ کیا۔ کیا تم پتھر کے بن گئے ہو۔ بھرے ہو گئے ہو۔
”آپ ثبوت کیوں نہیں دیتے آخر۔ ہمارے فوجیوں
کو کیوں مروا رہے ہیں۔ انپکڑ، جہشید کی فوج ہر لمحے ہم پر
چھا رہی ہے۔ آخر اس لڑائی کا کیا فائدہ۔ جب کہ یہ
لڑائی صرف آپ کا پھر چیک کر لینے کے بعد ختم
ہو سکتی ہے۔
”نہیں! میں اپنا پھر چیک نہیں کراؤں گا۔ یہ میرے
لیے بہت ذلت کی بات ہوگی۔“
” تو پھر ہم آپ کا حکم نہیں دیں گے۔ یہ لڑائی بعد
کرا دی جائے گی۔ آپ کو عذر فرمائیں۔ کر لیا جائے گا۔ فوجیوں
کے انچارج نے کہا۔
” یہ۔ یہ تم کر دیتے ہو۔ میں تم پر نداری کا معتدہ مہ
پلاوں گا۔“

"خود۔ کیوں نہیں۔ میرے ساتھیوں۔ ان کے گرد چرا
ڈال دو۔ انھیں بکڑا دو۔ اور میک آپ کے کبھی ماہر سے تکھے
گر ان کے چہرے کا چاند ہے۔" یعنی اس کی بھی نے رسمی۔ اپنکر
وہ پہنچا پہنچتا رہ گی۔ میک اس کی بھی نے رسمی۔ اپنکر
جیشید کی تقدیر میں اٹھا، پچھا ایسا تھا۔ میک آپ کے
ماہر میں کی چند منٹ کی کوشش نے، ہی میک آپ اتار دیا۔
اور شور سمنگر پیٹھوں فروز کا پچھہ تھرا کئے لگا۔ لوگوں کے مز
کھد کے لکھے رہ گئے۔ فوراً جگ بندی کا اعلان کر دیا
گی۔ اپنکر، جیشید کو ہزاریے پر آئے کی رخصت دی گئی۔
ان کا زبردست استعمال کیا گی۔ انھوں نے خود امیر نہان
دلادی اور اس کی بیٹی کی عرفواری کی طرف توجہ دی۔ انھیں
بھی ایک گھر سے گرفتار کر دیا گی۔ دونوں اس میں پھیے
ہوئے تھے۔

رخصت سے پہلے انھوں نے اعلان کی:
"آپ لوگ اسلامی طریقے سے اپنا کوئی حاکم چن لیں۔ میں
اپنے بھروسے کے جاریہ ہوں۔"
م منتخب کرنے میں آپ ہماری مدد کریں۔ کمانڈر
بھی کہا۔
نہیں۔ میں اس معاملے میں دل اندازی نہیں کروں۔

خوا۔ جو آدمی خوبی معاملات کا ماہر ہو اور دین پر کیوں دی
طرح کا دربند ہو۔ اور انسانوں کے تمام معاملات کو
اچھی طرح سمجھنے والا ہو۔ اسے سب مل کر چن لیں۔
اس کے لیے ووٹ ڈالنے کی کوئی ضرورت نہیں، کیونکہ
عام میں آن پڑھ لوگ بھی ہوتے ہیں۔ خاد برست
بھی ہوتے ہیں۔ لاپچی بھی ہوتے ہیں۔ بکنے والے بھی
ہوتے ہیں۔ پیسے لے کر ووٹ ڈال دیتے ہیں۔ اس طرح
ملک میں صحیح حکومت نافذ نہیں ہونے پاتی۔ جمودیت کا
اسلام سے دراصل کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیا آپ لوگ سمجھے گئے
جی اس؟ سمجھے گئے۔ ہم آج ہی یہ فیصلہ کر لیں گے
اور آپ کو بھی اعلان دیں گے۔ کسی روز آگر آپ یہاں کا
جاائزہ لے جائیے گا۔
"میں ایسا ضرور کروں گا۔ اور اپنے بچوں کو بھی ساتھ
لااؤں گا۔ وہ اس ریاست کے نئے نظام کو اور نئے
حاکم کو دیکھ کر بہت خوش ہوں گے۔ نیا نظام شاید میں
غلط کرے گی۔ مجھے کہا چاہیے تھا۔ جو رہ سو سال پڑے کے
نظام کو ریاست پر لاگو دیکھ کر بہت خوش ہوں گے۔"
آخر وہ دل میں سے رخصت ہوئے۔ ہزار لوگوں نے سائل
پر کھڑے ہو کر پُر جوش انداز میں انھیں رخصت کیا۔ اپنکر

تینہ اپس پختے صدھ صاحب کے پاس لے گئے، اپس ساری
محبت حال بحال۔ صدھ صاحب بولے:
”ٹھیک ہے۔ اگر یہ دونوں یا ان یہی سے ایک تجھم
نہایت ہوتا ہے تو یہ مفارش نہیں کروں گا۔ اور ان کے
یہی کسی کی مفارش نہیں سنن گا؟“

”شکریہ سر! یہی یہی چاہتا ہوں۔ اگر یہ بھادے ملک
کے بدد د ہوتے تو اس ریاست یہیں جا کر کوئی پناہ نہیں
ہیں رہتے۔ حلالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے۔ دلالت کا
سامنے کرتے اور ان کے بارے یہیں جو فیصلہ ہوتا، اس کو
قول کرتے۔“

”تم ٹھیک کتے ہو جائید۔ یہیں تم سے پوری طرح اتفاق
کرتا ہوں۔“

”شکریہ سر۔“

وہ اپسیں لے کر کرہ امتحان میں آئے۔ اب ان کے
چھرے بالکل ترہ نظر آمدے تھے:
”مجھے اس میں ایک نی صد بھی شک نہیں کر نوں اونے
راجا فیروزی کو قتل کیا ہے۔ کسی زہر لی سوئی کے ذریعے،
اس سوئی پر کوئی خطرناک ترین زہر لگایا گی تھا۔ اب
صرف تھادے بیان کی ضرورت ہے۔ یہیں لو۔ اگر تم

”جس نہ اچھا تو میں بھری طرح چیزیں آؤں گا؛
اُن ایس نے راجا فیروزی کو قتل کیا ہے۔“

”بیٹھی؟ یہ کی کہ رہی ہوئی؟“

”یہیں آپ کی بیٹھی نہیں۔ آپ نے توجہ اخواں کی تھا
بچپن ہیں۔ اور اس وقت سے میں آپ کے بیٹے اس قسم
کے غلط کام کر رہی ہوں۔ مجھے تو معلوم بھی نہیں میرے
مال یا آپ کون ہیں؟“

”کیا یہ اُوہ جیران رہ گئے۔“

”ہاں ایسے کچھ ہے۔ وہ پڑھانے۔“

”تو آپ کو یہ قتل کرنے کے لیے امیر خان دلادری نے
کہا تھا؟“

”اُن پاکل۔ میرے پاس ان تمام باتوں کے ثبوت
وجود ہیں۔ مجھے یہ جو حکم بھی دیتے رہے ہیں، یہ اُوہ یہ پ
کرتی رہیں رہوں۔“

”اوہ اوہ۔ کمال ہے وہ ٹیپ؟“

”کوئی شخصی میں ہی ایک جگہ محفوظ ہے۔ یہ میں اس لیے کرتی
رہی کہ کبھی اس شخص نے مجھے پھنا کر خود بچنے کی کوشش کی
تو ثبوت ہیں کہ سکوں۔“

”بہت خوب! آپ نے بہت عقل مندی سے کام لیا۔“

مطر دلادوی۔ اب آپ کیا کہتے ہیں۔ اب آپ کے پچھے
کے احکامات ختم ہو چکے ہیں:
”اُن یہ ٹیک ہے۔ میک میں بھی سب کچھ اپنے یہے
نہیں کر دے۔ میں تو خود بھی کے احکامات مانتا ہوں۔“
”یہ مطلب ہے وہ جیران رہ گئے۔“
”اسی حکم میں کوئی سکلوں ہے۔“ بہت بڑا سکلو۔ اس کے
لا تھے میں سونے، چاندی اور بیرون کی سکھنگ ہے۔
”میک۔ اس سکلو کا افریقہ کی سیرے کی تعلق ہے؟“
انپکڑ بھینڈ جیلان ہو کر بولے۔

”وہ سکلو۔ سیر کرنے والے گروہ میں شامل تھا اور
غاباً سکھنگ کے لیے ان کے ساتھ پلاگی تھا۔ میک دہان ان
میں سے بھی کو اس کاراز معلوم ہو گی۔ اس نے اے
بیک میل کرنا شروع کر دیا۔ اب وہ ان سب کو ایک
اٹک کر کے ہلاک کر دینا چاہتا ہے۔“ جو اس سیر میں شامل
تھے۔ ہلاک کرنے کے لیے اس نے اسی سیر کے دران ملنے
والے کانٹوں سے کام شروع کیا ہے۔ اس کا توڑ اگر ڈاکٹر
واک کے پاس تھا۔ تو اس نے ڈاکٹر واک کو ختم کرا دیا یا
خود کر دیا۔ پھر روگاں کو بھی ختم کر دیا۔ شاید اسے کوئی
بات معلوم نہیں۔ غاباً یہ کہ سیر کرنے والوں میں سے کسی نے

”ذہ کا نتے اس کے ذریعے ماحصل یکے تھے۔“
”اُوہ یہ وہ حکم سے وہ گئے۔ تمام کمائی بھجتی چاہی
تھی۔ انھوں نے کہا۔“
”پھر تو معاملہ بہت آسان ہے۔ اگر اس نے یہ دونوں
عقل خود کیے ہیں۔ تو ایر پوڈٹ سے معلوم ہو جاتے ہوں۔
اس دن انہیں سے کس نے سفر کی تھی؟“
”ہو سکتا ہے۔ اسی نے یہ سفر فرضی نام سے کیا ہو۔“
”اس کے باوجود ہم معلومات ماحصل کر لیں گے۔ انھوں
نے کہا۔“
”بہت مشکل ہے۔ وہ بہت چالاک ہے۔“ امیر خان دلادوی
نے کہا۔
”آپ کو سب تینیں کس طرح معلوم ہوئیں؟“
”خود اس نے ساری تامیں بتائی تھیں، لیکن کہ اسی حکم میں
اس کا ناتب میں ہوں؟“
”تب پھر آپ تو جانتے ہی ہوں گے۔ وہ کون ہے؟“
”میں اس معاملے میں وہ بھی پر احتیار کرنے پر تیار
نہیں ہے۔ کسی کو نہیں معلوم۔ وہ کون ہے؟“
”تب پھر سیر کے دوران کسی کو اس کے بارے میں
کس طرح معلوم ہو گیا؟“

”وہ اپنے آپ سے اسی کر رہا تھا۔ وہ ہمیں کسی نے سن لیئے؟“
”ہملا۔ اس کا مطلب ہے۔ ہمیں نہ صرف اس کا
سراغ لٹانا ہے۔ بلکہ اس بیک میر سما جسی۔ وہ اسے بیک
بیل کر رہا ہے۔ یونک اگر وہ یہ بات ہمیں بتا دیتا تو یہ سارا
چکر ہے۔ اور وہ یہ جسی سادی طرح گرفتار ہو جاتا۔ گریا وہ جسی
بولا بر کا مجرم بن جی۔ اور صرف لائچے میں آ کر۔ انہوں:

”ہملا۔ ہے جانے وہ کون ہے؟“
”ہم اس کا بھی سراغ لٹایں گے۔ اب ہمارا کام آمان
ہو گی ہے۔ آدھی چلیں۔ یہ دوفون تو اب سرکاری ہمہان ٹھیک
ہیں دیں گے۔“

”وہ اکام کو ساتھ لیے باہر آ گئے۔ سب سے پہلے
ایر پڈٹ کے ٹھٹے سے رابطہ تمام کیا۔ ان تاریخوں میں افریقہ
کا سفر کسی کسی نے کی تھا۔ یہ تمام معلومات حاصل کیں،
پھر ان تاریخوں میں میر کرنے والے اگر ملک میں تھے تو
کہاں کہاں تھے۔ باہر تھے تو کہاں کہاں تھے۔ یہ تمام
معلومات بھی انہوں نے حاصل کر لیں۔ اور آخر میں نیتھر
یہ نکالا کر مجرم خرضی نام سے افریقہ گیا تھا اور ڈاکٹر واک
اور روگان کو ٹھکانے لگا کر بوٹ آیا تھا۔ یونک چونکہ اس
ددران وہ ملک سے باہر رہا تھا۔ لہذا ملک میں نہیں تھا

اور اس نے اپنے آپ کو ملک میں دکھایا ہوا تھا۔ لہذا
اس کا جھوٹ پکڑنا تھا، لیکن اس سے بھی زیادہ شکل کام
پہلے تھوڑے، فاروق اور فراز سے ملاقات کر لی جائے۔
تاکہ معلوم ہو سکے۔ انہوں نے اس دو ماں کی کام دکھایا ہے؛
چنانچہ انہوں نے گھر کا رخ کیا۔ یعنی تھوڑے، فاروق اور فراز
فائب تھے اور ان کا کوئی پتا نہیں تھا۔ انپکٹر جسٹیشن
پر دیسرا داؤ اور عالم رحمن کو فون کیا۔ وہ بھی نہیں ملتے۔
بلکہ انہیں بتایا گی کہ تھوڑے، فاروق اور فراز کے ساتھ گئے ہیں،
یہ بات سن کر وہ مکار دیے:

”وہ بھی ممکن پڑھی لگے ہوئے ہیں：“

”گویا ہمیں ان کا اختلاط کرنا ہو گا۔“ اکرام نے کہا۔
”اک طرح وقت خالی ہو گا۔ اب ہم اپنے طور پر
کام کریں گے۔“

”یعنی اس سے پہلے آپ کھانا کھائیں گے۔ اور میں آپ
کو کھانے کے بغیر رُونگز نہیں جانے دوں گی۔“ بیگم جسٹین
بھللا کر کہا۔

”وہ مکار دیے۔ انپکٹر جسٹیشن نے کہا۔“

”ہم کھانے کے لیے تیار ہیں، یعنی اس دو ماں ہی کوئی

بات بوجن قدم کی کر سکتے ہیں:
 پچھی نہیں کر سکتے۔ صرف آتا کر سکتے ہیں کر کہ
 کہا کر پڑھے چاہیے گا:
 اور اگر اس کا وقت نہ ہو:
 نکل آئے تھا وقت۔ آپ نکر دیکھیں؟
 اچھا تو پھر لے آؤ کھاتا۔ اضوں نے کہا۔
 بیگم جنید نے ابھی کھانے کی ٹرسے ان کے سامنے رکھی
 ہی تھی کر دروازے کی گھنٹی بجی۔

اس کا پول

”خبر تو ہے۔ آج ہر بات صرف فاروق کو سمجھ رہی ہے:
 ان رجھان جیلان ہو کر دے۔

”شاید میری عقل اس کی عقل میں ملول کر گئی ہے۔ فرزاد نے
 بے چارگی کے حالم میں کہا۔

”صد ہو گئی۔ آج تک تو روحوں کے حلول ہونے کی تھیں
 سُنْتَهِ رہے ہیں۔ اب عقليں بھی ایک کی دوسروں میں حلول
 کرنے لگیں۔ ہے کوئی تک: فاروق نے جھلڈ کر کہا۔

”ہونے کو اس دنیا میں کی نہیں ہو سکتا۔ تم وہ بات
 بتاؤ۔ جس کو ہم نے نظر انداز کی ہے۔ وقت بہت کم
 ہے۔ محمود بولا۔

”ادے لال۔ واقعی۔ بات یہ ہے کہ ہم نے اب تک
 تو گھر دل کی تلاشی لی ہے۔ دھویں گھر کی تلاشی یعنی کہ ہم
 نے ضرورت ہی نہیں سمجھی تھی۔ لیکن ایسا جان کا ایک اصول

بھی کے بچے رہ گئے۔
اُف ملک! یہ ہم کی دیکھ رہے ہیں: فرزاد بڑھا۔
وہی شاہل ہے۔ یہ کہ کوشک سے بُری نتیجہ۔
جب کہ ہم نے ایک کوشک سے بُری سمجھ لیا۔ کیا ہیں
ایک کرنے کا حق تھا؟
”ہرگز نہیں تھا۔“

”بس تو پھر۔ دسویں گھنر کی تلاش بھی لے ڈال جاتے۔“
”یعنی اب دن نکلنے کے قریب ہے۔“
”تو یہ ہوا۔ پہلے ہم انھیں گھری نیند ہیں بستا کریں
گے۔ اور اس بار تو ہم سب ایک جگہ ہیں، تلاشی لینے
میں اتنی دیر نہیں لگے گا۔“
”تو پھر صحیک ہے۔ آئیے۔“

انھوں نے پروگرام کے مطابق تلاشی شروع کی۔ ان کا
خیال تھا کہ دُہ بہت جلد نارغ ہو جائیں گے، یعنی اس
کوئی میں وہ آجھتے پہلے گئے۔ پہلے ایک چھوٹا تھا زاد
دریافت ہوا، یعنی دھل کوئی خاص چیز نہیں تھی۔ یوں لگتا
تھا، یہ دو کوئی میٹنگ دوم ہو۔ یعنی پھر اس تھانے
سے ایک اور تھانے کا راستا مل گیا۔ اب جو وہ
اس تھانے میں داخل ہوئے تو حیرت زدہ رہ گئے۔
ان کی آنکھیں گھل کی گئیں۔ اوپر کے سانس اور اور

بچے کے بچے رہ گئے۔
”اُف ملک! یہ ہم کی دیکھ رہے ہیں: فرزاد بڑھا۔
وہی شاہل ہے۔ یہ کوشک سے بُری نتیجہ۔
اور ہیں کہتا ہوں۔ ہمیں وہ دس انگلش تلاشی کرنے
چاہیں۔ معاملہ راجا نیزوی کی زندگی اور موت کا ہے۔
”ہمیں صحیک ہے۔“

وہ انگلشتوں کی تلاش میں جھٹ گئے۔ آخر ایک گھنٹے
کی محنت کے بعد ایک خفیہ نامہ تلاش کرنے میں کامیاب
ہو، یہ گئے۔ اس میں وہ دس انگلش موجود تھے۔
”اب ان کا کی کریں۔ ساختے ہیں۔“

”نہیں۔ یہ پُورا تھا غانہ۔ اور اس میں موجود یہ دس انگلش
 مجرم کے خلاف زبردست ثبوت ہیں۔ اس ثبوت کو ہرگز
ٹھانک نہیں کرنا چاہیے۔“

”صحیک ہے۔ اکو چیزیں۔“

انھوں نے اپنی آمد کے آثار مٹائے۔ غانے کو جوں کا
تول بند کیا۔ تھانے کے راستوں کو بند کیا اور باہر آ
گئے۔ گھر کے افراد ابھی تک گھری نیند میں غرق تھے۔
وہ گھر سے نکل آئے۔ سورج نکل پکا تھا۔ بلکہ سورج سر
پر آپکا تھا۔ تھانے میں وقت گزرنے کا پتا ہی نہیں

پلا جھا۔

"ہم بہت تھک گئے ہیں۔

سیوں ناگر پیس۔

نہار حکر

ناشنا کرے سازہ دم ہو جائیں۔ شاید آباجان نے کوئی اخراج

دی ہو۔ یا شاید وہ لوت گئے ہوں۔

ٹھیک ہے۔ ناشتے والی بات پسند آتی۔ پروفیسر داؤڈ

نے کہا۔

"اور باقی باتیں انکل ہے فرزانہ مسکنی۔

"وہ بعد کی باتیں ہیں۔ آئیے چلیں۔

وہ نگر پہنچے۔ اور یہ دیکھ کر یہاں رہ گئے کہ اندر ایک

کاؤنٹی گھری تھی:

"اس کا مطلب ہے۔ آباجان آچکے ہیں۔

پلو شکر ہے۔ یہ اور اچا ہوا۔

انھوں نے دیوانیہ بگھنی کا بٹن دبایا۔ دروازہ کھلتے
ہی اسلام میلک کی کاؤنٹی گوبیس اور سماقہ ہی ناشتے کی خوشبو
ان کے نھنھوں میں آتی۔

"بھتی وہ مزا آگی۔ ناشتا بالکل تیار ہے۔ پروفیسر داؤڈ
چک آئے۔

"علوم ہوتا ہے۔ جہت بھوک گئی ہے آپ کو؟

"اس میں کیا مشکل ہے؟

لہ پھر وہ سب ناشتے میں مشغول ہو گئے۔ جب دُہ اچھی
لرج ناشنا کرچکے۔ ناشتے کے مرن صاف کرچکے تو بیگم عینہ
نے خوش ہو کر کہا:

"اٹھ کا شکر ہے۔ آج آپ نے اچھی طرح ناشنا کر جی یا؟
وکیا اس سے پہلے آج تک پوری طرح ناشتہ نہیں کی:

"کیا تو خیر ہو گا۔ لیکن عام طور پر ہوتا ہی ہے۔
مراد ہے۔" سلکم جمیشید کہ مہی تیس کو مجھے بول آئے:

"پہلے ہمیں ایک دوسرے کی کارروائی سن یعنی دیں:
لیچے۔ شروع ہو گیا کام۔"

اب تھمارے لیے پریشانی کی کیا بات ہے۔ ناشتا تو
ہم کرچکے:

"میں چاہتی تھی۔ آج آپ دوپھر کا کھانا بھی کھائیں۔

"یہ ذرا طیڑھا مسئلہ ہے۔ کونکے ابھی ہمیں بہت کام ہے۔

"بلکہ اصل کام تو ابھی باقی ہے۔ فاروق نے فردا کہا۔

"اس کا مطلب ہے۔ کوئی کام دکھا کر کر آئندہ ہے ہو۔ انکلکٹر

جمیشید چونکے۔

"خیال تو ہی ہے، لیکن ہمیں دیر نہیں کرن چاہیے۔

"اچھی بات ہے۔ پہلے تم ہی اپنی کھانی ساؤ۔ انھوں

نے کہا۔

"یک اب آجائے۔ ہم اپ کی کمان لئنے کے لیے بے پیس
بیٹھے ہیں۔"

"اور میں تمہاری تاخوں نے بٹھ کر کما۔"

"تو پھر یصد لیکے بوجہ

"پہلے تم سناو جھیڈ پر دفیر داؤ نے گویا حکم دیا۔"

"یچھے ہو گیا فصلہ تاروق نے خوش ہو کر کما۔"

"اپنی بات ہے۔ یونہی سی۔"

اخوں نے فریں او کے تعاقب سے شروع ہونے والی
داستان سنا ڈالی۔ وہ حرمت نہ رکھنے لگئے۔ پھر ووے:

"اب تم مساو۔"

اب خود نے اپنی ساری مہم سنا ڈالی۔ وہ بھی بہت

جیڑا ہوتے۔ آخر ووے:

"یکن بھی۔ اسی طرح وہ بیک میل رہ جاتے گا۔ اس
کی گرفتاری بہت ضروری ہے، یکونکہ یہ سب کچھ دراصل
اس کی وجہ سے ہوا ہے۔ یکن، بہر حال۔ اس کی وجہ سے
ایک بہت بڑا فائدہ بھی ہو گی ہے۔ یہ کہ اس کی وجہ
سے ایک اتنا بڑا سمجھل سامنے آگیا ہے۔ جس نے پورے
میں سمجھنگ کا حال بچایا ہوا ہے۔ اور جو ملک کے لیے
انتہائی نقصان دہ ہے۔"

"سوال یہ ہے جھیڈ۔ اس بیک میل کا پتا کس طرح لکھا
ایتھے ہے خان رحمن۔"

"اس سوال کا جواب فرزاد دے گی۔ انکھڑ جھیڈ بولے۔"

"اس سیسیں فاروقی، ہی ترکیب بتائے گا۔ آج اس
بے میر دماغ چڑایا ہے۔" فرزاد نے منہ بنایا۔

"ترکیب بالکل سائنس کی بات ہے۔ فاروقی نے کہا۔"

"اگر بات بالکل سائنس کی ہے تو ہمیں کیوں نظر میں
ادھی۔" بھر نے برا سامنہ بنایا۔

"نظر اپنی اپنی، خیال اپنا اپنا۔ فاروقی گلگھا۔"

"کیا یہ کوئی ضرب المثل ہے؟ پروفیسر داؤ کے لمحے میں حرمت
ہے آتی۔"

"جی۔ چپ۔ پتا نہیں۔"

"ارض ادھر کی ہاتھنے کی بجائے، صرف اور صرف یہ
نہاد کہ بیک میل کا پتا کس طرح لکھائیں؟"

"سمجھر تو بیک میل ہو نہیں سکتا۔ لہذا اسے الگ کر
دیں۔ باقی رہ ہی کتنے آدمی جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک
بیک میل ہے۔"

"یچھے۔ یہ اس نے ترکیب بتائی ہے۔" فرزاد نے جملہ

"آدم گھنٹے کے اندر اندہ ہر گھنٹہ بدنگرانی کرنے والے پنج بائیکس گئے:

"بہت خوب! ہم بھی آدم گھنٹے بعد کام شروع کریں گے۔ آدم گھنٹے بعد ان پکڑ بھنڈی نے فون شوچ لیکے۔ ان کے منے سے سملکل کی آواز نکل رہی تھی۔ خود سملکل بھی من یہا تو چکر میں پڑ جاتا۔ کہیں کی آواز ان کے ہلنے سے کس طرح نکل رہی ہے۔

فون کرنے کے بعد وہ انتظار کرنے لگے۔ آخر ان کے فون کی گھنٹی بھی، انھوں نے فوراً ریسرو اٹھایا، "سر۔ خواجہ عباس راجا اپنے گھر سے فرار ہوا ہے۔ اور اس نے شہر کے دوسرے سرے پر جا کر ایک مکان میں پناہ لی ہے۔

"اس کی نگرانی ہو رہی ہے؟"
"جی ہاں! بالکل۔"

"ٹھیک ہے۔ وہ غائب ہونے پائے۔ پہلے ہم سملکر پر لاحظہ رکھیں گے:

انھوں نے چند اور فون لیکے۔ آئی بھی صاحب وغیرہ کو بھی پروگرام کی اطلاع دی۔ وہ بھی دہلی پنج گئے اور پھر چھوٹا سا تاذہ سملکل صاحب کی طرف روانہ ہوا:

"دیوار! اس بار ترکیب یہ مرے ذہن میں آتی ہے: فون لے چلا کر کما۔

"پھوٹکر ہے۔ فردا تو پھر بھی مہ گئی؟"

"کون پروا نہیں۔ آج کا دن تمہارا ہی صھی۔ ترکیب گلو"

"ان فو کے تو کادیوں کو فون کیا جاتے۔ سملکل کی"

میں۔ کہا صرف ہے جاتے۔ میں نے تھیس پہچان لیا ہے بلیک میل کیں کے۔ میں نے اپنے آدمی تمہاری موٹ کے لیے زیگ دیے ہیں۔ یہ فون سنتے ہی جو بلیک میل ہے۔ وہ تو بھاگ نکلے گا، کیونکہ وہ پولیس کو کچھ نہیں بتا سکتا، بتاتا ہے تو خود پختا ہے۔ میک باقی لوگ پولیس کو اطلاع کریں گے کہ انھیں موٹ کی دھمکی دی گئی ہے۔

"بالکل ٹھیک۔ بہت محفوظ ترکیب ہے۔ اکرام ان فو کے تو کادیوں کے گھروں کی نگرانی کے لیے فوراً آدمی روانہ کر دو اور انھیں سادی بات اچھی طرح سمجھا دو۔"

"او کے سر:

"اور دسویں آدمی یعنی سملکل کی بھی نگرانی ہوئی چاہیے۔ کہیں دہ کوئی شغل نہ کھلا دے۔"

"بہت بہتر۔ اس نے کہا اور آٹھ کر فون کی طرف چل گیا، پھر وہ فارغ ہو کر ان کی طرف بوٹ آیا:

اندر چلا گی۔
خودا بھی سرابدال خان کی سکل رکھاتی دی۔
” یہ ۔ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ جمیش صاحب آپ بھی۔
اگر اسی کیا بات ہو گئی۔ مجھے بلا یا ہوتا۔
بھادری ڈیٹھی ہے۔ میں ہی آنا جائیے تھا۔ وہ بدلے۔
” آئیے اندر۔ تشریف لے چلے۔ بات کیا ہو گئی؟
” ابھی بتاتے ہیں۔
وہ انھیں ڈرانگ رووم میں لے گئے۔ اب سب لوگ
کرسیوں اور صوفیوں پر بیٹھ گئے۔
” میں بست بے ہیں اور پریشانی محسوس کر رہا ہوں۔ زندگی
بتائیں۔ سرابدال نے کہا۔
” ہم آپ کو یہ بتانے آتے ہیں کہ اس بیک میر کا پتا
چل گیا ہے۔ جسے ختم کرنے کے لیے آپ اتنے پاپڑ بیل
دھے ہیں۔
” کیا مطلب؟ وہ بھری طرح اچھلا۔
” جی ہاں! اس بیک میر کا نام ہے خواجہ عباس راجہ۔
آپ یہ کیا باتیں کر رہے ہیں۔ کیا بیک میر۔ اور یہ نام
تو میرے قریبی دوست کا ہے۔
” جی ہاں! یہ آپ کا قریبی دوست ہے۔ اور افریقہ کی

” تمہیں بیٹھی ہے بھتی۔ ہم نہلٹ آدمی کو قریبیں پکڑنے
بارے ہے: آئی جی صاحب نے نکل منداز لیتے ہیں کہا۔
” سر۔ لے گئے فیض ہے۔ آپ مطلب دہیں۔
سکل کے گھر کو سادہ بس ادا لے چلے۔ جی بھری طرح فرم
پچھے تھے، یہی غیر محنتی ٹھوڑا پر۔ کوئی بھی شخص یہ نہیں کر سکتا
تھا کہ اس گھر کا ٹھہرے میں لیا جا سکتا ہے۔ اپکٹر جمیش
جب سب کے ساتھ دہان پچھے تو انھوں نے ایک ہی نظر
میں صانپ یا کہ بھگانی کا کام باکل ٹھیک ہے۔ دوسرے
یہ کہ گھر کے افزار کو اس بھگانی کا کوئی علم نہیں ہے۔ انھوں
نے ٹھوڑے سے کہا:
” آگے بڑھ کر دیکھ دو:

” دیکھ کے ایک منٹ بعد ایک طالب نے دروازہ کھوڑا
اندھتے بھت سے آدمیوں کو دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ اس کے
منز سے نکلا:
” خیر تو ہے، خاب؟
” نہیں۔ خیریت نہیں ہے۔ ہم سرابدال خان کو ایک
بُری خبر منانے آتے ہیں:
” جی، بُری خبر۔ اس نے چونک کر کہا۔
” تم انھیں اطلاع دو۔ اپکٹر جمیش نے من بنایا اور وہ

نہ تھک کر کدا۔

”اہ! اسی یئے تو آتے ہیں۔ اب وضاحت جسیں ہیں۔

آپ کے غلطات ہمارے پاس کچل شہرت موجود ہے۔ آپ کے خاص ساتھی امیر خان دلاوری اور ان کی بیٹی نورین اور کو گرفتار کر لیا ہے۔ اور امیر خان نے ہمیں بہت سی کام کی باتیں بتائی ہیں:

”من۔ نہیں؟ پہلی مرتبہ اس کا رنگ اُڑتا نظر آیا۔

”اہ! حباب! اور نورین اور نے داجا نیروزی کے قتل کا اقرار کر لیا ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایسا کرنے کے لیے اس کے پاس نے حکم دیا تھا اور پاس آپ کے سوا کوئی نہیں۔
”یہ کس طرح ثابت ہو گیا۔ اس نے جمل کر کدا۔

”ہم ایک رخ سے کام کرنے کے عادی نہیں ہیں۔ ہر رخ سے کیس کا جائز، یعنے میں اور کام کرتے ہیں۔ آپ کے اس محل نما مکان کے پیچے ایک بہت بڑا عظیم اشان ت خانہ ہے۔ اس محل سے بھی زیادہ لمبا اور چوڑا۔ اس ت خانے میں اربوں بلکہ کھربوں کا مال بیج ہے۔ سمجھ لندہ مال۔ جو ملک کی مددیوں اور دکانوں پر پہنچایا جاتا ہے۔ اب آپ کی کہتے ہیں؟

”یہ جھوٹ ہے۔ میرے اس محل کے پیچے کوئی

یر کے درد ان بھی آپ کے ساتھ تھا۔ اسی نے تو آپ کی باتیں نہیں کی تھیں۔ جب آپ اپنے آپ سے باتیں کر رہے تھے:

”آپ میرے مالک۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟

”اب انجان بیٹھے سے کچھ فائدہ نہیں ہو گا جتاب۔ آپ کا پول کچل چکا ہے:

”میرا پول۔ کیا مطلب؟

”جی! اہ! آپ کا پول۔ آپ ہیں ہمارے ملک کے سب سے بڑے ملک۔ پردے ملک ہیں جنہوں نے ملک کا باہ پسلاک دکھا ہے۔ اور یوں بھی آپ چھپے رسم ہیں۔ اس ملک میں بہت نمایاں بیشتر رکھتے ہیں۔ بڑے بڑے ایسردیں اور دزیروں سے آپ کے گزرے تعلقات ہیں، آپ انھیں دوتوں دیتے رہتے ہیں۔ اسی یئے تو کوئی آپ کو، آپ کی بھاڑی کو چیک نہیں کرتا۔ لیکن افریقہ کی سیر آپ کوئے بیٹھی۔ آپ کا گودج ٹردب کر دیا اس سیر نے:

”پتا نہیں، آپ کیا کہ رہے ہیں؟

”پتا تو سب کچھ ہے۔ حباب آپ کو۔ جان بوجھ کر جو انجان پسند، وہ تو یہی کئے گا کہ پتا نہیں۔ فاروق نے مذہبیاں اگر نہیں انجان بن رہا ہوں تو آپ وضاحت کر دیں۔ اس

نہ نہیں ہے۔

"اب شاید آپ کی مصلحتی پر نہ گئی ہے، یوں کہیے

بجھت آپ کے کسی کام نہیں آتے گا۔"

"اگر اس کے نیچے کوئی نہ خانہ ہے تو میں اس سے واقع
نہیں ہوں۔ اسی لیے تم ہر سکتا ہے۔" ان معناوں نے کسی
کے اشارے پر بنا�ا ہو۔ بوہیماں محل تحریر کرتے رہے
ہیں۔ سراپا دال نے کہا۔

اسی شہودت میں پہلی بات تو یہ ہے کہ "خانے کا
کوئی راستا غادت کے اندر نہیں کھلن جائے۔ اگر کھلتا بھی
ہے تو بھی اس کے کھونے بانے کے آڑ نہیں ہونے چاہیں۔
وہ سرے یہ کہ اس کا دوسرا راستا ہونا چاہیے۔" وہ دوسرے کمیں
جا کر نکلے، یعنی ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ "خانے کا
راستا محل کے اندر ہی ہے۔ اور اس کو باقاعدہ استعمال کیا
جاتا رہا ہے۔ ابھی سب لوگوں کے مانند ہم یہ بات
ثابت کریں گے۔ اور چھر۔" اپنکی تحریر کئے کئے رک گئے۔
"اور پھر کیا ڈو جلدی سے بولنا۔

"اور پھر یہ کہ نیچے وہ دل انگلش بھی موجود ہیں۔ جو
ڈاکٹر داک سے حاصل کیے گئے تھے اور پھر جس کے چوری ہو
جانے کی خبر اڑائی گئی تھی۔ حالانکہ وہ چوری نہیں ہوئے

تھے۔ وہ تو شرمن سے آفریں کے پاس رہے تھے۔
آپ نے ہی ان کو چھپا دیا تھا۔ اور آپ نے چاند کی نمرت
اپنے دستوں کو اس طرح مددتے۔ پھر تو ہر کوئی آپ کی ہدوں
مددتے۔ کہ دینا بھی ایک انگلش۔ یہ سے گال میں چاند بکل ہیا
ہے۔ اب جب کہ ان کے چوری ہونے کا خدا نہ رضا یا گی
تو کوئی اس طرح مانگنے آتا۔ آپ اپنے تمام دستوں کو بلدی
بادری اس لیے رہاک کر دینا چاہتے تھے کہ ان میں سے ایک
کو آپ کی حقیقت کا پتا چل گیا تھا۔ اور وہ لاپچھ میں آ
گی۔ اس نے ہے بات پریس کو تو ہتھیں نہیں، آپ کو بھیک
میں سزا شروع کر دیا۔ اب وہ خود پریس کے پاس بھی نہیں
جا سکتا تھا آپ کے بارے میں بتاتے۔ لہذا اپنا بچاؤ
آپ کرنے کے سوا اس کے پاس کوئی راستا نہیں تھا۔ آپ
کو یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ کون ہے۔ صرف یہ معلوم تھا
کہ وہ ان میں سے یک ہے۔ جو سیریں آپ کے ساتھ
تھے۔ لہذا آپ نے فیصلہ کر دیا کہ سب کو نیچے چاند کے
ذریعے نمرت کے گھاٹ اٹا دیں۔ اس سلسلے میں پہلا دار
آپ نے اپنے آپ پرسیا۔ تاکہ آپ پرشک نہ کیا جاسکے۔
اب آپ کیا کہتے ہیں؟
"میں نہیں جانتا۔ نیچے کوئی نہ خانہ ہے۔ زمین نے

اس نے پھر چلانگ لگائی اور اس مرتبہ انپکٹر جمیں پر
کیا، لیکن وہ ترپھے ہو گئے اور وہ دھڑام سے گرا۔
”ثبوت تو آپ کو شناہی پڑے گا جتاب۔ فاروق مکالیا۔
” بالکل! اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ ”ثبوت یہ ہے کہ
تھانے میں بے شمار چیزوں پر ان کی انگلیوں کے نشانات
ہیں۔“ انپکٹر جمیں نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ بہت سی آوازیں آہریں۔
” شوق سے بختے جی چاہے اوہ سے لکایے، اسیں کوئی
اعراض نہیں۔ فاروق، بول آئھا۔
” بار چپ دہو۔ مجھے پر جملہ چھوٹے بارہے ہوتے محمد
نے جملہ کر کہا۔

” تو اور کیا کروں۔ اس مرتفعہ پر تو یہی کچھ کر سکتا ہوں۔

عقل کے ناخن لو بڑے بھلی۔
” دھت تیرے کی۔“ محمد نے جملہ کر اپنا ہاتھ ران پر ملا۔

” آئیے صاحبjan۔ آپ کو تھانے کی سیر کردا دوں۔
” تھانے کی سیر۔ بھتی واہ۔ یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا
ہے۔“ فاروق چکتا۔

” تو رکھوں لو کسی ناول نگار سے یہ نام۔ فرزان نے ملہا کر کہا۔
” انپکٹر جمیں تھانے کے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

” دیکھنے نیچے رکھے ہیں۔“ اس نے کہا۔
” بہت خوب۔ اب ایک آخری ثبوت۔ جس کو آپ کسی
ٹرجمہ بھی نہیں بھٹلا سکتے۔ اور آپ کی پیس بول جائے گی۔
انپکٹر جمیں نے ٹرنیٹ بھجے ہیں کہا۔
” انپکٹر جمیں۔ تمہرے۔

” ملک دوخون سے ہیں اس سے زیادہ تمہرے بات نہیں کر
سکتا۔ اب ثبوت کیں ہیں۔ آپ کو اگر اس تھانے کے بارے
میں کوئی علم نہیں ہے۔ اور آپ نے وہ تھانے نہیں بنوایا
اور آپ نے اس تھانے میں سمجھلک کا مال نہیں رکھوایا
اور آپ کسی اس تھانے میں نہیں گئے تو پھر۔“ انپکٹر
جمیں کے کھتے رک گئے۔

” تو پھر کیا ہے؟“ کہی آوازیں آہریں۔
ان الفاظ کے ساتھ ہی سر ابدال خان نے اپنی جگہ
سے چلانگ لگائی اور دروازے سے باہر نکل گیا، لیکن
فدا، ہی اسے اندر اچھال دیا گیا۔
” دلپسی بھی اسی رفتار سے ہو گئی۔ بھتی دا۔ استظام ہو تو
ایسا۔

” ثبوت تو سن لیتے آپ۔ اتنی بھی کیا جلدی تھی۔“ محمد بولا۔
” ہاں اور کیا۔ میں کہ رہا تھا کہ ...“

فائدے کی بات

- اس ماہ آپ نے خونی روپی نیسے پاند کی دست : جلدی کے بحث میں
بزدل بائی پڑھے۔
- آئندہ ماہ آپ سماجوت کا راز (۵۰ روپے، پانچ ایکجے (۵۰ روپے) اور
اصلی روپے (۵۰ روپے) پر میں گئے۔
- ان ناولوں کی کل قیمت ۲۵ روپے تھی تھے، لیکن یہ تمام کو نادل ایک صاف
مٹکا نے پر لوارہ آپ سے صرف ۳۴ روپے دھول کرے گا۔
- اگر آپ صرف اشتیاق ہو گئے تو نادل (تاجوت کا راز، پانچ ایکجے)
مٹکوں نے چاہتے ہیں تو لوارہ آپ سے ۹۰ روپے کی جگہ صرف ۶۵ روپے
دھول کرے گا۔ آپ صرف خط لکھ کر آؤ ڈالیں۔
- نوٹ : اوارہ آپ کو نادل بذریعہ وی پی اور سال کرے گا، پہنچتے میں
آپ سے ۲۹ روپے کی جگہ ۳۱ روپے دھول کرے گا، یعنی ۲ روپے
زائد دھول کرے گا۔ اس طرح جبکہ آپ کو نادل گھر بیٹھے میں کے
ساتھ ساتھ ۵ روپے کی بجت ہو گی۔ ہے نافائدے کی بات۔
- اگر ڈر بھینے کو پتا :

اشیاتن پبلی کیشنز، ۹/۱۲ نصیر آباد، سلم پورہ، ساندھ کھاں — اے جو

خوب، فائدق اور فیزاد سب کچھ اپنی بتا پکھے تھے۔ باقی لوگ
ہمیں آجھ کر ان کے بیچھے پہل پڑھے۔ سراہمال خاں کے گرد
سادہ بیاس والے تھیں اذال پکھے تھے۔ نہود، فائدق اور فیزار
لوگوں کے ٹوں بیٹھے رہے۔

”تم میں چل گے؟ پر فیزر داڑھے کوچھا۔

”بھی نہیں۔ ہم کی کمی گئے جاگرے۔

”اور یہاں کی کرو گئے بیٹھے کرنا خاں رخان نے مت بنایا۔

”جی یہاں بیٹھ کر یہ فعد کریں گے کہ اس کیس
کا سہرا کس کے سر رہا۔“

اور پر دلسر داڑھ اور خاں رخان کمی کمی کرتے کو سرے
لوگوں کے بیچھے پلنے لگے۔

